# سوانح محدثِ اعظم پاکستان

## حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد قادری علیہ الرحمۃ



مرتبہ: لیاقت علی صادق

مکتبہ غوثیہ سلطانیہ
ارشد مارکیٹ نزد جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام جھنگ بازار فیصل آباد

# سوانح

# محدثِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

کے حالاتِ زندگی پر مشتمل

مرتبہ

## محمد لیاقت علی صادق

ناشر


مکتبہ غوثیہ سلطانیہ

ارشد مارکیٹ، جھنگ بازار نزد جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام فیصل آباد

نام کتاب ——— سوانح محدثِ اعظم پاکستان
(شیخ الحدیث ابوالفضل حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ)
مرتبہ ——— محمد لیاقت علی صادق
تقریظ ——— علامہ شاہد القادری
تصحیح ——— علامہ مولانا نذیر احمد نعمانی
صفحات ——— ۱۸۴
کتابت ——— محمد اکرم جاوید فیصل آباد
سائز ——— ۲۳×۳۶/۱۶
قیمت ——— ۸۰/- روپے

## ملنے کے پتے

مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے فیصل آباد
نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
مکتبہ فیضانِ محدثِ اعظم ارشد مارکیٹ فیصل آباد
غوثیہ کتب خانہ اردو بازار گوجرانوالہ



# انتساب

میں اپنی اس حقیر سی کاوش کو حضور محدثِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ و مولانا محمد سردار رحمۃ اللہ علیہ کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں کہ جنہوں نے اپنی ساری زندگی حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والثناء کی حدیث شریف کی خدمت میں گزار دی۔

اسی خدمتِ عظیم کے صدقے ہی آج پوری دنیا آپ کو محدثِ اعظم پاکستان کے نام سے یاد کرتی ہے اور یہ میرے لئے باعثِ صد افتخار و اعزاز ہے کہ میں اُن کے نام اپنی اس سعی سعید کو منسوب کر رہا ہوں۔

؎ قبول افتد زہے عزّ و شرف

محمد لیاقت علی صادق

# تقریظ

از جناب علامہ شاہد القادری صاحب

ناظم جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد۔

میں نے اس کتاب کا چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا ہے کہ جس میں مرتب کردہ کتاب ہذا نے نہایت ہی احسن انداز میں حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کو مرتب کیا ہے۔

اس کتاب میں ایک طرف تو آپ کا بڑے ہی پیارے انداز میں تعارف کروایا گیا اور آپ کے بچپن کے حالات اور ابتدائی زندگی کے واقعات بیان کئے گئے ہیں تو دوسری طرف حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تدریس اور محدث اعظم بننے کی ساری داستان رقم کی گئی ہے۔

اس کتاب میں پہلی مرتبہ حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کو اس احسن انداز میں مرتب کیا ہے۔ کہ قارئین خود ہی اس کی گواہی دیں گے کہ واقعہ کتاب ہذا کمال ہے۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کتاب ہذا کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور اسی طرح عوام اہلسنت کے لئے بہترین کتب مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

شاہد رفیق قادری

لائبریری زرعی یونیورسٹی آف فیصل آباد۔



# فہرست

# سردار احمد سے شیخ الحدیث تک

دیال گڑھ ضلع گورداسپور کا ایک ہونہار اور سعادت مند نوجوان میٹرک پاس کرنے کے بعد مزید علم حاصل کرنے کے لیے داتا کی نگری لاہور آتا ہے۔ اور ایف۔ اے میں داخلہ لیتا ہے وہ قدرت کے سانچے میں ڈھلا ہوا شرافت کا دِل نواز پیکر تھا۔ اس کی گفتگو اور چال ڈھال میں قیامت کا بانکپن تھا۔

اِسے گود میں کھلانے والے اور اِس کے سکول کے ساتھی ہی نہیں بلکہ اِس کے اساتذہ بھی اس کی نیک نفسی۔ پاکیزہ نگاہی اور ملکوتی کردار کے گواہ تھے۔ سب ہی اسے محبّت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ وُہ سب کی آنکھ کا تارا تھا۔ اُس نے پٹوار کا امتحان بھی دیا تھا۔ اُس کی بے مثال ذہانت اور قابلیّت کو دیکھتے ہوئے اُس کے رشتہ دار یہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ ہمارا عزیز نوجوان پٹواری بنے گا۔ تحصیل دار بنے گا۔ اور ترقی کرتے کرتے بہت بڑا افسر بنے گا۔ لیکن انسان کے سوچنے سے کیا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے کہ جو سب سے بڑی قوت و طاقت والے کو منظور ہوتا ہے۔ اچانک اس نوجوان کو نظر لگ گئی اور وہ نظر کیسی تھی کہ رشتہ داروں کے سب منصوبے فیل ہو گئے اور تمام پروگرام دھرے رہ گئے۔

## پٹواری بنتے بنتے دین کا افسر بن گیا

جامع مسجد وزیر خاں لاہور (جو کہ قیام پاکستان سے پہلے متحدہ پاک و ہند کی عظیم ترین مسلم سٹیج تھی۔) اس مسجد میں پورے ملک کے جلیل القدر علماء و مشائخ رونق افروز ہوتے تھے۔ ان کی زیارت سے ایمان تازہ ہو جاتا اور ان کے ارشادات عالیہ سن کر دلوں کی ویران بستیاں آباد ہو جاتیں۔

ان دنوں بھی جامع مسجد وزیر خاں میں عظیم الشان اجلاس ہو رہا تھا۔ سامعین جوق در جوق حاضر ہو رہے تھے۔ اتنے میں سٹیج سے اعلان کیا گیا کہ

آج فلاں وقت، فلاں گاڑی سے ملک کے عظیم المرتبت عالم شریعت، جگر گوشۂ اعلحضرت امام احمد رضا حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی تشریف لا رہے ہیں۔ جو حضرات ان کی زیارت سے مشرف ہونا چاہیں وہ مقررہ وقت پر ریلوے اسٹیشن پہنچ جائیں۔

مشتاقانِ دید کا ایک ہجوم ریلوے اسٹیشن پر جمع ہو گیا۔ اسی ہجوم میں وہ نوجوان طالبِ علم بھی تھا۔ جب گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچی اور حضرت حجۃ الاسلام اپنے ڈبے سے باہر تشریف لائے تو تکبیر و رسالت کے پُرجوش نعروں سے ان کا استقبال کیا گیا اور ہر شخص بے تابی سے ایک نظر زیارت کرنے اور مصافحہ کے لیے آگے بڑھنے لگا۔ اسی دھکم پیل



میں وہ طالب علم بھی آگے بڑھا اور مصافحہ کرنے کے بعد سر اٹھا کر جو دیکھا تو حجۃ الاسلام کا نورانی چہرہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ چہرہ کیا تھا حسن کی کھلی ہوئی کتاب تھی۔ جس پر جمالِ تقویٰ اور جلالِ علم کا نور برس رہا تھا۔ جسے دیکھ کر غیر مسلم اسلام لے آتے تھے۔ ایک نظر حجۃ الاسلام نے بھی اس طالب علم کو دیکھا بس یہی وہ لمحہ تھا کہ جب اس طالب علم کو نظر لگ گئی۔ اس کی روح کی گہرائی تک ایک برقی رو دوڑ گئی اور دل ایک انجانی اضطرابی کیفیت سے دوچار ہو گیا۔

جلسہ بڑی شان و شوکت سے ہوا اور جلسہ کے بعد حضرت حجۃ الاسلام حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے۔

وہ طالب علم جلسے کے دوران بڑی محویت کے ساتھ ٹکٹکی باندھے انہیں دیکھتا رہا اور جلسے کے بعد کشاں کشاں ان کی قیام گاہ پر پہنچ گیا۔

حضرت حجۃ الاسلام نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی کشتۂ تیر نظر ہے بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ اپنے پاس بلایا اور خیریت دریافت کرنے کے بعد پوچھا کہ

کہاں کے رہنے والے ہو۔ کیا کرتے ہو۔

طالبِ علم نے جواب دیا تو انہوں نے اُس کے چہرے کی اضطرابی تحریر پڑھتے ہوئے پوچھا کہ

آپ کچھ کہنا چاہتے ہو۔

نوجوان نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہو۔ بغیر کسی تکلف کے کہو۔

## بریلی شریف جانیکی خواہش

عرض کی کہ! مجھے بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔ مجھے ایف اے کرنے اور پٹوار کا امتحان پاس کرنے کا کوئی شوق نہیں رہا۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی پیاسی نگاہیں آپ کے دیدار سے سیراب کرتا ہوں۔ آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کروں اور وہ نورانی علم حاصل کروں جس کے آپ نمائندے ہیں۔

حضرت حجۃ الاسلام نے بڑی خوشی سے اپنے ساتھ چلنے کی اجازت دے دی اور وہ اپنی جگہ اس شاہین کے زیرِ دام آنے پر بے حد نازاں تھے۔

## بریلی اور اجمیر میں حصولِ علم کا سفر

مرکز علم وعرفان بریلی شریف جاکر اس قابل طالبِ علم نے پوری تندہی اور یکسوئی کے ساتھ علومِ دینیہ حاصل کرنے شروع کیے۔

منظرِ اسلام بریلی شریف میں حجۃ الاسلام مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفٰے رضا خاں بریلوی اور صدر شریعہ مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہارِ شریعت جیسے نادرِ روزگار اربابِ علم ونظر کے فیوض سے خوشہ چینی کی۔ آٹھ سال تک جامعہ معینیہ اجمیر شریف میں صدر شریعہ کے دریائے علم سے فیض یاب ہونے کے بعد سندِ فراغت



حاصل کی۔

## طالبِ علم کا تعارف

آپ جانتے ہیں کہ وہ نوجوان طالب علم کون تھا۔ جی ہاں! اسے کون نہیں جانتا۔ اسے اپنے بیگانے سب ہی جانتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایسی بلندیوں پر پہنچا کہ بڑے بڑے آفیسر، اس میں قدموں میں بیٹھنے کو سعادت سمجھتے تھے۔

بڑے بڑے علماء اس کی دست بوسی کو اپنا شرف تصوّر کرتے۔

وہ جس کے سر پر ہاتھ پھیرتے وہ راسخ العقیدہ سُنی عالم دین بن جاتا تھا۔

انہوں نے تمام زندگی علومِ دینیہ کا درس دیا۔

انہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ کی سُنت ادا کرتے ہوئے ہزار طلبہ کو درس حدیث دیا۔

اور جس کے شاگردوں میں بڑے بڑے شیخ الحدیث بنے

جس نے عوام کے دلوں میں حُبّ مصطفٰے کی جوت جگائی۔

علماء اور محدثین کی اتنی بڑی جماعت تیار کی کہ اکابر علماء نے انہیں

محدّثِ اعظم پاکستان تسلیم کیا۔

یہ تھے۔ محدّثِ اعظم پاکستان حضرت علاّمہ ابو الفضل محمد سردار احمد چشتی قادری قدس سرہٗ وہ آسمانِ سنیّت کے چاند تھے۔ - - - -

جن کی ضیا پاشیوں نے پاک و ہند کو بقعۂ نور بنا دیا۔۔۔۔۔۔۔ وہ شیخ التفسیر و الحدیث تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ جامع معقولات و منقولات تھے۔۔۔۔۔۔۔ وہ رہبرِ شریعت اور مرشدِ طریقت تھے۔۔۔۔۔۔ وہ سحر بیان خطیب تھے۔

شیخ الحدیث و التفسیر مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

## شیخ الحدیث کا خاندان

حضرت علامہ سردار احمد صاحب قدس سرہٗ دیال گڑھ ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب بھارت) میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا اسم گرامی چوہدری میراں بخش تھا۔

گورداسپور ضلع میں دیال گڑھ ایک مشہور قصبہ کہ جو بٹالہ سے چار میل دور ہے لوگوں کا پیشہ کاشت کاری اور ملازمت تھا۔ اکثر آبادی کا تعلق بڑ جٹ قوم سے تھا۔ جبکہ حضرت شیخ الحدیث کا تعلق سیہول جٹ خاندان سے ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے گاؤں میں تین نمبردار اور چار مساجد تھیں۔

آپ کے والدِ ماجد کاشت کاری کرتے تھے۔ ان کی زمین گاؤں کے قریب ہی تھی۔ پچیس بیگھے چاہی اور اتنی ہی بارانی زمین تھی۔ یہ زمین انتہائی زرخیز تھی۔ فصل اچھی ہوتی تھی۔ دیہاتی ماحول کے اعتبار سے آپ کے خاندان کو خوشحال کہا جا سکتا ہے۔ آپ کا خاندان کیا بلکہ پورے علاقہ کی توجہ تعلیم کی طرف بہت کم تھی۔



تاہم آپ کا خاندان شرافت، دیانت، پاکبازی، مہمان نوازی اور نیک نامی میں علاقہ بھر میں شہرت رکھتا تھا۔ آپ کے والدین مذہبی امور میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ پابندِ صوم و صلوٰۃ تھے۔ پورا خاندان مشائخ کرام کا مرید اور عقیدت مند تھا۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہٗ سے کمال درجہ کی محبت تھی۔

آپ کے دادا اپنے آبائی گاؤں تنگل نزد مدراس ضلع امرتسر سے ترکِ سکونت کر کے دیال گڑھ اپنے ننھیال کے ہاں آباد ہو گئے تھے۔ آپ کے والد ماجد دیہاتی ماحول کی برائیوں سے الگ تھلگ رہتے۔ کسی کی غیبت نہ کرتے۔ کسی کے نقصان میں راضی نہ ہوتے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے ساتھ کسی کی دشمنی پیدا نہ ہوئی۔

حضرت شیخ الحدیث کے ننھیال گاؤں دھڑاں ضلع گورداسپور میں قیام پذیر تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نہایت پاک سیرت عفیفہ تھیں۔ پابندِ صوم و صلوٰۃ اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہٗ کی فدائی و شیدائی تھیں۔

## والدین شیخ الحدیث کی نیک سیرتی کا واقعہ :-

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے والدین کریمین کی سیرت سمجھنے کے لیے ایک واقعہ ہی کافی ہو گا۔ جس کے راوی مولانا محمد بشیر احمد قادری ساکن رڑیالہ ضلع گوجرانوالہ ہیں۔

مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ

جناب سیّد غلام مرتضیٰ شاہ اور جناب سیّد افضل احمد شاہ گلاں والا ضلع گرداسپور سے ہجرت کر کے رڈیالہ میں مقیم ہیں۔ تقسیم ہند سے قبل کا ایک واقعہ اپنی سرگزشت کا بیان کرتے ہیں کہ

ایک مرتبہ گلاں والا سے دس میل دُور ایک گاؤں جانا پڑا۔ ہم علی الصبح ہی چل پڑے۔ سفر پیدل تھا وہاں ہمیں کھانے کا پوچھا گیا مگر ہم نے انکار کر دیا۔ گرمی کا موسم تھا۔ دوپہر کو ہم واپس آئے۔

راستہ میں بھوک اور پیاس خوب چمکی۔ واپسی پر جب ہم دیال گڑھ سے گزرنے لگے۔ تو ہمیں یاد آیا کہ یہاں چوہدری میراں بخش کے پاس چلتے ہیں وہ بڑے فراخ دل اور مہمان نواز ہیں۔ یقیناً ہمیں ان کے دسترخوان سے کھانے پینے کو مل جائے گا۔

اس فیصلہ کے بعد ہم چوہدری میراں بخش (والد ماجد حضرت شیخ الحدیث) کے گھر آئے۔ آپ اس وقت دوپہر کی روٹی کھا کر آرام فرما رہے تھے۔ علیک سلیک کے بعد ہم نے اپنا تعارف سیّد ہونے کی حیثیت سے کرایا۔ چوہدری میراں بخش نے نہایت خوش اخلاقی سے بیٹھک میں بٹھایا اور کھانے کی پیشکش کی۔ جسے ہم نے قبول کر لیا۔

چوہدری میراں بخش اندر تشریف لے گئے اور صحن میں کھڑی اپنی زوجہ محترمہ (والدہ ماجدہ حضرت شیخ الحدیث) سے فرمایا کہ اللہ کی نیک بندی! آج ہمارے گھر دو سیّد مہمان آئے ہیں ان کا کھانا لاؤ۔ اور پینے کیلئے لسّی بھی۔



زوجہ محترمہ نے چوہدری میراں بخش سے کہا کہ

مہمانوں کے لیے لسّی لے جاؤ اور ان سے دریافت کرو کہ وُہ نمازی ہیں یا نہیں۔ اگر وہ نمازی ہیں تو ان کے لیے تازہ کھانا تیار کرتی ہوں اور اگر نمازی نہیں تو وہی کھانا پیش کرتی ہوں کہ جو تھوڑی دیر پہلے تیار کیا تھا۔

شاہ صاحبان فرماتے ہیں کہ بیٹھک میں بیٹھے ہوئے ہم نے میاں بیوی کی گفتگو سُنی۔ جناب چوہدری میراں بخش صاحب تشریف لائے اور لسّی پیش کی اور ساتھ ہی نہایت محبت و شفقت سے دریافت کیا کہ

کیا آپ نماز پڑھتے ہیں کہ اگر آپ نماز پڑھتے ہیں تو آپ کے لیے تازہ کھانا تیار کروایا جائے اور اگر نہیں تو وہی کھانا تیار شدہ ہی دیا جائے گا۔

## شیخ الحدیث کی والدہ محترمہ کا مقام

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ کو زہد و تقویٰ۔ عفت و عصمت اور عبادت و ریاضت کی بنا پر بارگاہِ خداوندی میں خاص قرب حاصل تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ شیخ الحدیث اور آپ کے برادر بزرگوار جناب حیات محمدؐ سائیں کے درمیان والدہ مرحومہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔

جناب حیات محمدؐ کا خیال تھا کہ ہماری والدہ محترمہ عام نیک

خاتون تھیں اور حضرت شیخ الحدیث ارشاد فرماتے ہیں کہ والدہ مرحومہ کو بارگاہِ خداوندی میں خاص قرب حاصل تھا۔

اس گفتگو کے بعد جناب حیات محمدؒ صاحب سوئے تو رات کو خواب میں انہیں ایک قبر نظر آئی جس سے ایک ضعیف العمر خاتون سفید لباس میں ملبوس باہر تشریف لائیں اور جناب سائیں مرحوم سے فرمایا کہ

بیٹا! میں تمہاری والدہ ہوں۔ تیرا چھوٹا بھائی محمدؒ سردار احمد جو کچھ کہتا ہے وہ میرے متعلق بالکل ٹھیک ہے۔

صبح اُٹھ کر برادرِ بزرگ اپنا رات کا خواب بیان کرنے حضرت شیخ الحدیث کے پاس آئے تو آپ نے انہیں دیکھ کر مسکرا کر فرمایا کہ کیوں جی سائیں صاحب! ہم نے ٹھیک کہا تھا نا۔ اب تو انکار نہ کرو گے۔

## شیخ الحدیث کے بہن بھائی

چوہدری میراں بخش کے ہاں سات لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

لڑکے یہ ہیں۔

(1) جنابِ شیر محمدؒ (2) جنابِ علی محمدؒ

(3) جنابِ دین محمدؒ (4) جنابِ فتح محمدؒ

(5) جنابِ حیات محمدؒ (6) جنابِ سردار محمدؒ (حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ)



(7) جنابِ محمدؒ اسمعیل (برادرِ خورد)

آپ کی دو لڑکیاں صاحبِ اولاد ہوئیں مگر جلد ہی انتقال فرماگئیں۔

حضرت چوہدری میراں بخش کے تمام صاحبزادے ماسوا حضرت شیخ الحدیث کے زمینداری کرتے تھے۔ سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ والدین کی تربیت کا اثر تھا کہ ان کا رجحانِ طبع نیکی کی طرف تھا۔ درویشانہ زندگی کے باعث لوگ ان کا احترام کرتے تھے۔

جنابِ حیات محمدؒ صاحب دردِ بزرگ تھے۔ لوگ انہیں سائیں جی کے نام سے پکارتے تھے۔

## ولادتِ باسعادت

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمدؒ سردار احمد قدس سرہٗ قصبہ دیال گڑھ ضلع گرداسپور (مشرقی پنجاب بھارت) میں پیدا ہوئے۔

قرائین اور روایات کے مطابق سالِ ولادت ۱۳۲۱ھ 1903ء سے 1323ھ سے 1906ء کے درمیان ہے۔ تاریخِ ولادت کے بارے میں چند روایات پیشِ خدمت ہیں۔

(1) ایک یہ کہ پنجاب یونیورسٹی گزٹ۔ لاہور 1922ء میں آپ کے کوائف یہ ہیں۔

رول نمبر 1202 نام چوہدری سردار احمد

مرکزِ امتحان: بٹالہ تاریخِ ولادت: 23 ستمبر 1903ء

اس حساب سے تقویم ہجری کے مطابق آپ کی تاریخ ولادت
29 جمادی الآخر سنہ 1321ھ بنتی ہے۔

(2) دوسرے نمبر پر اثر العلماء مولانا محمد شریف الحق امجدی مفتی
دارالافتاء بریلی لکھتے ہیں کہ
میرے اندازہ کے مطابق سن ولادت 1323ھ، 1903ء ہے۔

(3) تیسرے نمبر پر جناب امید رضوی مدیر ماہنامہ نوری کرن بریلی
لکھتے ہیں کہ مجھے سن یاد نہیں۔ لیکن پھر بھی قیاس سے اتنا ضرور کہہ
سکتا ہوں کہ غالباً سنہ 1903ء تا سنہ 1923ھ تھا۔ یہ میری اوائل عمری کا
زمانہ تھا۔ زمانہ طفلی رخصت ہو کر سن شعور کا آغاز ہونے والا
تھا کہ اس زمانہ میں۔ میں نے ایک صبح کو ایک باوجاہت و
عظمت انسان کو دیکھا۔
جس کی پیشانی صبح سعادت کی آئینہ دار تھی۔ بڑی بڑی غلافی
آنکھیں کہ جن میں جاذبیت اور شرم و حیا کے ساتھ ساتھ سمندر کا
سا بڑا سکوت تھا۔ ایک سبزہ آغاز نوجوان متانت و تہذیب کی مکمل
تصویر، گھٹنوں سے نیچے کرتا۔ تہبند۔ سر پر پنجابی وضع کی پگڑی۔ بسوں
کا انداز جیسے ہر وقت رہتے ہوں یہ تھے اس وقت کے سردار احمد
اور آج کے محدث اعظم پاکستان۔"

(4) چوتھے نمبر پر فقیہ العصر مولانا مفتی اعجاز ولی رضوی بریلوی 1973ء
حضرت شیخ الحدیث سے اپنے تعلقات کا ذکر یوں کرتے ہیں کہ



آہ! جبکہ شیخ الحدیث ابدی نیند سو رہے ہیں (بریلی کی) سنہ 1924ء
والی محبتیں یاد آتی ہیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

(5) مولانا محمود احمد قادری۔ احسن المدارس، کانپور (انڈیا) اپنے
ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ
حضرت شیخ الحدیث اور والد الماجد (مولانا شاہ رفاقت حسین)
آٹھ برس اجمیر شریف اور دو برس بریلی شریف میں ہم درس رہے اور
یہ زمانہ سنہ 1345ھ تا سنہ 1351ھ یعنی 1926ء تا 1933ء کا ہے۔

(6) حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا بریلوی کے سوانح حیات کا مضمون
ہفت روزہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ کے ایک شمارے میں شائع
ہوا اور اس میں شیخ الحدیث کی حضرت حجۃ الاسلام کے حضور پہلی حاضری کا
زمانہ (گاندھی گردی کی تحریک) بتایا گیا ہے اور یہ زمانہ تحریک
(ترک موالات) 23، 1922ء میں پورے شباب پر تھی۔"

مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ آپ بغرض تعلیم سنہ 1922ء تا
سنہ 1923ء بریلی شریف پہنچ چکے تھے۔ اس سے قبل آپ نے میٹرک کا امتحان
پاس کیا اور ایف اے کی تیاری میں مشغول تھے۔ اس وقت آپ کی عمر
سترہ اٹھارہ برس کی ہو گی۔ اس حساب سے سال ولادت سنہ ۱۹۰۴ء
کے لگ بھگ بنتا ہے۔
جناب صبوحی دہلوی نے آپ کا سن ولادت ۱۹۰۴ء بتایا ہے۔
مولانا محمود احمد قادری نے سال ولادت سنہ 1903ء بتایا ہے۔

والدین نے آپ کا نام (باقی بھائیوں کی نسبت سے) سردار محمدؐ رکھا۔ لیکن جب آپ حصولِ تعلیم کی غرض سے بریلی تشریف لے گئے تو وہاں کے اکابر، اساتذہ۔ احباب اور ہم درس طلبا آپ کو سردار احمد کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر آپ نے والدین کا تجویز کردہ نام بھی ترک نہ فرمایا اور اساتذہ کرام کے عطا کردہ نام کو بھی استعمال میں رکھا۔ اس طرح آپ اپنا نام محمد سردار احمد تحریر فرمایا کرتے تھے۔

چونکہ اس وجودِ مسعود نے درِ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) سے بچھڑے ہوئے سروں کو اپنے آقا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے درِ اقدس پر جھکانا تھا۔ اس لیے والدین اور اساتذہ نے بتوفیقِ الٰہی آپ کا نام ہی مناسب تجویز فرمایا۔

## آپ کی کنیّت

مناظرہ بریلی منعقدہ 1354ھ میں دیوبندی عقائد کے مشہور مناظر مولوی منظور احمد سنبھلی کے مقابل عدیم المثال فتحِ مبین کے بعد آپ کی کنیت ابوالمنظور ہو گئی۔

بعد ازاں خلفِ اکبر صاحبزادہ محمدؐ فضل رسول کی ولادت پر ابوالفضل کنیّت مشہور ہوئی۔ "اَلْاَسْمَاءُ تَتَنَزَّلُ مِنَ السَّمَاءِ" اس عظیم المرتبت مجسمۂ علم و فضل کے لیے یہی کنیّت موزوں تھی۔ کیونکہ

نائبِ دینِ نبی سردار احمد تیرا نام
یعنی تو فضلِ خدا سے قوم کا سردار ہے



## سعادتِ ازلیہ کا بچپن میں ظہور

عہدِ طفولیّت ہی میں حضرت شیخ الحدیث کی پیشانی پر سعادتِ ازلیہ کے آثار نمایاں تھے۔ آپ کا بچپن دوسرے بچوّں سے ممتاز تھا۔ والدین۔ افرادِ خانہ، اساتذہ اور بچپن کے ساتھیوں کے بیانات اس پر شاہد ہیں۔ ان بزرگوں کے بیانات کی روشنی میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے عہدِ طفولیّت سے ہی آپ کی پُر عظمت زندگی کا واضح ثبوت ہو سکتا ہے۔ آپ کی کم سنی کے ایّام میں آپ کی والدہ محترمہ۔ جن کی عظمت خود واضح ہے۔ آپ کو بوسہ دیتے ہوئے دُعائیہ انداز میں فرمایا کرتی تھیں کہ

آپ کا نام سردار محمد ہے اللہ تعالیٰ تجھے دین و دنیا کا سردار بنائے۔

اور اکثر یہ بھی فرمایا کرتی تھیں کہ

انشاء اللہ میرا یہ لاڈلا بچہ عظیم شخصیّت کا مالک ہو گا۔

## شیخ الحدیث کا بچپن

آپ جب بڑے ہوئے، چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو والد ماجد کے ہمراہ مسجد میں نماز پڑھنے چلے جاتے۔ ذکر و اذکار اور نعت خوانی کا ذوق بچپن سے ہی تھا اور اکثر اوقات چلتے ہوئے بھی ذکر و اذکار آپ کی زبان پر جاری رہتا۔ سامعین محظوظ اور مستفیض ہوتے۔

آپ کے رشتہ کے ماموں زاد۔ چوہدری ناظر حسین صوفی منش بزرگ
تھے اور حضور غوث پاک کے فدائی و شیدائی تھے۔ وہ آپ کے برادرِ
بزرگ جناب حیات محمدؐ عرف سائیں جی سے آپ کے متعلق ایسی باتیں
کیا کرتے تھے۔ جیسے آپ کے بچپن میں عجیب و غریب تصوّر کیا جاتا تھا۔
ایک مرتبہ اُن سے فرمایا کہ

"سائیں جی! تم کو مبارک ہو تمہارے عزیز بھائی سردار محمدؐ کی
پیشانی میں نیک بختی اور خوش قسمتی کا چمکتا ہوا ستارہ دیکھ رہا ہوں"۔

مولوی نذیر احمد سراجی مقیم چک نمبر 72 فیصل آباد حضرت شیخ الحدیث
کے ہم وطن ہیں اور آٹھویں جماعت تک آپ کے ساتھ پڑھتے رہے
وہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ

"جب آپ (حضرت شیخ الحدیث) پیدا ہوئے تو ہمارے
گھروں میں چرچا ہوا کہ اس نومولود کی پیشانی مبارک پر چاند کی سی
روشنی چمکتی ہے۔

مکتوب میں مزید لکھتے ہیں کہ

ہمارے گھر اور آپ کے گھر میں چند گزوں کا فاصلہ تھا۔ میری
والدہ اور آپ کی والدہ کا آپس میں پیار تھا۔ میں نے بچپن میں کوئی
ایسی حرکت نہیں دیکھی کہ جو شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہو۔

میرے ناقص ذہن میں یہ خیال سرگرداں رہتا کہ وہ پیدائشی طور
پر ولی ہیں۔ میں نے اُن کے مُنہ سے کبھی گالی نہ سُنی اور نہ ہی کسی سے



مزاحم ہوتے دیکھا۔

اسی طرح صوفی اللہ رکھا سراجی، حضرت شیخ الحدیث کے ہم وطن
ہیں اور بچپن کا حال جو اکٹھے گزارا ایک ملاقات میں وہ بتاتے ہیں کہ

"حضرت شیخ الحدیث کی بچپن کی زندگی صاف ستھری زندگی
تھی۔ مزاج سُلجھا ہوا تھا۔ جھوٹ، غیبت سے ہمیشہ نفرت رہی۔
ساتھیوں سے مزاحم نہ ہوتے اور شرم و حیا کا یہ عالم تھا کہ بچپن ہی
میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ

"دو عورتوں کے درمیان سے گزرنا شیطان کا کام ہے۔ شریعت
مطہرہ سے شغف اور ذکرِ الٰہی کے ذوق و شوق ہی کی وجہ سے
آپ نے بچپن ہی میں کہ جب آپ ساتویں آٹھویں جماعت میں پڑھتے
تھے اس وقت میں حضرت شاہ سراج الحق چشتی قدس سرہ العزیز
سے بیعت کر لی تھی"۔

# تحصیلِ علم

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں دیال گڑھ کے پرائمری سکول میں حاصل کی۔ اس زمانے میں مولانا ذوالفقار علی قریشی پرائمری سکول کے صدر مدرس تھے۔ قریشی صاحب متقی، متوکل، صابر و شاکر، قانع اور سنتِ نبوی پر پابند اور خلوصِ دل سے کام کرنے والے استاد تھے۔ سکول کی تدریس کے علاوہ گاؤں کی مسجد کے امام و خطیب بھی تھے۔

قرائین یہی ہیں کہ قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم (ناظرہ) آپ نے مولانا قریشی صاحب سے پائی۔ مولانا قریشی کی کوشش ہوتی تھی کہ اپنے تلامذہ میں اسلامی رنگ بھر دیا جائے۔ حضرت شیخ الحدیث کی سعادتِ ازلی کو پیشانی میں نمایاں دیکھ کر پیار بھرے انداز میں بزبانِ پنجابی مولانا قریشی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ

"اوئے جٹّا! توں تے وڈا نامور مولوی عمل والا ہوویں دا۔" [1]

---

حاشیہ: [1] قلمی یادداشت میاں اللہ دین گرداسپوری حال مقیم اندرون ٹکسالی لاہور نے بھیجی ہے۔

نوٹ:۔ میاں صاحب موصوف حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ کے ہم وطن ہیں۔ ابتدائی تعلیم آپ کے ہمراہ حاصل کی۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد



یعنی اے جاٹ قوم کے سپوت سردار محمدؐ! میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بڑا ہو کر عظیم المرتبت عالم باعمل بنے گا۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ وہ جاٹ قوم کے سردار محمدؒ مستقبل میں شیخ الحدیث کے مرتبے پر فائز ہوئے اور اپنے استادِ محترم کی پیش گوئی کے عین مطابق عالم باعمل ہوئے۔

پرائمری درجہ کے آخری امتحان کے وقت آپ کے سر پر دستار کی بہار ایسی خوبصورت تھی کہ استادِ محترم مولانا قریشی صاحب نے فرمایا کہ

"خدا کرے میرے اس ہونہار شاگرد کو نظرِ بد نہ لگ جائے۔"

پرائمری سکول کی تعلیم کے دوران آپ کے والدِ ماجد چوہدری میراں بخش کا وصال ہو گیا۔ اس وقت آپ کی عمر اندازاً آٹھ یا دس سال کی تھی۔ والد صاحب کی وفات سے دو سال قبل والدہ محترمہ کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا۔ والدین کے انتقال کے بعد خاندان کی کفالت کا ذمہ آپ کے برادرِ بزرگ حیات محمدؒ عرف سائیں نے اٹھایا۔

---

حاشیہ: [1] مولانا ذوالفقار علی قریشی متقی عالم اور روشن ضمیر تھے۔ اور کرسی پر نہ بیٹھتے تھے فرماتے کہ مجھے کرسی سے فرعونیت کی بو آتی ہے۔ ان کی روشن ضمیر کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ فرما دیتے ہو کر رہتا۔ ہمارے ایک ساتھی سراج الحق کو فرمایا کرتے تھے کہ

"او سراجیا! توں تے تھانیدار بنے گا۔"

چنانچہ وہ پولیس میں بھرتی ہوا اور تھانیدار بن کر ریٹائر ہوا۔ قریشی صاحب نے تقسیم ہند کے بعد ہجرت کی اور لاہور میں ان کا وصال ہوا۔

پرائمری تعلیم کے بعد آپ اسلامیہ ہائی سکول بٹالہ، ضلع گورداسپور میں داخل ہوئے۔ بٹالہ ہائی سکول کے صدر معلم جناب حاجی پیر محمد تھے۔ حاجی صاحب کا بیان ہے کہ

"شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سردار احمد کو بچپن ہی سے بزرگانِ دین اور جنابِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بے حد عقیدت و محبت تھی۔"

چنانچہ آپ وقتاً فوقتاً یہ کہا کرتے تھے کہ

"ماسٹر جی! ہمیں بزرگوں کی باتیں سنائیں اور حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیاتِ طیبہ پر تو ضرور روشنی ڈالا کیجئے۔"

حضرت شیخ الحدیث کے وصالِ پُر ملال پر حاجی پیر محمد اپنے ان تاثرات کو بیان کرتے وقت فرطِ محبت میں رو رہے تھے۔ اپنے سعادت مند شاگرد کا نام خاص احترام سے لے رہے تھے۔ حاجی صاحب کا بیان ہے کہ

"ہمارے سکول کے طلبہ میں صرف آپ ہی ایک ایسے طالبعلم تھے کہ جن کی طرف سے اس قسم کی خواہش کا اظہار ہوا کرتا تھا۔ میں اس خدمت کو سرانجام دیا کرتا تھا۔ مگر اس کے باوجود یہ بھی سوچا کرتا تھا کہ اس لڑکے کے سوا اور دوسرا لڑکا اس قسم کے خیالات کا حامل نہیں اور سردار احمد کا یہ جذبہ کتنا قابلِ قدر اور لائقِ تحسین و آفرین ہے۔"

جوہر شناس اور اولیاء کرام کے محبِ صادق جناب حاجی پیر محمد



بھی مقدور بھر کوشش کرتے کہ کوئی سبق ایسا نہ ہو جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کاملین کا محبت بھرا تذکرہ نہ ہو۔

سکول کی تعلیم کے دوران حضرت شیخ الحدیث جسمانی طور پر چاق و چوبند تھے۔ تیراکی، دوڑ اور کشتی میں آپ کی مہارت یہاں تک بڑھی ہوئی تھی کہ ضلع بھر میں آپ کی شہرت تھی اور ہر مقابلے میں سب پر فوقیت اور سبقت لے جاتے تھے۔

میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اور پورے سکول میں تمام اساتذہ کی طرف سے دادِ تحسین حاصل کی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے پیر و مرشد حضرت شاہ سراج الحق چشتی قدس سرہٗ نے پٹوار کا امتحان پاس کر رکھا تھا۔ اس لئے آپ نے پیر و مرشد کی اتباع میں میٹرک کے بعد پٹوار کا امتحان پاس کیا۔ لیکن ملازمت نہ کی۔

میٹرک کے بعد پولیس کی تربیت گاہ پھلور سے آپ کو پیشکش آئی کہ آپ پولیس میں بھرتی ہو جائیں۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اور میٹرک کے بعد ایف۔ اے کرنے کیلئے لاہور تشریف لائے۔ ایف۔ اے کی تیاری نجی طور پر کر رہے تھے۔ اور کسی کالج میں داخل نہ ہوئے۔

## منزلِ حقیقی کا سفر:

۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں انجمن حزب الاحناف لاہور کے زیرِ اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد ہوا۔ جس میں برِّ صغیر کے جلیل القدر مشائخ عظام اور عظیم المرتبت علماء کرام، کثیر تعداد میں تشریف فرما ہوئے۔ ان علماء و مشائخ

میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ بھی تھے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی سعادت انہیں جلسہ گاہ تک لے آئی۔ دورانِ اجلاس صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی نے تقریر کرتے ہوئے حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں کی بریلی شریف سے تشریف آوری کا اعلان اس عظمت بھرے انداز میں فرمایا کہ

"اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد مأتہ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ صاحب الدلائل القاہرہ، ذی التصانیف الباہرہ، امام اہلِ سنت، مجددِ دین وملت، حامیٔ سنت، ماحیٔ بدعت، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے شہزادے، مفتی الانام، مرجع الخواص والعوام، حجۃ الاسلام، حضرت مولانا الشاہ حامد رضا خاں صاحب تشریف لا رہے ہیں"

اعلان کے اندازِ جلیلہ سے متاثر ہو کر ایف۔ اے کا طالب علم محمد سردار احمد حجۃ الاسلام کی زیارت کا مشتاق بن گیا۔ اور جلسہ گاہ کی طرف رواں دواں ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام حسنِ سیرت کے ساتھ ساتھ حسنِ صورت کی بے پناہ دولت سے بھی مالا مال تھے۔ جن خوش نصیب حضرات نے آپ کی زیارت کی ہے وہ اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ ولیٔ کامل حجۃ الاسلام کا چہرہ (اذا رأوا ذکر اللہ) کہ جب انہیں دیکھا جائے تو خدا یاد آجاتا ہے کہ حسین مصداق تھے۔



جلسہ گاہ میں حضرت حجۃ الاسلام کی زیارت کا شرف ملا۔ اسی ایک زیارت سے حضرت شیخ الحدیث محمد سردار احمد کے دل کی دنیا بدل گئی اور دنیوی تعلیم کو خیرباد کہہ کر دینی تعلیم کے حصول کا عزم پختہ ہو گیا۔

حجۃ الاسلام کی قیام گاہ (آستانہ عالیہ حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہٗ) میں حاضر ہوئے۔ حجۃ الاسلام نے ایف۔ اے کے طالب علم محمد سردار احمد کی جبینِ سعادت نشین پر درخشاں کوکبِ اقبال کو دیکھ کر تاڑ لیا کہ نونہال ایک روز ملتِ اسلامیہ کا عظیم الشان اور وحید فرد ہو گا۔

"مَنْ سَعَدَ فِی بَطْنِ اُمِّہٖ"

"کہ ہر شخص اپنی سعادت ماں کے پیٹ سے لے کر آتا ہے"۔

## بریلی شریف جانے کی خواہش کا اظہار:

والدین کی حسنِ سیرت اور حسنِ تربیت اور پھر مولانا ذوالفقار قریشی و مولانا حاجی پیر محمد کی حسنِ تربیت اور حجۃ الاسلام قدس سرہم کی زیارت اور پند و موعظت رنگ لائی۔ حضرت شیخ الحدیث نے حجۃ الاسلام سے عرض کی کہ

"مجھے بھی بریلی اپنے ساتھ لے چلیں تاکہ میں مرکزِ علم و عرفاں میں حاضر ہو کر علم و معرفت حاصل کر لوں"

حضرت حجۃ الاسلام نے آپ کی یہ عرضداشت قبول فرمالی اور انہیں بریلی شریف لے آئے۔

## بریلی شریف میں قیام گاہ۔

دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی (قائم شدہ ۱۹۰۴ء) کے طلبا کا قیام عموماً شہر کی دوسری مساجد میں ہوتا تھا۔ انہی مساجد میں ان کے طعام کا انتظام ہوتا لیکن حضرت حجۃ الاسلام نے نو وارد طالبِ علم محمد سردار احمد کو خاص اپنے آستانہ پر ٹھہرایا۔ بریلی کے زمانۂ طالب علمی میں آپ کا قیام وطعام اور دیگر اخراجات حجۃ الاسلام ہی کے ہاں سے ہوتے۔

حجۃ الاسلام حضرت شیخ الحدیث کے زمانۂ طالبِ علمی میں اس قدر شفقت فرماتے کہ جس قسم کا لباس وہ اپنے صاحبزادوں کے لئے بنواتے، اسی قسم کا لباس وہ حضرت شیخ الحدیث کے لئے بنواتے، یہاں تک کہ لباس کے رنگ میں بھی یکسانیت اختیار فرماتے۔

## جامعہ رضویہ منظرِ اسلام میں تعلیم حاصل کرنا۔۔

دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف میں آپ نے کم و بیش تین سال تک تعلیم پائی۔ پوری توجہ اور انہماک سے اسباق پڑھتے اور مطالعہ کرتے۔ اس عرصہ میں آپ نے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا مفتیٔ اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا المصطفےٰ مولانا محمد حسین قدس سرہم سے درسِ نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں مولانا محمد حسین؛ مدرسِ منظرِ اسلام سے پڑھیں۔

مینتہ، قدوری، کنزالدقائق اور شرح جامی تک کتابیں مفتیٔ اعظم



سے پڑھیں، حضرت مفتیٔ اعظم فرماتے ہیں کہ

"جب میں ان (مولانا محمد سردار احمد) کو دیکھتا تو پڑھتے ہی دیکھتا۔ مدرسہ میں قیام گاہ پر، حتیٰ کہ جب مسجد میں آتے تو بھی کتاب ہاتھ میں ہوتی اگر جماعت میں تاخیر ہوتی تو بجائے دیگر اذکار و اوراد کے مطالعہ میں مصروف ہو جاتے اور ان کے اس والہانہ تحصیلِ علم سے میں بہت متأثر ہوا۔ میرے پاس دو میرے پنجابی طالبِ علم مولوی نذیر احمد سلّمہٗ، پڑھتے تھے۔ ان سے دریافت کرنے پر انہوں نے آپ کی ساری سرگزشت بتائی۔ پھر ان کے ذریعے وہ میرے پاس آنے جانے لگے ان کے بااصرار درخواست اور مولوی نذیر احمد کی سفارش پر میں نے اپنی مینتہ، قدوری، کنز اور شرح جامی تک پڑھایا۔"

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کمالِ پابندی سے اسباق پڑھتے اور اپنے اساتذہ اور افرادِ خانوادہ رضویہ سے نہایت عقیدت و محبّت سے پیش آتے۔ حضرت حجۃ الاسلام ٹھیک آٹھ بجے صبح اسباق کی تدریس کے لئے مسجد میں تشریف لاتے۔ اس وقت بالالتزام حضرت شیخ الحدیث ان کا جوتا اٹھا کر مسجد کے ایک کونے میں رکھتے اور جب وہ فارغ ہو کر واپس مسجد سے باہر نکلنے کا ارادہ فرماتے تو آپ فوراً ان کا جوتا سامنے رکھتے۔ اس معمول میں ذرا بھی تاخیر نہ کرتے۔ قیامِ بریلی کے دوران ایک واقعہ نے حضرت شیخ الحدیث کے دل میں

بے دینوں اور بدمذہبوں سے سخت نفرت پیدا کر دی۔ ہوا یوں کہ

ایک روز کچھ لوگ حضرت حجۃ الاسلام کے حضور حاضر ہوئے اور یہ کہنے لگے کہ "مولانا اشرف علی تھانوی اتنی کتابوں کے مصنف ہیں، اور ایسے بزرگ ہیں"۔
"یہ بات سُن کر حضرت حجۃ الاسلام خاموشی سے اندر چلے گئے اور جلدی واپس آ گئے۔ آپ کے ہاتھ میں "حفظ الایمان" تھی۔ آپ نے صفحہ نمبر ۷ کی رسوائے عالم گستاخانہ عبارت سب کے سامنے رکھی۔ اِس پر مجمع تھانوی حکیم الامت پر لاحول پڑھنے لگا"۔

حضرت شیخ الحدیث فرمایا کرتے تھے کہ اُس روز سے میرے دِل میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں سے قلبی نفرت پیدا ہو گئی۔

تعلیم کا یہ عرصہ اندازاً ۱۳۴۳ھ تا ۱۳۴۵ھ پر مشتمل ہے۔ طالب علمی کے اِس زمانہ میں حضرت شیخ الحدیث بعض موقر جرائد کے لئے علمی و فقہی مضامین بھی لکھتے رہے۔ مراد آباد کے مشہور ماہنامہ "السواد الاعظم" کے شمارہ شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ کے فقہی معمّے کے عنوان سے آپ کا ایک مضمون شاملِ اشاعت ہے۔

مولانا تقدس علی قادری سابق ناظم منظرِ اسلام بریلوی اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ۱۳۴۵ھ اوائل ۱۹۲۷ء



تک بریلوی شریف میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ یہ وہ دور ہے کہ جب صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی (۱۳۶۷ھ) خلیفہ امام احمد رضا قدس سرہم دار الخیر اجمیر شریف کے مدرسہ معینیہ عثمانیہ میں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز تھے اور پورے برِّ صغیر میں اُن کی تدریس کا شہرہ تھا۔

## صدر الشریعہ کی تعلیمی خدمات:

مولانا عبد المصطفٰے الازہری ابنِ صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی لکھتے ہیں کہ

"دار الامن اجمیر مقدس میں بارگاہِ سلطان الہند میں امراؤ غرباء حاضری کو باعثِ سعادت سمجھتے ہیں، اسی اثناء میں والیٔ حیدر آباد دکن نواب عثمان علی خاں بھی روضہ مبارکہ پر حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنے آنے کے بعد وہاں کے کوائف اور حالات معلوم کئے تو پتہ چلا کہ حضرات خدام صاحبان بالعموم دینی اور دنیاوی علوم سے بے بہرہ ہیں اور اس طرف اِن کو کوئی خاص توجہ نہیں تو آپ نے بارہ سو روپے ماہوار کی امداد سے یہ عظیم درسگاہ قائم کی جس میں اِس زمانہ میں بائیس ۲۲ مدرسین، تدریس و تعلیم کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اس کے پہلے مدرس مولانا معین الدین صاحب اجمیری اور اُن کے بعد مولانا مشتاق احمد صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہما ہوئے۔ مولانا نے وہاں

سے استعفیٰ دے دیا۔ تو حضرت سلیمان اشرف صاحب نے متولی مدرسہ سید نثار احمد صاحب مرحوم کو مشورہ دیا کہ یہاں صدر المدرسین کی حیثیت سے صدر الشریعہ و بدر الطریقہ علامہ حکیم حضرت سیدی مولانا محمد امجد علی اعظمی صاحب مصنف "بہارِ شریعت" نہایت ہی موزوں رہیں گے۔ حضرت اس زمانہ میں بریلی شریف کے صدر المدرسین تھے۔ آپ کے لئے پہلے تو حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ راضی نہ ہوئے۔ لیکن حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صاحب کے اصرارِ شدید پر حضرت قبلہ کو وہاں اجمیر شریف جانے کی اجازت عطا فرمائی اور اجمیر شریف ہی سے حزب الاحناف لاہور تشریف لائے"۔

## شیخ الحدیث اجمیر شریف میں:۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو مولا کریم نے جس عظیم الشان خدمتِ دین کے لئے منتخب فرما لیا تھا۔ اس کے لئے صدر الشریعہ جیسے "بحر العلوم" مربی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ خانوادہ رضویہ میں سے مولانا محمد ادریس رضا بنیرۂ مولانا حسن رضا، اجمیر شریف بغرضِ تعلیم جانے لگے تو حضرت شیخ الحدیث بھی ہر دو شاہزادگان امام احمد رضا کی اجازت سے اجمیر شریف صدر الشریعہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

سلطان الہند خواجہ اجمیر قدس سرہٗ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں علم



و فضل کے قطبِ واحد کی خدمت میں شیخ الحدیث پہنچ گئے اور آپ کی بارگاہ بیکس پناہ سے کیا حاصل ہوا۔ اس بارے میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفےٰ رضا کی شہادت کافی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

پھر تو بحر العلوم کے پاس گئے اور خود بھی بحر العلوم ہو گئے۔

## ایف۔ اے کا طالب علم گم ہو گیا:

حضور شیخ الحدیث قدس سرہٗ چونکہ لاہور سے بریلی شریف حاضر ہوئے تھے اور بریلی سے اجمیر شریف۔ آپ کے گھر کوئی اطلاع نہ تھی کہ آپ کہاں گئے ہیں گھر سے تو لاہور آئے تھے کہ ایف۔ اے کی تیاری کریں۔ مگر یہاں پہنچ جانے کے بعد آپ کو علمِ دین کی لگن ہوئی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دین کے لئے منتخب فرما لیا تھا۔ اور آپ لاہور سے ہی بریلی بغیر اطلاع دیئے چلے گئے اور آپ کی اطلاع نہ ہونے کے باعث آپ کے بھائی اور رشتہ دار پریشان تھے۔

جب کبھی مرشدِ برحق حضرت شاہ سراج الحق دیال گڑھ تشریف لے جاتے تو آپ کے بھائیوں کو تسلی دیتے کہ گھبراؤ نہیں، انشاء اللہ اس کی اطلاع جلد ہی مل جائے گی۔

چنانچہ آپ (شاہ سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ "سردار احمد کی بڑی شان ہو گی۔ اس کے دستر خوان سے بے شمار لوگ فیض یاب ہوں گے"۔

## مرشدِ برحق کی مریدِ صادق سے ملاقات:

ایک موقعہ پر مرشدِ برحق شاہ سراج الحق سلطان الہند خواجہ اجمیر کے حضور حاضر ہوئے تو وہاں درس گاہ جامعہ امینیہ عثمانیہ میں آپ کے مریدِ صادق حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات ہوگئی۔ پیرومرشد کو دیکھ کر حضرت شیخ الحدیث حاضر ہوئے۔

حاضری کی کیفیت یہ تھی کہ آپ اس وقت درس گاہ کی سیڑھیوں سے اتر رہے تھے کہ اچانک پیرومرشد نظر آئے۔ بیتابانہ حاضری کے لئے سیڑھیوں سے اترنے لگے کہ گر پڑے اور سر پر شدید چوٹ آئی۔

## شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی بھائیوں سے ملاقات:

کئی سال بعد بھائیوں سے حضرت شیخ الحدیث کی ملاقات کی تقریب یوں ہوئی کہ کرنال پہنچ کر حضور شاہ سراج الحق قدس سرہٗ نے دیال گڑھ حضرت شیخ الحدیث کے بھائیوں جناب حیات محمد عرف سائیں جی اور جناب محمد اسمٰعیل کو خط لکھا کہ کرنال آؤ۔ اِدھر اجمیر میں حضرت شیخ الحدیث کو لکھا کہ وہ بھی کرنال آئیں۔ جناب حیات محمد اور جناب محمد اسمٰعیل کرنال پہنچ گئے۔

ایک روز آپ نے عصر کی نماز کے بعد ان کو فرمایا کہ
"سٹیشن پر جاؤ کہ محمد سردار احمد گاڑی سے آرہے ہیں"



چنانچہ بھائی سٹیشن پر گئے۔ حضرت شیخ الحدیث گاڑی سے اترے کئی سالوں بعد بھائیوں میں دوبارہ ملاقات ہوئی۔ دو تین روز کرنال میں حضرت شاہ سراج الحق چشتی کے ہاں اکٹھے ہی قیام پذیر رہنے کے بعد آپ اجمیر چلے گئے اور بھائی واپس دیال گڑھ آگئے۔ اس طرح خاندان والوں کو آپ کی خیریت کی اطلاع ملی۔ نیز یہ معلوم کر کے کہ سردار محمد دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور بہت جلد ایک ممتاز عالمِ دین کی حیثیت اختیار کر لیں گے۔ بہت مسرور ہوئے۔

## شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ہم سبق:

ایک عالمِ دین اور ذہین و قابل ترین شخصیت بننے کے لئے مندرجہ ذیل تین اہم اجزاء درکار ہوتے ہیں۔

۱۔ ماہر اور محنتی اساتذہ۔

۲۔ ذہین اور شوقین طالبِ علم۔

۳۔ محنتی، ذہین و فطین ہم سبق۔

ان اہم اجزاء کا اجتماع کم ہی واقع ہوتا ہے۔ خوش بختی سے اس وقت یہ تینوں اجزاء اعلیٰ سے اعلیٰ اعتبار سے موجود تھے۔ قدرت کی فیاضی سے جو اساتذہ ملے وہ خود بحرالعلوم تھے۔ آپ کے ہم سبق دنیائے علم و فضل کے آفتاب بن کر چمکے اور خود حضرت شیخ الحدیث کا ذوق و شوق اور محنت اس دور میں اپنی مثال آپ تھی تعلیم کا ذوق آپ کو کشاں کشاں آگے بڑھاتا رہا۔ اس زمانہ میں آپ کے چند ہم سبق حضرات

کہ جو معیارِ علم و فن بنے اُن کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں۔

۱۔ جلالۃ العلم مولانا حافظ عبد العزیز، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ۔

۲۔ غیظ الاذکیا مولانا غلام یزدانی، شیخ الحدیث منظرِ اسلام بریلی۔

۳۔ فاضل جلیل مولانا قاضی شمس الدین جونپوری، صدر المدرسین مدرسہ رضویہ حمیدیہ، بنارس۔

۴۔ شیخ الادب مولانا غلام جیلانی اعظمی، صدر المدرس مدرسہ فیض الرسول، براؤں۔

۵۔ فاضل جلیل مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی، شارح بخاری،

۶۔ فقیہہ معظم مولانا مفتی رفاقت حسین مظفر پوری، احسن المدرسین قدیم کانپور،

۷۔ مفتی معظم مولانا محمد محسن شافعی۔

۸۔ فخر اساتذہ مولانا محمد سلیمان بھاگل پوری، شیخ الحدیث، اظہار العلوم مدرسہ اشرفیہ بھاگل پور۔

## جامعہ معینیہ کا معیارِ تعلیم:

حضرت صدر الشریعہ کی موجودگی میں جامعہ معینیہ عثمانیہ میں تعلیم کا معیار بہت بلند تھا۔ خود حضرت صدر الشریعہ صبح سویرے مدرسہ میں تشریف لاتے اور جب دیگر مدرسین دوپہر کو سبق ختم کر کے گھروں کو چلے جاتے تو صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ، خاص فوقانی اسباق اس وقت بھی پڑھاتے ہوتے۔ گرمیوں میں بھی بارہ بجے کے بعد تک حضرت صدر الشریعہ کا درس جاری



رہتا۔ مدرسہ میں بعد ظہر اسباق کی چھٹی ہوا کرتی تھی۔ مگر حضرت شیخ الحدیث، اُستادِ محترم حضرت صدر الشریعہ کے مکان پر حاضر ہوتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے۔

حضرت صدر الشریعہ درگاہِ معلّٰی میں نمازِ عصر پڑھا کر مزار شریف کے قریب بیٹھ جاتے اور اس جگہ علمی مذاکرات مغرب تک جاری رہتے۔ ان علمی مذاکرات میں حضرت شیخ الحدیث برابر شریک ہوتے۔ اجمیر کے قیام کے آخری دور میں حضرت صدر الشریعہ کا جسم بھاری ہو گیا تو اطباء کے مشورہ پر بعد نمازِ عصر دولت باغ، بارہ دری اور انا ساگر کے سامنے سیر کے لئے تشریف لے جاتے۔ اس وقت صدر الشریعہ کے ہمراہ حضرت شیخ الحدیث کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے ہوتے۔

دورانِ سیر کتاب کا سبق جاری رہتا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نہایت ذہین تھے۔ مطالعہ کتب آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ دورانِ تعلیم اجمیر مقدس میں ایک بار آپ کے سر پر سخت چوٹ آئی۔ (جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔) ڈاکٹروں نے مکمل آرام کا مشورہ دیا اور کتب بینی کی سخت ممانعت کر دی۔ اس کے باوجود تکلیف کی پرواہ کئے بغیر آپ مطالعہ میں مصروف رہتے اور اسباق کا ناغہ تک نہ کرتے تھے۔

## صدر الشریعہ کا درسی حلقہ:

شفیق و مہربان اُستاد حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے اس جماعت کو کہ جس میں حضرت شیخ الحدیث بھی شریک تھے۔ درسِ نظامی

کی متداول کتب کے علاوہ علوم و فنون کی اعلیٰ ترین کتب مثلاً شرح چغمینی، محقق دوانی کی غیر مطبوعہ حواشی قدیمہ و جدیدہ، شرح تجرید، اشارات مع شرح امام رازی و طوسی وغیرہ کا خصوصی درس دیا۔

جمعہ کے روز دار العلوم میں تعطیل رہتی۔ صبح سے دس گیارہ بجے تک حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں محفلِ تقریر منعقد ہوتی۔ اسی دوران طلبہ کو مناظرہ کی مشق کرائی جاتی۔

## مسلک اہلسنّت کیلئے شیخ الحدیث کی خدمات

مسلکِ حق اہلسنّت کی ترویج اور اصلاحِ عقائد و اعمال کے لئے طلبہ مدرسہ کی ایک انجمن بنائی گئی جس کا نام انجمن معینیہ عثمانیہ اجمیر رکھا گیا۔ انجمن کے صدر جناب سید حسین علی رضوی وکیل جاورہ (مرید امام احمد رضا علیہ الرحمۃ) کلید بردار درگاہِ مقدس تھے۔ یہ انجمن انہی کے نام سے منسوب تھی۔

اس انجمن کے زیرِ اہتمام طلبہ کو اندرونِ شہر مساجد میں اور بیرون جات دیہات میں وعظ و تبلیغ کے لئے بھیجا جاتا۔ چنانچہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو وہاب گڑھ موتی کٹلہ میں ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ کو تقریر کے لئے کہا گیا۔ آپ کو تقریر کے لئے مسائل اسرار وضو کا موضوع دیا گیا۔ گیارہ جمادی الآخر ۱۳۵۰ھ کو محلہ الہ آباد دیاں کی مسجد میں تقریر کے لئے مسائلِ نماز اور اتفاق کا موضوع دیا گیا۔ اسی طرح اجمیر کے دیہات میں شبینہ تقاریر کے لئے آپ کو رکھا گیا اور آپ نے کامیاب تقاریر فرمائیں۔



## شیخ الحدیث کی علمی مصروفیات

اجمیر مقدس کے قیام کے دوران حضرت دیوان سید آلِ رسول علی خاں (سجادہ نشین آستانہ معلیٰ) کے کاشانہ اور جناب سید علی حسین علی رضوی وکیل جاورہ (کلید بردار درگاہِ معلیٰ) کے ہاں علمی مذاکرات میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ شرکت فرماتے۔

علاوہ ازیں آپ کے ہم سبق ساتھی عرس شریف کے مبارک ایام میں آنے والے مہمان علماء و مشائخ کی خدمت کرتے کبھی بعد سبق جمعرات کو حضرت تاج الاولیاء مولانا سید عبد الشکور قادری قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے نصیر آباد حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے ہمراہ چلے جاتے۔

## شیخ الحدیث کے مشاغل

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے طالب علمی کے یہ ایام نہایت عجیب و غریب حالات سے معمور ہیں؛ انہماک سے مطالعہ، بلاناغہ اسباق، فارغ اوقات میں حضرت صدر الشریعۃ علیہ الرحمۃ سے خصوصی اکتسابِ فیض، تبلیغ و اشاعت کے لئے تقاریر، صدر الشریعہ کے فتاویٰ کی نقول اساتذہ و سادات کا کمال احترام ہی آپ کے مشاغل میں شامل تھے۔ کہ جن کا تذکرہ آج بھی آپ کے ہم سبق حضرات کمالِ محبت سے بیان کرتے ہیں جس کا ثبوت آپ کے ہم درس ساتھی حضرت مولانا حافظ عبد العزیز شیخ الحدیث مدرسہ اشرفیہ مبارک پور (انڈیا) کی زبانی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں کہ

"خوفِ الٰہی، خشیتِ ربانی، زہد و تقویٰ، اتباعِ سنّت آپ کی طبیعتِ ثانیہ تھی، ہر قول و فعل، تمام حرکات و سکنات، نشست و برخاست میں اتباعِ سنّت ملحوظ رکھتے تھے۔ زمانۂ طالبِ علمی میں آپ اس قدر پابندِ سنّت اور متبعِ شریعت تھے کہ آپ کے لیل و نہار، خلوت و جلوت کے تمام حالات سنّتِ کریمہ کے مطابق ہی ہوتے تھے۔"

اجمیر مقدّس کا پورا دورِ طالبِ علمی میرے سامنے ہے۔ زمانۂ طالبِ علمی میں وہ پاک اور ستھری زندگی ہے جو ریاضت و مجاہدہ کے بعد بھی دشوار ہے۔ کم کھانا، کم سونا، شب و روز تحصیلِ علم میں مصروف رہنا آپ کا معمول تھا۔ سلسلہ کے وظائف اور نماز باجماعت کے پابند تھے۔ خشیتِ ربانی کا یہ عالم تھا کہ نماز میں جب امام سے آیتِ ترہیب سنتے تو آپ پر لرزہ طاری ہو جاتا حتّٰی کہ پاس والے نمازی کو محسوس ہوتا۔ یہ طالبِ علمانہ زندگی کی کیفیات ہیں، اس سے آپ کی روحانیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔"

قیامِ اجمیر کے دوران آپ نے فخر العلماء مولانا سید امیر علی اجمیری علیہ الرحمۃ (مرید و خلیفہ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی) نائب مدرس مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر سے بھی سبق پڑھے۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کو اپنے تلامذہ کے رسوخ فی العلم پر کمال اعتماد تھا۔

حسبِ دستور سالانہ امتحان میں محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ



اور ان کے ہم سبق ساتھی ہمیشہ اعلیٰ معیار قائم فرماتے۔

چنانچہ قیامِ اجمیر کے (غالباً) آخری سال ۱۹۳۲ء میں مدرسہ عالیہ رامپور کے پرنسپل مولانا فضلِ حق رامپوری کو اس جماعت کے امتحان کے لئے دعوت دی گئی۔ مدرسہ معینیہ عثمانیہ کے متولی میر نثار احمد کی وسیع حویلی میں امتحان لینے کا اہتمام کیا گیا۔ علماء اور اکابر اہلِ سنّت سینکڑوں کی تعداد میں موجود تھے۔ درسِ نظامی کی منتہی کتب امورِ عامہ وغیرہ کا امتحان لیا گیا۔ مولانا فضلِ حق رامپوری علیہ الرحمۃ نے نتائج کا اعلان اس انداز میں فرمایا کہ

"جیسے طلباء یہاں موجود ہیں، پورے ہندوستان کے مدارس میں ایسے طلباء موجود نہیں"

اس امتحان میں شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے امتیازی حیثیت حاصل کی۔

دار العلوم اجمیر کے مہتمم سید نثار احمد سے صدر الشریعہ کے اختلافات کی بنیاد پر حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ نے انہیں دوبارہ دار العلوم منظرِ اسلام بریلی میں بحیثیت صدر المدرسین تدریس کی دعوت دی۔ ۱۹۳۳ء کو صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے اپنے چالیس طلبہ کے ہمراہ بریلی میں تدریس شروع کر دی۔

اس عرصہ میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے علومِ عالیہ کی بعض ان کتابوں کا بھی درس لیا کہ جن سے عام طور پر طلباء ناواقف رہتے ہیں۔ یہ کتابیں قلمی تھیں، سبق پڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کی نقلیں بھی تیار کرتے۔ اسی سال حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو دار العلوم منظرِ اسلام بریلی کا مدرس دوم مقرر کیا گیا۔

اسی سال حضرت شیخ الحدیث اور ان کے ہم درس ساتھیوں نے حضرت صدر الشریعہ سے علم حدیث کی تعلیم مکمل کی۔

بعض سوانح نگاروں نے اس قسم کی عبارات لکھی ہیں کہ جن سے یہ تاثر ملتا ہے کہ آپ نے اجمیر شریف ہی میں حدیث کی تعلیم مکمل کی۔ یونہی بعض سوانح نگاروں کا خیال ہے کہ آپ نے دورہ حدیث حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ سے پڑھا۔ یہ امر بھی خلاف واقع ہے۔ ممکن ہے۔ حجۃ الاسلام نے مدیر منظر اسلام کی حیثیت سے علوم وفنون سے فراغت اور دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد جمیع سلاسل طریقت اور جمیع علوم دینیہ کی اجازت مطلقہ کی جو سند ۲۰ ربیع الآخر ۱۹۳۲ء کو جاری فرمائی اس سے یہ وہم پیدا ہوا ہو۔ یہاں علوم وفنون کی تدریس کا تذکرہ ہے۔ باقی رہا کسی امر کی اجازت (خواہ وہ حدیث وتفسیر کی ہو یا سلاسل طریقت) وہ اور چیز ہے۔

کیونکہ حضور شیخ الحدیث کے ہم درس مولانا محمود کانپوری اور مولانا غلام جیلانی میرٹھی لکھتے ہیں کہ

"۱۹۳۲ء میں صدر الشریعہ کی ہم رکابی میں مدرسہ منظر اسلام بریلی آئے یہاں شرح چغمینی اور محقق دوانی کے غیر مطبوعہ حواشی قدیم اور جدیدہ کے ساتھ شرح تجرید اور امام رازی اور طوسی کی شروح کے ساتھ اشارات کا سبق لیا۔ ۱۹۳۳ء میں مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں حضرت حجۃ الاسلام نے دستار فضیلت باندھی اور سند دی۔"

راقم السطور کے والد ماجد و پیر و مرشد و امین شریعت مولانا شاہ



رفاقت حسین مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز دار العلوم اشرفیہ آپ کے خصوصی رفقاء درس رہے ہیں۔"

# اولیائے کرام اور مشائخ عظام سے عقیدت مندی

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو اپنے اساتذہ کرام اور مشائخ کرام سے ایسی عقیدت اور مربوط نسبت حاصل تھی جو عقیدت کی معراج کہلاتی ہے۔ بے شمار قرائن و آثار اور روشن ضمیر حضرات کی شہادت ہی ہمارے اس دعویٰ کی بنیاد ہے۔

علم طریقت کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اتباع سنت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محبت اولیاء کرام کی دولت سے بہرہ ور ہو۔ راہ سلوک میں یہی زاد راہ ہے۔ اسی سے معرفت الٰہیہ کا حصول ممکن ہے۔ اتباع سنت اور محبت مشائخ ان ہر دو میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اس درجہ ممتاز تھے کہ آپ کے مخالفین بھی اس کے معترف تھے اور قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے مقام کو جانتے اور مانتے تھے۔ ظاہر ہے کہ عالم سلوک کے ان اعلیٰ منازل کا حصول محض درس وتدریس اور مطالعہ کتب سے ممکن نہیں بلکہ مردان حق و ابرار کی نگاہ عرش پناہ اور ان کے اکرام و الطاف کی ضرورت ہوتی ہے اگر کسی مرد خدا کی روحانی شفقت و تربیت

حال میسر نہ ہو تو محض عقلی قوت روحانی درجات کو پا لینے سے قاصر ہے۔ چونکہ اس نعمت کا حصول ذوق اور حال سے وابستہ ہے اور ذوق وحال کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے روحانی مربی کی رضا کے حصول کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ اسی حصولِ رضا کی کوشش میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ طالب اپنے مطلوب ومحبوب کے احوال میں گم ہو جاتا ہے اس کی ہی صفات پیدا کر لیتا ہے۔ اپنے احوال وصفات کو ایسا گم کر دیتا ہے کہ مطلوب ومحبوب کے احوال وصفات ہی اس کی بقا کے ضامن بن جاتے ہیں، طریقت میں ایسے مقام کو فنافی الشیخ کہتے ہیں۔

## شیخ الحدیث کے روحانی مربی:۔

یہ حسنِ اتفاق ہے کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے جن اساتذہ کرام سے علومِ دینیہ کا اکتساب کیا ہے اکثر وہی آپ کے روحانی مربی ہیں انہیں سے آپ نے سلوک کی منازل طے کیں۔ اس شہبازِ لامکانی نے ابتدائے عمر میں قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ شیخ نے اپنے وصال سے قبل آپ کو اپنی خلافت سے ممتاز فرمایا۔

تعلیم وتدریس بریلی کے دوران حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان اور مفتیٔ اعظم حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا قدس سرہما اپنی روحانی توجہات سے آپ کو مشرف فرماتے رہے اور آپ کو جملہ سلاسلِ طریقت میں مجاز وماذون فرما دیا۔



بریلی کے قیام کے دوران عاشقِ رسولِ خدا، حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے احوال وآثار سے واقفیت کا قریبی موقع ملا۔ اگرچہ آپ کے بریلی قیام سے قبل ہی امام احمد رضا کا وصال ہو چکا تھا اور ان سے براہِ راست استفادہ واستفاضہ کا موقع نہ ملا۔ تاہم عشقِ مصطفیٰ کے حوالہ سے حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے ایسی عقیدت پیدا ہو گئی کہ ہر کوئی آپ کو نائبِ اعلیٰ حضرت کے لقب سے پہچانتا ہے۔

## بریلی شریف کا احترام کرنا:۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ بریلی کو ہمیشہ بریلی شریف کہا کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت کی نسبت کے حوالہ سے ان سے نسبت رکھنے والوں سے آپ عقیدت ومحبت سے پیش آتے تھے۔

مجاہدِ ملت حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمٰن علیہ الرحمۃ صدر المدرسین مدرسہ سبحانیہ الٰہ آباد (بھارت) آپ کی نسبت روحانی کے حوالہ آپ کے پیرانِ طریقت کا حال اس طرح بیان کرتے ہیں کہ

> "ہمارے حضرت حجۃ الاسلام رضی اللہ عنہ کا رنگ بہت زیادہ غالب تھا۔ بظاہر حضرت کی محبت میں وہ سدھر گئے اور کچھ کے کچھ ہو گئے۔ لیکن فقیر کے خیال میں حضرت کی قادرِ نظر کچھ ایسی گہری پڑی کہ اس نظر کیمیاء اثر نے ان کو جوہر الجواہر بنا دیا تھا"

اسی حقیقت کو حضرت مولانا قاری محبوب رضا خاں قدسی کراچی نے

اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے کہ

"اسلامیانِ ہند و پاک خوب جانتے ہیں کہ خانقاہِ رضویہ (بریلی) کا سرمایۂ دین و ایمان محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں!

اور حق یہ ہے کہ پاکستان میں اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے صحیح جانشین حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ تھے۔ حالت یہ ہوئی کہ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسمِ گرامی آتا آنکھوں سے فوراً عشق و محبت کے ساغر چھلک پڑتے۔ اسی لئے میں تو یہ کہتا ہوں کہ

"ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ"

اعلیٰ حضرت سے شیخ الحدیث کو والہانہ عشق و عقیدت تھی اور یہ واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے شیخ الحدیث اس قدر متاثر ہوئے کہ ان پر بھی عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ نظر آتا تھا اور انہوں نے اپنے مریدین و متوسلین، تلامذہ اور معتقدین میں عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک حسین تڑپ پیدا کر کے ان کی فکری اور اعتقادی زندگی میں ایک اجتماعی یک جہتی پیدا فرما دی اور اس مادی دور میں روحانیت کا وہ پرچار کیا کہ اہلِ باطن بھی ان کے عزمِ صمیم و یقینِ محکم اور عملِ پیہم کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔"



حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی زندگی کے لمحات محبت و عقیدتِ مشائخ سے معمور تھے۔ آپ کا ایک ایک سانس محبتِ مشائخ کا مظہر ہوتا تھا۔ آپ کی سیرت کے تمام واقعات کا احاطہ ممکن نہیں، صرف چند شواہد حاضر ہیں۔

## اعلیٰ حضرت کی زیارت ایک عظیم نیکی ہے:

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۹۲۱ء میں ہوا اور حضرت شیخ الحدیث تعلیم کے لئے ۱۹۲۴ء کے لگ بھگ بریلی شریف حاضر ہوئے۔ اس طرح امام احمد رضا کی زیارت و ملاقات کا موقع نہ مل سکا۔ اس کا زندگی بھر احساس رہا۔ اس کا اظہار یوں ہوتا ہے کہ بارہا آپ حضرت حاجی کفایت مرحوم (مرید و خادم اعلیحضرت) سے فرمایا کرتے کہ

"میری زندگی کی تمام نیکیاں لے لو اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ایک زیارت جیسی نیکی کا ثواب دے دیں۔"

## خانوادۂ اعلیٰ حضرت کا احترام:

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ کا معمول تھا کہ صبح آٹھ بجے آپ مسجد میں تشریف لاتے اور مجلس ذکر و عمل کے بعد آستانہ پر تشریف لے جاتے۔ زمانۂ تدریسِ بریلی کے دوران حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نہایت اہتمام سے حضرت حجۃ الاسلام کی نعلین اٹھا کر مسجد کے ایک کونہ میں رکھتے اور واپسی پر خود ہی نعلین لا کر سامنے رکھتے۔ آپ نے

اس معمول میں کبھی ناغہ نہ ہونے دیا.

اسی طرح شیخ الحدیث جب کبھی کراچی تشریف لے جاتے تو حضرت مفسرِ قرآن مولانا محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں کے داماد جناب شوکت میاں کے ہاں ضرور جاتے تھے۔ آخری ایام علالت میں کراچی میں ہونے کے باوجود نقاہت کے باعث آپ جناب شوکت میاں صاحب کے ہاں نہ جا سکے اور وصال سے چند روز قبل جناب شوکت میاں صاحب تشریف لائے باتوں باتوں میں انہوں نے عرض کیا کہ

"حضور! اس مرتبہ آپ میرے گھر تشریف نہ لا سکے"۔

چنانچہ آپ نے مولانا معین الدین کو فرمایا کہ

"کل انشاء اللہ ہم ان کے ہاں چلیں گے"۔

نقاہت اتنی تھی کہ چلنا مشکل تھا بظاہر آپ کا یہ وعدہ پورا ہونا مشکل تھا۔ مگر دوسرے روز آپ اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس طرح شیخ طریقت کے متعلقین سے مل کر آپ نے روحانی مسرت محسوس کی۔

یہی میاں شوکت حسن فرماتے ہیں کہ

"مولانا محمد سردار احمد صاحب واحد شخص ہیں کہ بریلی شریف کی پوری زندگی میں ان سے کوئی خلافِ سنت حرکت بھی نہ ہوئی تھی۔ بریلی شریف کی ہر فضیلت انہیں حاصل تھی۔ حتیٰ کہ حضور حجۃ الاسلام کا جنازہ بھی آپ نے پڑھایا"۔

یاد رہے کہ حضور شیخ الحدیث، حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی کے وصال ۱۳۶۲ھ کے وقت آپ ان کے پاس موجود تھے۔



وصیت کے مطابق غسل دینے، تجہیز و تکفین اور قبر میں اُتارنے میں آپ شریک رہے۔

امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ سے عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا کہ ان سے متعلق ہر فرد کا بے حد احترام کرتے تھے۔ مولانا تحسین رضا اور مولانا ریحان رضا خاں (نبیرگانِ اعلیٰ حضرت) نے اگرچہ آپ سے علمی استفادہ کیا مگر آپ ان صاحبزادگان کا ادب اس طرح کرتے تھے کہ گویا یہ مخدوم زادے نہیں بلکہ خود مخدوم ہیں۔

حضرت سید حسین علی رضوی وکیل جاورہ کلید بردار حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمتہ اجمیر شریف فرماتے ہیں کہ

"چونکہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف سادات کی بہت قدر فرماتے تھے وہی طریقہ مولانا سردار احمد صاحب برتتے تھے۔ (مَیں اعلیٰ حضرت سے ۱۹۰۹ء میں بیعت ہوا) مَیں تابعدار تھا مگر اعلیٰ حضرت قدر فرماتے تھے جو میری تابعدارانہ حیثیت کے منافی تھا۔ مَیں سمجھتا تھا کہ اسی طرح مولانا سردار احمد صاحب مجھ سے محبت فرماتے تھے"۔

وکیل جاورہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ کے متعلق مزید لکھتے ہیں کہ

"پاکستان سے ہر سال میرے پاس آنے والوں کے ہاتھ نذرانہ بھیجتے تھے اور جب مَیں پاکستان گیا اور پیر صاحب پاگارہ کے ہاں مہمان تھا۔ اس وقت وہاں مولانا تقدس میاں صاحب بھی تھے۔ ان کے لڑکے کا انتقال ہو گیا تھا۔

اُن سے ملنے تشریف لائے تو مجھ سے ملاقات ہوگئی حسبِ قاعدہ جاریہ نذرانہ دیا۔"

مولانا تقدس علی خاں صاحب اتالیق پیر پاگارہ، شیخ الحدیث جامعہ قادریہ راشدیہ پیر گوٹھ فرماتے ہیں کہ

"مولانا سردار احمد صاحب خاندانِ رضویہ اور بریلی شریف کے ہر مسلمان کا احترام کرتے تھے۔ جب آپ ہجرت کر کے لائل پور آگئے تو بریلی شریف سے آنے والے ہر مسلمان کا عقیدت سے ہاتھ چوم لیتے تھے۔"

## شہزادہ اعلیحضرت کی گستاخی کا اثر:

محبتِ شیخ کا تقاضا ہے کہ جو شخص اس شیخ طریقت کے بارے میں حسنِ ظن نہ رکھتا ہے یا ان کے خلاف باتیں کرتا ہو اس سے مقاطعہ کر لیا جائے خواہ وہ شخص کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اس نوعیت کا ایک واقعہ مولانا حافظ محمد احسان الحق کی زبانی سنیئے فرماتے ہیں کہ

"کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ کراچی میں تقریر کے دوران ایک مولوی صاحب نے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے آپ کے صاحبزادگان کی شان میں کچھ بے ادبی کی باتیں سبقت لسانی سے کہہ دیں، حضرت شیخ الحدیث کو اس کی اطلاع لائل پور پہنچی تو بہت غمگین ہوئے۔"

اس واقعہ کے چند ماہ بعد لائل پور میں سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ



کا عرس ہونا تھا۔ میں نے عرس کے لئے کچھ دن پہلے ان مولوی صاحب کا نام لے کر عرض کی کہ حضور! اب کی مرتبہ ان مولوی صاحب کو عرس میں بلایا جائے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ

"مولانا! کراچی میں انہوں نے صاحبزادگانِ اعلیٰحضرت کے خلاف باتیں کی ہیں، جب تک اُن سے توبہ نہ کریں ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اعلیٰحضرت سے ہماری نسبت مضبوط ہے ہم تو وہاں کی خاک کا بھی ادب کرتے ہیں تو آپ کی اولاد کے خلاف باتیں ہم کس طرح برداشت کر سکتے ہیں۔"

اسی طرح ربیع الاول ماہ ستمبر ۱۹۶۱ء میں ایامِ علالت میں بغرض تبدیلی آب وہوا ہری پور تشریف لے گئے۔ انہیں ایام میں خاندانِ رضویہ کے ایک فرد حضرت مولانا حکیم محمد حسنین رضا بریلوی سے ملاقات کے لئے ایبٹ آباد تشریف لے گئے۔ حکیم موصوف سے ملاقات کی اور حضرت مائی صاحبہ (اہلیہ حکیم صاحب) کو بھی نذرانہ پیش کیا۔

حکیم محمد حسنین رضا بریلوی بھی حضرت شیخ الحدیث کو خاندانِ رضویہ کا ایک فرد تصور کرتے تھے۔ حکیم موصوف اپنے خاندانی اور گھریلو معاملات میں آپ سے ہمیشہ مشورہ طلب کرتے تھے۔

آپ مولسری کا پھول بہت پسند کرتے تھے۔ اس پسندیدگی کی وجہ یہ تھی کہ یہ پھول بریلی شریف کی مسجد بی بی جی مرحومہ کے صحن میں موجود تھے۔ بریلی شریف میں کسی پھول کا اُگ جانا ہی آپ کی پسند کا باعث بن

گیا۔ بریلی شریف کی محبت کی وجہ سے آپ ایامِ علالت میں فرمایا کرتے تھے کہ۔

"میرے کمرے کی سمندر کی جانب والی کھڑکی کھول دو۔ اس طرف سے مجھے بریلی شریف کی خوشبو آتی ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ
اگر مجھے بریلی شریف کا پانی پینے کو مل جائے تو میں صحت مند ہو جاؤں۔"

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اپنے مشائخ عظام سے کس قدر محبت رکھتے تھے۔ آپ کی مجلس میں حاضر ہونے والے ایک عقیدت مند کے تاثرات ملاحظہ ہوں کہ

"مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری علیہ الرحمۃ کو ایک بار ان کے دولت کدہ پہ ملنے گیا تو آپ کی عجیب کیفیت تھی۔ وہ اپنے دستِ مبارک میں ایک خط لئے ہوئے تھے۔ کبھی اپنا عمامہ اٹھا کر اس خط کو اپنے سر مبارک پر رکھتے ہیں، کبھی چوم رہے ہیں، کبھی آنکھوں سے لگا رہے ہیں اور کبھی اپنا کرتہ مبارک اٹھا کر اپنے سینۂ انور سے لگا رہے ہیں، یہ پُرسوز منظر دیکھ کر عرض کیا کہ حضور! یہ کیا ہے ہمیں بھی زیارت کرا دیں، فرمایا کہ

"میرے حضور مفتئ اعظم کا خط ہے یہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت کا مکتوبِ گرامی ہے۔ جس میں آپ کو آپ کی عظیم خدمات پر بے پناہ دعاؤں اور



شفقتوں سے نوازا تھا۔"

"کیوں نہ ہو وہ بارگاہ رضویت ہی کے پروردہ تھے۔ لوگ انہیں خاندانِ رضوی کا ہی ایک فرد تصور کرتے تھے۔"

## حضور اعلیٰ حضرت سے عقیدت مندی:

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی سے اس قدر عقیدت رکھتے تھے کہ اعلیٰ حضرت سے ملاقات کرنے والوں سے اکثر پوچھا کرتے تھے کہ اس مسئلہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت کیا فرماتے تھے۔ (حالانکہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ملفوظات مرتبہ موجود ہیں۔ آپ کی تحریریں بھی مطبوعہ وغیر مطبوعہ آپ کی نظر میں ہیں، مگر پھر بھی عقیدتاً پوچھا کرتے تھے) اس سلسلہ میں آپ اکثر حاجی کفایت اللہ بریلوی سے استفسار فرمایا کرتے تھے کہ حاجی صاحب اعلیٰ حضرت کے پیش کار تھے۔

## اعلیٰ حضرت کے ملنے والوں سے عقیدت:

سید قناعت علی قادری بریلوی ایک مدت تک حضور اعلیٰ حضرت کے پیش کار رہے ان کے پاس حضور امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کا ایک استعمال شدہ عمامہ سبز رنگ کا موجود تھا۔ سید قناعت علی قادری بریلوی ایک موقعہ پر لائل پور تشریف لائے اور وہ دستار بھی ساتھ لائے۔ اور حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے حضور پیش کی اور ساتھ ہی

درخواست عرض کی کہ

"حضور! وعدہ کیجئے کہ بروزِ قیامت جب آپ جنّت میں داخل ہوں تو فقیر کو نہ بھولئے گا۔ اُس مشکل گھڑی میں مجھ فقیر کو یاد رکھیئے گا۔"

یہ سُن کر شیخ الحدیث آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ

"جنّت میں داخلہ تو آپ کے نانا جان اور آپ کے طفیل ہی ملے گا۔ اور پھر یہ کہ آپ تو حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہٗ کی زیارت اور خدمت کرنے کا شرف رکھتے ہیں، اور خود آپ کا جس گھرانے سے تعلق ہے اُسی کے صدقے سب کو جنت میں داخلہ نصیب ہو گا۔"

آپ اسی قسم کی باتیں کرتے جاتے اور جناب سیّد قناعت علی صاحب اپنی درخواست پر اصرار کرتے جاتے۔ یہ منظر حاضرین کے لئے بڑی رقت کا باعث بنا اور اس کے بعد آپ نے عمامہ شریف لے کر امام اہلسنّت اعلیٰحضرت کی طرز پر باندھا۔

## یومِ رضا کا انعقاد کرنا۔

اعلیٰحضرت الشاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ کی خدمات کا اعتراف اور آپ کی تجدیدی، علمی و ملّی خدمات کے تعارف کے لئے برصغیر کیا بلکہ پوری دُنیا میں اب تو جابجا یومِ رضا منعقد کیا جا رہا ہے۔ ایک وقت



تھا کہ دُشمنوں کے پروپیگنڈے کا یہ اثر تھا کہ اعلیٰحضرت کا نام لینا ہی مشکلات کو دعوت دینا تھا۔ قیامِ پاکستان کے وقت آپ کا عُرس مُبارک منعقد نہیں کیا جا سکتا تھا مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرّحمتہ نے لائل پور قیام کے ساتھ ہی عُرس قادری رضوی کے نام سے حضور اعلیٰحضرت کا عُرس مبارک منعقد کرنا شروع کیا اور ہر سال باقاعدہ ۲۴، ۲۵ صفر المظفر کو لائل پور (فیصل آباد) میں عُرس منعقد فرماتے جس میں خود وعظ فرماتے اور دیگر علماء کرام و مشائخ عظام کو دعوت دے کر بلواتے اور اُن کی تقاریر اور اپنے مشائخ کی خدماتِ جلیلہ کی اشاعت کرتے۔ (یہ سلسلہ آج بھی آپ کے وصال کے بعد آستانہ عالیہ رضویہ فیصل آباد میں جاری ہے اور آپ کے صاحبزادگان ان تقاریب کو نہایت عقیدت اور محبّت سے منعقد کرتے ہیں۔)

دستورِ طریقت کے مطابق حضرت شیخ الحدیث رحمتہُ اللہ علیہ اپنے اساتذہ کرام اور اپنے مشائخ طریقت کو ہمیشہ نذرانہ پیش کرتے تھے۔ بلکہ خاندانِ رضویت سے متعلق حضرات اور سلسلۂ طریقت عالیہ قادریہ حضور امام احمد رضا رحمتہُ اللہ علیہ سے متوسل حضرات کو حسبِ قاعدہ نذر پیش کرتے چنانچہ ایک موقع پر جب چند احباب بریلی حاضری کا قصد فرما رہے تھے۔ آپ نے اُن کے ہاتھ حضرت مفتی اعظم قدس سرّہٗ کے لئے دیگر نذرانوں کے ہمراہ جُبّہ کے لئے بہترین کپڑا خرید کر روانہ کیا۔

حضرت مفتی اعظم مولانا محمّد مصطفےٰ رضا بریلوی قدس سرّہٗ نے اپنے ایک مکتوب میں آپ کے مُرسلہ تحائف کی وصولی کی اطلاع دی۔ آپ لکھتے ہیں۔

"آپ کی محبت و عنایت کا شکر گزار ہوں۔ حضرت مولانا برہان الحق نے جبل پور میں آپ کے تحفے دیئے تھے۔ تسبیح اور کپڑے۔"

اپنے مشائخ عظام کے حوالے سے بریلی شریف سے آپ کو ایک ایسا تعلق پیدا ہو گیا تھا جس کا بیان الفاظ میں مشکل ہے۔ اکثر و بیشتر اوقات بریلی کے در و دیوار اور کوچہ و بازار کے تصور میں غرق رہتے۔

شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ جنوری ۱۹۶۱ء میں جلسہ دستار فضیلت فضلاء دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے اختتام پر جب حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں بدایونی، گجراتی آپ سے الوداعی ملاقات کر رہے تھے تو حضرت مفتی صاحب سے اپنے اور اپنے دار العلوم کے احوال بیان کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا۔ اس سے بریلی شریف سے آپ کا تعلق ظاہر ہوتا ہے۔ فرمایا:

"مولانا جب میں مدرسہ میں ہوتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ بریلی شریف میں ہوں اور جب گھر کی چار دیواری میں داخل ہوتا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ میں لائل پور میں ہوں۔"

بریلی شریف سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی وابستگی کے احوال بیان کرتے ہوئے جناب صوفی محمد بشیر ساکن چک نمبر ۱۷۶ گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث اکثر رات گئے تک علمی کام میں مصروف رہتے۔ ایک رات دو بجے مجھے فرمایا کہ صوفی صاحب چائے لاؤ۔ اس وقت بازار کے قریبی ہوٹل بند ہو چکے تھے۔ میں گھنٹہ گھر



کے قریب ایک ہوٹل سے چائے لے کر حاضر ہوا۔ تو آپ نے دریافت فرمایا۔ ارے بندہ خدا میں تو بریلی شریف کے تصور میں بیٹھا ہوں۔ چونکہ بریلی شریف میں چائے کتب خانہ کے پاس سے آیا کرتی تھی۔ اس لئے میں اس تصور میں تھا۔

صوفی محمد بشیر مذکور بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے چند واقعات اور بیان فرمائے۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ لائل پور میں ہوتے ہوئے مجھے بریلی شریف میں موجودگی کا تصور رہتا تھا۔

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ غلام محمد آباد (محلہ فیصل آباد) میں جلسہ کے بعد رات کو واپس آتے ہوئے میں نے تانگہ والے کو بریلی شریف کے محلہ سوداگران کا نام لیا کہ مجھے وہاں چلنا ہے۔

آپ کو اپنے مشائخ عظام سے کس قدر محبت و عقیدت تھی اس کا اندازہ اس ایک واقعے سے کیا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ ایام علالت میں مولانا محمد بشیر صاحب ساہیوال سے عیادت کے لئے حاضر ہوئے۔ دوران گفتگو آپ نے مولانا محمد بشیر سے فرمایا کہ

"آپ کے صاحبزادے سراج الحق......

اتنا ہی کہہ پائے کہ زار و قطار آنسو جاری ہو گئے۔"

دراصل آپ مولانا کے صاحبزادے کا حال معلوم کرنا چاہتے تھے مگر یہ نام تو آپ کے مرشد گرامی کا نام تھا۔ مولانا کے صاحبزادے کا نام بھی سراج الحق تھا۔ آپ نے خود ہی اپنے مرشد گرامی کے نام کی مناسبت سے رکھا تھا۔ مگر ایام علالت میں قلب مقدس ایسا رقیق ہو گیا تھا کہ

مُرشدِ گرامی کا نام زبان پر آنے سے ہی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ اپنے مشائخ کا نام بھی بڑے ادب سے لیتے تھے۔

زمانۂ طالب علمی میں اجمیر مقدس کے اندر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ نے ایک بیاض پر اپنا نام اپنے شیخ طریقت حضرت شاہ سراج الحق کے حوالہ سے یوں لکھا کہ

"فقیر حقیر سراپا تقصیر خادم العلماء والفقراء سردار احمد غفرلہ لاحد الصمد گورداسپوری طالب حضرت قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین شاہ محمد سراج الحق قادری چشتی صابری کرنالوی ثم گورداسپوری ........

بے شک اہل علم و عرفان و بزرگ اولیاء کرام کا فرمان ہے کہ بڑوں کا ادب و مشائخ عظام سے عقیدت انسان کو بڑا بنا دیتی ہے اور اسی مقولے کی صحیح تصویر حضور شیخ الحدیث ہیں کہ جنہوں نے اپنے اساتذہ کرام اور مشائخ عظام کا اس قدر احترام کیا اور آپ کے دل میں بے پناہ عقیدت تھی۔ اور اسی عقیدت و احترام کے طفیل خداوند قدوس نے آپ کو وہ اعلیٰ مقام عطا فرمایا کہ آج پورے پاکستان کیا بلکہ بیرونِ ممالک بھی حضور شیخ الحدیث کے چرچے ہیں اور ہر کوئی آپ کو "محدث اعظم پاکستان" کہہ کر یاد کرتا ہے اور ہر طرف آپ کی شہرت ہے اور آج بھی جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام اور سُنّی رضوی جامع مسجد آپ کی عظمت کے منہ بولتے ثبوت ہیں۔

ایک طرف تو آپ شیخ طریقت و معرفت حضرت شاہ محمد سراج الحق قادری چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے سلسلۂ طریقت سے وابستہ تھے۔ تو



دوسری طرف امام اہلسنت مجدد و ملت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ کے فرزند ارجمند حضرت حجۃ الاسلام الشاہ حامد رضا خاں علیہ الرحمتہ جیسے عظیم علمی گوہر کے شاگرد تھے۔ اور ایک طرف آپ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمتہ جیسے عالم کامل کے تلامذہ میں شامل ہیں تو دوسری طرف حضرت مفتی اعظم ہند حضرت الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ کے بھی شاگرد رشید ہونے کا شرف رکھتے ہیں اور انہی بزرگ ہستیوں کی نگاہِ فیض کا کمال شیخ الحدیث حضور محمد سردار احمد علیہ الرحمتہ کی شکل میں عالم باعمل کی صورت میں بنا۔ اور انہی گوہرِ نادر ہستیوں کے سایہ میں رہ کر ایک ایسے گوہر کی پرورش ہوئی۔ کہ جس کی شان یہ ہوتی کہ جو اس گوہر نادر کی بارگاہ میں آیا وہ بھی گوہر بن گیا۔

# حضور شیخ الحدیث کی تدریسی مصروفیات

جب حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اپنے اساتذہ کرام سے علم کے دریاؤں سے فیض حاصل کرنے کے بعد سندِ فراغت حاصل کی تو وہیں جامعہ رضویہ منظرِ اسلام میں بطور مدرس تدریس کا کام شروع کر دیا۔ اور منظرِ اسلام میں قیامِ پاکستان تک تقریباً ۵۰۰ طلباء کو دورۂ حدیث شریف میں درس دے چکے تھے اور آپ کے تلامذہ میں حضرت غلام رسول رضوی (مصنّف تفہیم البخاری) اور حضرت علامہ مولانا عبدالرشید رضوی جھنگوی جیسے جیّد علماء کرام شامل ہیں۔

حضرت حجۃ الاسلام شہزادۂ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ حامد رضا خاں صاحب، حضرت شیخ الحدیث پر خاص شفقت و نظرِ عنایت فرماتے تھے۔ اپنے دار العلوم منظرِ اسلام میں بطور مدرس رکھا اور نہ صرف مدرس بلکہ اپنی خلافت و نیابت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت مفتیٔ اعظم ہند شہزادہ اصغر اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا خاں نوری کی حضرت شیخ الحدیث پر بے پناہ شفقت تھی اور اسی شفقت و عنایت کے باعث آپ نے جامعہ رضویہ منظرِ اسلام بریلی شریف میں قائم کیا اور وہاں آپ کو شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کے عظیم عہدے کے لئے منتخب فرمایا جہاں آپ نے بے پناہ محنت جانفشانی سے طلباء کو درس و تبلیغ کر کے ایسے سپوت پیدا کئے کہ جو تمام کے تمام شیخ الحدیث کے بلند مرتبے



پر فائز ہوئے۔

## قیامِ پاکستان اور لائل پور کو روانگی:-

جب ۱۹۴۷ء کو حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اپنے خاندان کے لوگوں کو ملنے کے لئے گورداسپور میں تشریف فرما تھے تو اعلان ہوا کہ پاکستان کا قیام عمل میں آچکا ہے اور جو یہاں ہے وہ پاکستانی جو دوسری طرف ہے وہ ہندوستانی ہے مگر آپ کو اپنے اساتذہ کی محبت نے پھر بریلی پہنچا دیا کہ آپ نے بریلی پہنچ کر پھر درس کا آغاز فرما دیا۔

## شیخ الحدیث کے شہید ہونے کی خبر:-

جب آپ گورداسپور میں تشریف فرما تھے تو اچانک شر پسندوں نے بریلی شریف میں یہ خبر پھیلا دی کہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد علیہ الرحمۃ شہید ہو گئے۔ یہ خبر بریلی میں جنگل کی آگ کی مانند پھیل گئی اور ہر طرف اضطراب کی کیفیت طاری ہے ہر طرف پریشانی کا عالم ہے۔ حجۃ الاسلام الشاہ حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ نے پریشانی کے عالم میں حضرت صدر الشریعت علامہ امجد علی اعظمی صاحب کو خبر کی جب آپ کو یہ خبر ملی تو آپ کی از حد صدمہ ہوا۔ آنکھوں سے آنسو نہ تھمتے تھے۔ ہر وقت آپ کا ذکر زبان پر جاری رہتا تھا۔

چنانچہ صدر الشریعت علیہ الرحمۃ نے ایک خاص شخص کو ضلع گورداسپور میں یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا کہ واقعہ اصل کیا ہے۔ جب آپ کا خصوصی

ایلچی آیا تو دیکھا کہ حضرت صاحب سامنے موجود ہیں، فرطِ عقیدت سے گلے ملے اور جھوٹی خبر کی اطلاع دی۔

اب وہ شخص واپس جا کر شیخ الحدیث کی خیریت کی اطلاع صدر الشریعت کو دیتے ہیں تو حضرت امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور فوراً تردیدی خبر شائع کی اور آپ کو خط لکھ کر اپنے پاس بلوایا جب حضرت شیخ الحدیث تشریف لائے تو خود صدر الشریعت اسٹیشن پر تشریف لے گئے اور آپ کو سینے سے لگا کر خوب دل کو تسلی دی۔

## مفتیٔ اعظم ہند کی طرف سے پاکستان جانے کی اجازت:

چنانچہ جب فسادات بہت زیادہ بڑھ گئے اور ہر طرف قتل و غارت گری کا بازار گرم ہونے لگا۔ تو حضرت مفتیٔ اعظم ہند حضرت الشاہ مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ نے حضور شیخ الحدیث کو یہ حکم فرمایا کہ مولانا آپ پاکستان جا کر وہاں دینِ مصطفےٰ کی خدمت کریں۔ وہاں آپ کی زیادہ ضرورت ہے۔ چنانچہ اپنے مرشدِ کامل کے ارشاد پر وہاں سے روانہ ہوئے اور سارو کی ضلع گوجرانوالہ کے اطراف میں اپنے اہل و عیال کے ہمراہ قیام فرمایا اور وہاں دین کی خدمت کا کام شروع کیا۔ مگر آپ کے دل میں یہ خواہش تھی کہ استادِ محترم حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے پاکستان جانے کا ارشاد تو فرما دیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر مقام بھی واضح فرما دیتے کہ میں اپنے استادِ محترم کی منشا کے مطابق قیام کرتا۔

چنانچہ آپ نے اساتذہ کی رائے معلوم کرنے کی غرض سے ایک خط



اجمیر شریف حضرت صدر الشریعت کی جانب ارسال فرمایا اور چونکہ مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ زیارتِ حرمین الشریفین کی غرض سے سعودیہ میں تشریف فرما تھے وہاں آپ نے مدینہ شریف کی جانب دوسرا خط لکھا۔

## لائل پور کی طرف جانے کا حکم:

چونکہ صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی صاحب ۱۹۴۸ء میں وصال فرما چکے تھے۔ اس لئے وہاں سے تو جواب نہ آیا مگر مدینہ شریف سے حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے مفتیٔ اعظم کی جانب سے خط کا جواب ملا چونکہ حضور شیخ الحدیث نے دو شہروں کا نام لکھ کر دریافت فرمایا تھا کہ

"اے میرے استادِ محترم! آپ کے حکم کی تکمیل کی غرض سے یہ خط لکھا کہ مجھے حکم فرمائیں کہ میں سارو کی یا لائل پور میں قیام پذیر ہو جاؤں۔"

اس استفسار کے جواب میں حضرت مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ نے خط کے اوپر ہی جہاں سارو کی کا نام لکھا تھا وہاں دائرہ لگا دیا اور لائل پور کا نام ویسے ہی رہنے دیا۔ جب وہ خط حضرت شیخ الحدیث کے پاس پہنچا تو دیکھ کر فرمانے لگے کہ

"دوستو! سارو کی کا کھانا پینا ہمارے لئے بند ہو چکا (کیونکہ سارو کی پر دائرہ لگا تھا) اور لائل پور جانے کا حکم ہو چکا ہے۔ اس لئے تیاری کرو لائل پور جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

## شیخ الحدیث کا لائل پور میں ورودِ مسعود:

قیامِ پاکستان کے وقت لائل پور (فیصل آباد) کی حالت ناگفتہ بہ تھی ہر طرف جہالت و گمراہی کی گھٹا ٹوپ اندھیری چھائی تھی؛ بے دینی و لاعلمی کی جہالت کا بسیرہ تھا مسلمان سرمایۂ محبت و عقیدتِ اولیاء سے محروم تھے اور اسلام سے دور ہوتے جا رہے تھے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار سننے کو کان ترس چکے تھے۔

گیارھویں شریف کی بہار دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں۔

شرک و بدعت کی مشینیں ہر طرف حملہ آور تھیں۔

یارسول اللہ و یاعلی و یاغوث اعظم پکارنے والے کو مشرک کہا جاتا۔ میلاد النبی، گیارھویں شریف کرانے والے کو بدعتی کہا جاتا۔ ہر طرف ظلم و جبر کے اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔

## لائل پور پر خدا کا کرم:

ایسے پُر فتن دور میں حضرت شیخ الحدیث کا لائل پور (فیصل آباد) میں آنا ایک نعمتِ خداوندی سے کم نہ تھا اور آپ کے آنے سے ظلم کے جہالت کے اندھیرے چھٹنے لگے اور علم کی شمع روشن ہو گئی چنانچہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ اپنے پیر و مرشد و استادِ گرامی کے حکم پہ لائل پور کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں پہنچ کر سب سے پہلے مسجد نور طارق آباد میں آپ نے پہلا جمعہ ادا فرمایا؛ جن لوگوں نے یہ جمعہ پڑھا



اور اب بھی حیات ہیں وہ تسلیم کرتے ہیں کہ

عشقِ رسول میں ڈوبی ہوئی وہ پرسوز تقریر دل و دماغ کو معطر کرنے والی تقریر تھی کہ جس کے نقوش قیامت تک نہ مٹ سکیں گے۔

## گول باغ کے نزدیک قیام فرمانا:

چنانچہ آپ وہاں سے جھنگ بازار گول باغ کے نزدیک قیام پذیر ہوئے اور وہاں پہ نہایت بے سروسامانی کی حالت میں آپ نے نماز باجماعت کی ادائیگی کا بندوبست کیا اور حالت یہ تھی کہ ہر طرف اغیار کا گھیرا تھا۔ مگر شیخ الحدیث بے خوف و خطر نیلے آسمان کی چھت تلے قیام فرما ہیں اور سر پہ چھت نہ تھی مگر دین کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرنا تھا۔ چنانچہ تبلیغ شروع کر دی اور گول باغ میں جمعہ ادا کرنا شروع کر دیا۔ اور یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں آج جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام جیسی مرکزی عظیم الشان عمارت قائم ہے۔

## شاہی مسجد کا قیام:

جب آپ کا قیام گول باغ میں ہوا وہاں شامیانے کے نیچے نماز ادا ہونے لگی۔ انہی دنوں ایک نزدیکی جگہ پہ (کہ جہاں اب ارشد مارکیٹ ہے) ایک مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی کہ جسے علاقے کا بہت بڑا ڈاکو شاہو تعمیر کر رہا تھا کہ شاید اسی کی نسبت سے میری مغفرت ہو جائے۔

چنانچہ لوگوں نے حضرت سے درخواست کی کہ حضور یہاں نماز ادا کرنے

کی بجائے اُس زیرِ تعمیر مسجد میں نماز ادا کی جائے کہ آپ کی برکت سے وہ علاقہ آباد ہو جائے۔ آپ وہاں سے اُس مسجد میں آ گئے۔ مگر دوسری طرف حاسدین نے شاہو کو جا کر شکایت کی کہ جیب سے تیرا خرچ ہو رہا ہے مگر وہ تو بریلی سے آئے ہوئے مولوی صاحب کی زیرِ کنٹرول ہو چکی ہے۔ جب شاہو نے سُنا تو سخت غصے میں آیا اس نے چونکہ حضرت صاحب کی زیارت نہ کی تھی مگر جب غصے میں دیکھنے آیا اور آ کر جب آپ کے چہرے پر نظر پڑی تو فوراً سارا غصہ فرو ہو گیا اور عرض کرنے لگا کہ

"سرکار! آپ کی کرم نوازی کہ آپ نے اِس غریب کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے یہاں قدم رنجہ فرمایا۔ آپ کی نوازش ہے آپ یہاں رہیں اور نمازوں کے ساتھ جمعہ بھی ادا فرمائیں۔"

## شاہو کی نسبت سے شاہی مسجد:

چنانچہ جب آپ نے اُس شاہو ڈاکو کی اتنی عقیدت دیکھی تو فرمایا کہ

"اے برادرانِ اسلام! چونکہ اِس کی تعمیر میں شاہو کا پیسہ خرچ ہوا۔ اور اِس کی یہ خدمتِ دین کہ اُس نے مسجد تعمیر کی چنانچہ اِس کا نام زندہ رکھنے کی خاطر اِس مسجد کو بھی شاہی مسجد کا نام دیا جاتا ہے۔"

چنانچہ وہاں قیام کے بعد آپ نے جمعہ کا آغاز فرمایا اور وہاں تدریس کا آغاز بھی کر دیا اور پنجاب، سندھ، سرحد، آزاد کشمیر، بہاولپور سے طلباء آنے شروع ہو گئے۔ کافی عرصہ یہ سلسلہ جاری رہا اور دیکھتے ہی دیکھتے کافی تعداد میں طلباء ہو گئے اور آپ کے واعظ سُننے کے لئے لوگ دور و



نزدیک سے آتے اور ہزاروں کا مجمع ہونے لگا۔ مگر حاسدین کو یہ بات بھی کھٹکی، چنانچہ وہابیوں، دیوبندیوں نے حکام سے شکایات کیں کہ

"باغ پر قبضہ ہو رہا ہے۔ حاسدین نے پروپیگنڈہ کیا کہ گول باغ میں ایک مشرک (نعوذ باللہ) آیا ہوا ہے جو کہ غلط عقائد کی تبلیغ کرتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔" (نعوذ باللہ)

## آپکی زیارت سے بدعقیدہ سنور گئے:

حاسدین کے واویلا کو سُن کر لوگ یہ دیکھنے آتے کہ وہ کون ہے کہ جس کا اِس قدر شور مچا ہے۔ مگر جب آپ کے حضور حاضر ہوتے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے تو دیکھتے ہی پکار اُٹھتے کہ

"واللہ! اِس قدر نورانی شکل والا بزرگ مشرک نہیں ہو سکتا اور آپ کی زیارت سے ہی کئی بدعقیدہ تائب ہو کر خادم بن گئے۔"

## جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام کی بنیاد:

چنانچہ ماہ نور شہر السرور بارہ ربیع الاول شریف ۱۳۶۹ھ ۲ جنوری ۱۹۵۰ء بعد از نمازِ عصر احبابِ اہلسنت کے عظیم اجتماع میں آپ نے دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام کا سنگِ بنیاد اپنے دستِ مبارکہ سے رکھا اور دعائے خیر فرمائی کہ اِس دارالعلوم سے ہزاروں طالبِ علم فیض یاب ہوں۔ اور ہو رہے ہیں اور آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

"دوستو! کوئی کپڑے کا کارخانہ لگاتا ہے۔ کوئی چینی کا کارخانہ لگاتا ہے۔ مگر الحمد للہ! ہم نے مولوی بنانے کا کارخانہ لگا دیا ہے۔ کہ جہاں سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہزاروں علماء بن کر پورے ملک میں جائیں گے۔"

دارالعلوم کی تعمیر کا کام بفضلہ تعالیٰ بہت تیزی سے ہوا اور آپ کی حیاتِ ظاہری میں تقریباً ۲۲ نہایت خوبصورت حسین و جمیل کمرے اور پرکشش بلڈنگ بن چکی تھی۔ دارالعلوم کے وسیع و عریض بلند و بالا صدر دروازے پر یہ شعر لکھا تھا کہ

؎ احمد رضا کے فیض کا در ہے کھلا ہوا
ہے قادری فقیروں کا جھنڈا گھڑا ہوا

اور درمیان میں بہت موٹا جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام دارالعلوم اہلسنت والجماعت و یادگار رضا پاکستان لکھا ہوا تھا۔ ایک دروازہ جامعہ رضویہ میں واقع شاہی مسجد کے مشرقی سمت ہوتا تھا۔ بعد میں جھنگ بازار کی سڑک کی دوسری سمت دارالعلوم کے کمروں کے نیچے دوسرا دروازہ تعمیر کیا گیا اور پھر کچھ عرصہ بعد سنی رضوی جامع مسجد کے تالاب پر وسیع دارالحدیث تعمیر کیا گیا۔ آخری سالوں میں درجہ حدیث میں سو سو سے بھی زائد طلباء ہوتے تھے اور لاؤڈ اسپیکر پر دورہ حدیث پڑھایا جاتا تھا۔

## سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر:

جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام میں واقع شاہی مسجد میں جب جگہ تنگ



ہونے لگی اور نمازی زیادہ ہوتے گئے تو سڑک کے اس پار خیمے لگا کر چھپر ڈال کر کچے عارضی پلر کھڑے کر کے جمعہ پڑھایا جانے لگا۔ ہر جمعہ میں حضرت محدثِ اعظم پاکستان کی اقتداء میں کم از کم سولہ سترہ ہزار کا مجمع ضرور ہوتا تھا۔ لوگ عوام تو عوام علماء کرام، صوفیا اور اہل اللہ دور دراز علاقوں سے آپ کی اقتداء میں نمازِ جمعہ ادا کرنے آتے تھے۔

نمازیوں کی زیادتی کے پیشِ نظر گیارہ ربیع الاول شریف ۱۳۷۴ھ، ۸ نومبر ۱۹۵۴ء بروز پیر سنی رضوی جامع مسجد کا سنگِ بنیاد حضرت محدثِ اعظم پاکستان نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا اور دعائے خیر فرمائی۔ مسجد کے بڑے ہال کمرے کی لمبائی ۱۸۰ فٹ ہے، چوڑائی ۵۲ فٹ، برآمدہ سے ملحقہ ڈیوڑھی کی لمبائی ۱۱۶ فٹ مسجد کے برآمدے کی چوڑائی ۱۶ فٹ ہے۔ مسجد کے ۱۹ دروازے ہیں۔ مسجد کے فلک بوس میناروں کی لمبائی چوڑائی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مینار کے ایک ردے میں اڑھائی ہزار اینٹ لگی ہے۔ سنی رضوی جامع مسجد کے مینار کی لمبائی زمین سے ۲۱۱ فٹ ہے کہ جو بادشاہی مسجد لاہور سے ۲۵ فٹ زیادہ اونچا ہے۔ مغربی سمت سنی رضوی جامع مسجد اور شمالی جانب حضرت محدثِ اعظم پاکستان کا مزار پُر انوار و سدا بہار اور سنگِ مرمر کا گنبد اور خانقاہ محدثِ اعظم کے برآمدے مزار شریف سے مشرق میں اور تالاب پر دارالحدیث گویا کہ

؎ خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہ ہے
کہ در وے بود قیل و قال محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)

## حاسدین کی دروغ گوئی:

جب حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ نے جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام جیسے عظیم الشان تعلیمی مرکز کی بنیاد و تعمیر کے بعد سُنّی رضوی جامع مسجد جیسی عظیم الشان مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا تو حاسدینِ شیخ الحدیث کو آپ کی یہ ترقی ایک آنکھ نہ بھائی اور آپ کی مخالفت میں اور طرح طرح کے حیلے بہانے کرتے ہوئے تنگ کرنے لگے۔

حتیٰ کہ ان حاسدین نے بہت شور مچانا شروع کر دیا کہ مولوی سردار احمد تو اب سرکاری اراضی پر قابض ہونے لگے ہیں اور اسی اعتراض بے لحاظ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے انگریز ڈپٹی کمشنر کو جا کر شیخ الحدیث کے خلاف بھڑکایا کہ وہ ناجائز قابض ہو رہے ہیں۔ انہیں روکا جائے اور سرکاری اراضی واگزار کرائی جائے۔ اس کمشنر نے پہلے تو اعتراض سن لیا اور پھر کہنے لگا کہ میں یک طرفہ طور پر کیسے کارروائی کر سکتا ہوں۔ وہاں جا کر موقع دیکھ لوں پھر کوئی ایکشن لوں گا۔

چنانچہ حاسدین بڑے خوش۔ اب میدان ہمارا ہے یہ جا کر انہیں ڈرائے گا وہ خاموش ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ مخالفین آنے کا وعدہ لے کر واپس آ گئے اور اطمینان کر چکے تھے کہ اب خیر ہے۔

## انگریز کمشنر کا فیصلہ:

چنانچہ جب مقررہ تاریخ پر وہ ڈپٹی کمشنر صاحب مع ان حاسدین کے



حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور محدثِ اعظم پاکستان درسِ حدیث میں مشغول تھے اور دار الحدیث شریف میں کلاس کو پڑھا رہے تھے۔

جب اس کمشنر نے آپ کو عربی میں پڑھاتے دیکھا تو بہت متاثر ہوا اور آپ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ۔

"مجھے اس بزرگ کا یہ کام بہت پسند آیا ہے یہ جو چاہیں کرتے رہیں۔ میں ان کے مقابلے میں کسی قسم کی کارروائی کرنے کو تیار نہیں۔"

یوں ان حاسدین کو بڑی شکست ہوئی اور منہ کی کھانی پڑی مگر حضرت صاحب اسی طرح درسِ حدیث میں مشغول رہے اور ذرا بھی حدیث شریف سے توجہ نہ ہٹائی۔

## مخالفین کی دوسری ناکام کوشش:

اسی طرح ایک دفعہ ۱۹۵۲ء میں حضرت قبلہ محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ و رضوان پر یہ ناپاک الزام تراشی کرتے ہوئے ان مخالفین نے آپ کو بدنام کرنا شروع کر دیا اور اسی الزام تراشی کا چرچا کرنے کی غرض سے لمبا چوڑا پوسٹر شائع کیا کہ

"آپ نے مرزائی وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں سے ملاقات کی ہے اور آپ درپردہ مرزائیت نواز ہیں۔"

(لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

"اِس دروغ گوئی اور الزام تراشی کو حقیقت کا رنگ دینے کی غرض سے ایک بڑا جلسہ اور بڑی بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ حضرت محدّث اعظم پاکستان پر بار بار یہ الزام لگایا کہ "مولوی سردار احمد درپردہ مرزائیت نواز ہیں"۔

## صداقت رنگ لے آئی۔

مگر چونکہ قدرت کو یہ منظور تھا کہ حضرت صاحب کی عزت دوبالا ہو گی۔ اسی واسطے اِن مخالفین کو پیدا کیا تھا۔ اُن کی الزام تراشی کا گواہ بھی ڈپٹی کمشنر کو ٹھہرایا گیا کہ وہ گواہ ہیں کہ حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب نے وزیرِ خارجہ مرزائی سے ملاقات کی ہے۔ جب ڈپٹی کمشنر کو یہ خبر ہوئی تو اُس نے اِس ناکام ڈرامے کا پردہ چاک کرتے ہوئے ایک میٹنگ بلائی کہ جس میں معززین شہر اور تمام اکابرین میٹنگ میں موجود تھے اس نے بھرے اجتماع میں یہ اعلان کیا کہ

"جہاں تک میری سرکاری اور غیر سرکاری اطلاعات کا تعلق ہے تو میں واشگاف الفاظ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ مولانا سردار احمد صاحب نے وزیرِ خارجہ پاکستان کے ساتھ قیام لائلپور کے دوران کوئی ملاقات نہیں کی"۔

اِس سرکاری وضاحت کے ساتھ ہی اِن حاسدین کے منہ لٹک گئے اور ایک بار پھر اُنہیں شکستِ فاش کا اعتراف کرنا پڑا اور اس شکست کے بعد اِن لوگوں نے اپنے لگائے ہوئے اشتہار خود اپنے ہاتھوں سے



پھاڑ ڈالے کہ اب یہی اشتہار اِن کی شکست کا منہ بولتا ثبوت تھے۔

## حجازِ مقدّس کی طرف سفر کی تیاری۔

لیجئے جناب! ساری زندگی حضور نبی کریم، رؤف و رحیم، سرکارِ دو عالم، نورِ مجسّم، شفیعِ معظم، حضرت محمّد مصطفیٰ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے فرمانِ عالیشان حدیث پاک کی خدمت کرنے والے اِس محدّثِ اعظم پاکستان کو سرکارِ مدینے کے تاجدار، آقائے نامدار، غمخوار آقا کی بارگاہِ بیکس پناہ سے بلاوا آگیا کہ

"اے سردار احمد! ہم تیری زیارت کے مشتاق ہیں"۔

مدینہ شریف سے منظوری ملنے کے بعد کاغذات کی تیاری کا وقت آیا۔ جس کے لئے تصویر بنوانی تھی۔ مگر آپ کے پیشِ نظر اپنے عظیم اُستاد حجۃ الاسلام الشاہ حامد رضا خاں صاحب کے والدِ محترم مجدّدِ دین و ملت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرّحمۃ کا وہ فرمانِ عالیشان بھی تھا کہ

"تصویر بنوانا شرعاً حرام ہے"۔

چنانچہ اسی فتویٰ مبارکہ کو مدِّنظر رکھتے ہوئے حضور قبلہ محدّثِ اعظم پاکستان نے تصویر بنوانے سے انکار کر دیا کہ ہم اپنے پیر و مُرشد کی مخالفت و نافرمانی نہیں کر سکتے۔ اِس کے لئے چاہے کچھ بھی ہو۔ مگر چونکہ پاسپورٹ کے لئے تصویر ضروری تھی، اِس لئے حکام نے عرض کی سرکار تصویر لازمی ہے۔ مگر آپ نے جواب دیا کہ

"تصویر لازمی نہیں بلکہ اپنے مُرشدِ گرامی کے ارشاد پر عمل لازم ہے"۔

## حکومتِ پاکستان کا خصوصی اجازت نامہ۔

چنانچہ آپ کی شخصیت کے پیشِ نظر حکومتِ پاکستان نے قبلہ محدثِ اعظم پاکستان کے لئے خصوصی اجازت نامہ بصورتِ پاسپورٹ بلاتصویر ارسال کیا کہ تاریخِ پاکستان میں غیر سرکاری شخصیت کے لئے صرف آپ کو یہ اعزازی اجازت نامہ دیا گیا۔ ورنہ کسی اور کو نہ ملا ہے نہ ملے گا۔

چنانچہ بلاتصویر پاسپورٹ ملنے کے بعد مدینہ شریف کی حاضری کے لئے اور سرکارِ مدینہ کے روضہ مطہرہ کی زیارت کی غرض سے عرب شریف کے سفر کی تیاری شروع ہو گئی کیونکہ حج کا تو ایک بہانہ تھا۔ اصل مقصد تو زیارت گنبدِ خضریٰ ہی ہے کیونکہ حضور اعلیٰحضرت مجددِ دین و ملت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ کا جو فرمان ہے کہ

؎ ان کے طفیل ربّ نے حج بھی کرا دیئے
اصل الاصول حاضری اس پاک در کی ہے

چنانچہ مدینے شریف کی زیارت کا تصوّر باندھ کر سفر شروع کر دیا۔ اور مدینہ شریف پہنچ کر آپ نے پہلے حضور پُرنور نبی یوم منشور کے روضۂ اطہر کا طواف کیا اور حج کے لئے مکہ شریف کی جانب نصف سفر باندھا۔ چنانچہ آپ مکہ شریف پہنچ گئے اور وہاں جا کر سب سے پہلے طوافِ عمرہ ادا کیا اور اس کے بعد علیحدہ اپنی نماز باجماعت ادا فرمائی۔



اردگرد کے حاجیوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ
"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ جو مسجدِ حرام میں ایک نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے تو اسے ایک لاکھ باجماعت نمازوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔"
مگر آپ ہیں کہ باجماعت ادا کرنے کی بجائے اپنی جماعت کرواتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔

## شیخ الحدیث کا جواب:

حضور شیخ الحدیث قبلہ محدثِ اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ نے اس انوکھے سوال کے جواب میں یوں ارشاد فرمایا کہ
"اے سوال کرنے والو سنو! کہ ساری زندگی میرے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت مجددِ دین و ملت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ان بدعقیدہ لوگوں کا رد فرماتے رہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو حرام قرار دیا ہے۔"
"ارے بندۂ خدا! یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ان کی ظاہری تحریراتِ گستاخانہ کو دیکھتے ہوئے اور اپنے استادِ محترم کے فتوے کو دیکھتے ہوئے ہم ان کے پیچھے نماز پڑھیں، یہ ناممکن ہے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف تو ہم ان کو گستاخ و کافر کہیں اور دوسری طرف ان کے پیچھے نماز پڑھیں یہ ناممکن ہے۔"

چنانچہ آپ نے جتنا عرصہ بھی مکہ شریف میں قیام فرمایا۔ اپنی علیحدہ جماعت کروائی اور دوران حج بھی اپنی علیحدہ جماعت کرواتے رہے اور کبھی بھی اُن کے پیچھے نماز ادا نہ فرمائی۔

## مخالفین کا حکومت کو شکائیت کرنا:۔

چنانچہ حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ کا یہ طرز عمل دیکھتے ہوئے پاکستانی دیوبندیوں کو موقع مل گیا مخالفت کرنے کا۔ چنانچہ اُنہوں نے جاکر حکام بالا کو شکائیت کی کہ

"پاکستان سے ایک مولوی سردار احمد صاحب حج کے لئے آئے ہیں مگر اُن کا عمل یہ ہے کہ وہ امام حرم کے پیچھے نماز ادا کرنے کی بجائے علیحدہ اپنی جماعت کرواتے ہیں ان کے اس عمل کا نوٹس لیا جائے"۔

## محدث اعظم علیہ الرحمتہ کے مدلل جواب:۔

چنانچہ جب نجدی حکومت کو قبلہ صاحب کے خلاف رپورٹیں ملنے لگیں تو انہوں نے آپ کو اپنے پاس بلوایا۔ وہاں اُس وقت پاک وہند کے اور دوسرے ممالک کے کثیر التعداد علماء واحباب موجود تھے کہ جن کی موجودگی ہی سُنیت کی فتح کا سبب بن گئی، ویسے تو حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان کی شخصیت ہی بہت رعب دار و باوجاہت تھی مگر ساتھ ایسی بااثر شخصیات تھیں کہ جن کے دیکھتے ہی کئی بدعقیدہ راہ راست پر آگئے۔ چنانچہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ ان احباب و مریدین کی معیت میں نجدی حکام کے پاس پہنچے۔



تو وہ ان بابرکت شخصیات کے روشن چہرے دیکھتے ہی احترام کے لئے کھڑے ہو گئے اور نہائیت ادب کے ساتھ بٹھایا اور حضرت صاحب سے مختلف موضوعات پر سوالات کئے کہ جن کے حضرت قبلہ شیخ الحدیث نے نہائیت جرأت مندانہ انداز میں مُدلل و مسکت جواب دیئے۔

## حاسدین کو ایک اور شکست:۔

حاسدین قبلہ شیخ الحدیث کا تو خیال تھا کہ اُدھر پاکستان میں کوئی کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا مگر اِدھر سعودیہ میں آپ بے یار و مددگار نہ کوئی یار نہ کوئی مددگار، لہٰذا اب اِن کی خیر نہیں مگر انہیں یہ علم نہ تھا کہ

؎ وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

کہ اس کا کوئی بال بیکا نہ کر سکے گا کہ جس کی حفاظت خود خدا نے اپنے ذمے لی ہو اور حضرت قبلہ محدث اعظم تو دین مصطفٰے کی خاطر زندگی وقف کر چکے تھے تو آپ کی حفاظت خدا کرتا تھا۔

چنانچہ نہ کوئی مقدمہ چلا نہ کوئی گرفتاری اور دُشمنوں کو مکہ میں بھی جھوٹا اور رسوا ہونا پڑا۔ حضرت صاحب نے اطمینان سے فریضہ حج ادا کیا اور گیارہ روز حج سے پیشتر، بیتالیس روز حج کے بعد شب اسریٰ کے دولہا نبی پیارے ہمارے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہر بار سے دلی پیاس بجھاتے رہے۔

**ادب شیخ کا اعلیٰ نمونہ:۔** حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ ادب

وعقیدت کے اعلیٰ مجسمہ تھے اور مشائخ عظام کا ادب تو آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اسی ادب کی ایک جھلک اس واقعہ میں ملتی ہے کہ

"جب آپ حج مبارک وزیارتِ روضۂ رسول سے واپس وطن پہنچے تو آپ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ نے اس سے پہلے بھی حج کیا ہے غالباً اُس دفعہ آپ کے ساتھ مفتی اعظم ہند سید شہزادۂ اعلیحضرت الشاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب بھی گئے تھے اور زیارت روضہ رسول سے بھی مشرف ہو چکے ہیں"

## شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا ایمان افروز جواب

اس سوال کے جواب میں حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے جو بات ارشاد فرمائی وہ سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

"ارے بندۂ خدا! مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب میرے ساتھ نہیں گئے تھے بلکہ میں مفتی اعظم کے ہمراہ گیا تھا کیونکہ ہمیشہ چھوٹوں کی بڑوں سے نسبت کی جاتی ہے نا کہ بڑوں کی چھوٹوں سے اس لئے وہ میرے ہمراہ نہیں بلکہ میں اُن کے ہمراہ گیا تھا"

## حضور شیخ الحدیث کا تدریسی معمول

حضرت سیدی و مرشدی قبلہ



محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا تدریسی معمول آج کل کے مدرسین کے لئے بلا شبہ قابلِ تقلید ہے۔ حضرت محدث اعظم پاکستان کا ہر وقت سنت کی ادائیگی میں گزرتا تھا اور آپ ہر نماز باعمامہ مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا فرماتے تھے اور طلباء خود آپ کی اتباع کو اپنا فخر سمجھتے اور آپ کی اتباع میں ہر نماز عمامہ کے ساتھ باجماعت ادا کرتے تھے۔

نماز کے بعد مصافحہ و دست بوسی کا شرف حاصل کرنے والوں کا اور سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ میں داخل ہونے والوں کا ہجوم ہوتا آپ بخوبی دست بوسی نہ کراتے اور جب کوئی دست بوسی کرتا تو آپ ہاتھ کھینچ لیتے۔ صبح نمازِ فجر کے بعد اوراد و وظائف و معمولات سے فارغ ہو کر ناشتہ فرماتے اور جامعہ رضویہ کے صحن میں تلاوت قرآن کریم کے بعد

ع صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا

سے آغاز کرتے تو تمام طلباء و مدرسین کی حاضری لگتی۔ دعائے خیر ہوتی۔ طلباء اور اساتذہ اپنی اپنی کلاسز میں پہنچ جاتے اور قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمۃ اپنے دولت کدہ کے اندرونی حصہ سے سیڑھیوں کی مدد سے بالائی دار الحدیث میں رونق افروز ہوتے اور تلاوت کے بعد قصیدہ بُردہ شریف سے تعلیمی سلسلہ کا آغاز ہوتا۔ آپ خود اور تمام طلباء دورۂ حدیث مترنم آواز میں

صلِّ علیٰ بدرِ التمام ۔۔۔۔۔۔۔

مل کر سرور و کیف کے ساتھ پڑھتے اور کبھی کبھی قصیدہ نور پڑھا جاتا۔

پھر آپ نمبروار تمام طلباء کو کُتبِ احادیث سے عبارات پڑھنے کا حکم فرماتے، عربی عبارات کی قرأت و تلفظ کا بہت خیال رکھتے۔ جس حدیث پر کچھ ارشاد فرمانا یا وضاحت کرنا ہوتی تو ہاتھ کے اشارہ سے حکم دیتے۔ کتاب پر گہری نظر رکھتے اور آپ کی سیاہ و سفید روشن و پُرنور ریشِ مبارک کُتبِ احادیث سے مس ہوتی رہتی۔ دورانِ درس کبھی گاؤ تکیہ سے ٹیک نہ لگاتے اور دورانِ درس خواہ کوئی بڑے سے بڑا آجائے۔ سلام کا جواب تو ضرور دیتے مگر نہ گفتگو کرتے اور نہ درس کا سلسلہ منقطع کرتے نہ کسی کی طرف متوجہ ہوتے۔

کُتبِ احادیث پہ کوئی دوسری کتاب نہ رکھتے اور نہ ہی قلم رکھتے تھے۔ بارہ ایک بجے دن تک پڑھاتے اور مسلسل پڑھاتے۔ طلباء کے سوال کا جواب ضرور ارشاد فرماتے۔ ایک ایک حدیث پہ حسبِ ضرورت آئمہ احادیث کے اقوال و حوالہ جات کثرت سے ارشاد فرماتے۔ کتاب کے حاشیہ پہ نوٹ لکھتے جاتے طلبہ کو تاکید ہوتی کہ احادیث کی اپنی کُتب ضرور خریدیں اور کاپیوں پہ نوٹ کراتے جاتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباعِ سُنّت کا ہر آن خیال رکھتے اور جہاں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تبسم فرمانے کا ذکر ہوتا تو خود بھی مسکراتے اور طلباء کو بھی یہی حکم ہوتا کہ تم بھی مسکراؤ۔ بعض مقامات پہ گریہ فرماتے کہ آنسوؤں سے ریشِ مبارک اور رومال تر ہو جاتا۔ طلباء کو بے لوث خدمتِ دین کا درس دیتے اور مجاہدانہ زندگی بسر کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔

مذاہبِ باطلہ میں سے ہر بے دین فرقہ اور جدید فتنوں کا شدید



ردِّ بلیغ فرماتے، اتحادی فتنوں، صلح کلی مولویوں کا ردِّ بلیغ فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا کہ

"جو چوکیدار پہرہ دار چوروں سے مل جائے وہ غدار ہے۔ علمائے اہلسنّت دین کے چوکیدار پہرہ دار ہیں، جو مولوی بے دینوں، بدمذہبوں سے مل جائے وہ بے غیرت اور دین کا غدار ہے اس سے ہر قسم کا مقاطعہ کیا جائے۔ حتّٰی کہ وہ بدمذہبی چھوڑ دے۔"

صبح سے بارہ ایک بجے تک پڑھاتے اور پھر چھٹی ہوتی، آپ اپنے دولت کدہ پر کھانا کھاتے اور طلباء مطبخ کا رُخ کرتے کچھ دیر قیلولہ فرماتے اور پھر نمازِ ظہر با جماعت ادا فرماتے پھر مصافحہ کرنے اور بیعت ہونیوالوں کا ہجوم ہو جاتا اور آپ جلدی دارالحدیث میں رونق افروز ہو جاتے اور اسباق شروع ہو جاتے اور نمازِ عصر تک کے اسباق کا سلسلہ جاری رہتا اور جب کبھی بہت زیادہ ضرورتِ دینی کے تحت جلسہ میں باہر کہیں دوسرے شہروں میں جانا ہوتا تو رات کو واپسی پہ درسِ حدیث ہوتا جو رات کو ایک بجے تک جاری رہتا۔

بعض طلباء سونے لگتے تو فرماتے کیا وقت ہے۔ عرض کیا جاتا ایک بجا ہے تو فرماتے۔ ارے بندۂ خدا! ابھی ایک بجا ہے اور تم لوگ سونے لگے ہو اور عام معمول یہ تھا کہ دن میں درس و تدریس اور رات کو مقامی طور پر شہر کے مختلف محلّوں اور کوچوں و علاقوں میں محفلِ میلاد وعظ و تبلیغ میں شمولیت فرماتے۔ وعظ میں شانِ رسالت، عظمت و شانِ ولایت اور

عقائدِ اہلسنّت کا بیان ہوتا اور بد مذہب بے دین فرقوں کا بھرپور ردّ و ابطال ہوتا اور اصلاحِ اعمال پر توجہ دلائی جاتی۔

مغربیت، فیشن پرستی، فرنگی تہذیب کا ردّ ہوتا۔ خاص طور سے سیّدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حسن رضا خاں صاحب اور صوفی جمیل الرحمٰن کی نعتیں پڑھنے کا حکم فرماتے۔ عصر کے بعد احباب سے ملاقات کے لئے اپنے دار المطالعہ کتب خانہ سے اور شاہی مسجد سے متصل ٹین کے سائبان کے نیچے رونق افروز ہوتے۔ تمام مہمانوں، شہری و مقامی احباب سے ملاقات ہوتی اور ڈاک بھی ملاحظہ فرماتے اور اگر وقت ہوتا تو ڈاک کے جواب بھی لکھواتے تھے۔

لوگ احباب سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ میں بھی داخل ہوتے۔ حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم قدسیہ حضرت مولانا مفتی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد مختار رحمۃ اللہ علیہ، مختلف استفسار و کالات کے اپنے اپنے جوابات پر تصدیق کراتے اور اصلاح لیتے۔ یہ کام بسا اوقات مغرب اور عشاء کے بعد ہی ہوتا۔

اہم و ضروری استفتاء کے جوابات آپ خود لکھواتے۔ ہر قسم کی ڈاک کا جواب ضرور عنایت فرماتے۔ اکثر خطوط کا جواب خود تحریر فرماتے آپ بہت اچھے خوش نویس تھے آخر میں یہ دعا ضرور ہوتی کہ

"مولیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے دین و ایمان روزی و کاروبار میں ترقی عطا فرمائے اور مذہب حق مذہب اہلسنّت مسلک اعلیٰ حضرت پر



پر مضبوطی سے قائم رکھے"

آمین!

والسّلام والدّعا

ابو الفضل محمد سردار احمد غفرلہ

## بد مذہبوں و بے دینوں کا ردّ و ابطال:

جس طرح روزِ ازل سے یہ بات چلی آتی ہے کہ جہاں حق ہوتا ہے وہاں باطل بھی موجود ہوتا ہے۔ جہاں نیکی ہوگی وہاں بدی بھی ہوگی جہاں مذہب ہوگا وہاں بد مذہبی ہوگی۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرمایا جہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دینِ حق کی تبلیغ کی وہاں باطل کا بھی ردّ فرمایا اور غیر مذہب کا قلع قمع کیا۔ اسی طرح امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ کام اولیاء اللہ کے سپرد کر دیا۔ کہ جنہوں نے اپنے کردار و گفتار سے اور اپنے اخلاق سے بے راہ لوگوں کو دین کا پیغام دیا اور ساتھ ہی ساتھ بد مذہب اور بد عقیدہ لوگوں کے ساتھ بھی مقابلہ کیا اور ان کے عقائد فاسدہ کو ختم کر دیا اور یہ پروگرام انبیاء و اولیاء کی میراث ہے۔

اسی پروگرام کی ایک کڑی حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ تھے کہ جنہوں نے ہمیشہ ساری زندگی بے دینوں اور گستاخِ رسول اور بے ادب

مسائل پر گفتگو کروں گا جو ان کی کتابوں میں غلط لکھے ہیں، اور جن غلط عقائد باطلہ کی میں نے جلسوں میں تردید کی ہے ان مسائل پر ضرور بات کروں گا"

وہ لوگ کہنے لگے اچھا حضرت، پھر آپ نہ تشریف لائیں اور اپنا دعوت نامہ واپس لے گئے۔



# حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ کی شخصیت کی خصوصیات

حضور قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ بے شک اولیاء کاملین میں سے تھے اور آپ کی شخصیت میں وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں کہ جو ایک شاہکار قدرت اور آقائے مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام میں ہونی چاہئیں۔ چنانچہ آپ کی شخصیت کی چند چیدہ چیدہ خصوصیات کا بیان کیا جا رہا ہے کہ تمام لکھنے کے لئے دفتر درکار ہوں گے۔

**بلندیِ کردار:-** شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ کے کردار کو بلندی میں وہ علو مرتبت حاصل ہے کہ اس سے زیادہ بلندی کا تصور فی زمانہ کیا نہیں جاتا۔ ان کی اس خصوصیت نے اسلامیانِ ہند و پاکستان کو ان کا گرویدہ بنا دیا ہے۔ جن خوش نصیبوں کو قریب سے ان کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ قبلہ شیخ الحدیث اس زمانہ میں زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ طفل سے آخر دم تک کردار کی بلندی قبلہ حضرت صاحب کی امتیازی خصوصیت رہی ہے اور ان کے پاکیزہ دامنِ کردار پر ان کا مطالعہ کرنے والے کو کوئی دھبہ بھی نظر نہیں آسکے گا کہ آپ کا دامنِ کردار بالکل سفید و بے داغ تھا اور نہایت اُجلا بھی تھا۔

**نصب العین کی پختگی:-** حضور قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ

اپنے نصب العین پر نہایت پختگی کے ساتھ آخر دم تک ڈٹے رہے۔ اس معاملے میں وہ ایک کوہِ وقار تھے۔ حوادثاتِ زمانہ اور نامساعد حالات بھی حضرت صاحب کے پایۂ استقلال میں لغزش نہ لا سکے بلکہ لغزش تو کجا جنبش تک نہ پیدا کر سکے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قیامِ پاکستان کے بعد سے آج تک جس مردِ مجاہد نے زیادہ مؤثر انداز سے میدانِ وغا میں قدم بڑھا کر اہلِ باطل کو للکارا اور جس ادب خوردۂ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمینِ مملکتِ خداداد جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں اپنے عصائے کلیمی کی پیہم ضرباتِ کاری سے اژدہائے طلسمِ تو ہب کی سرکوبی کی۔

جس عاشقِ رسول نے فیصل آباد میں بیٹھ کر اپنی سیفِ لسانی سے قصورِ تو ہب میں ہند و پاک سے لے کر نجد تک زلزلے برپا کر دیئے۔ لاریب وہ مسلمانانِ پاک و ہند کا امام و دینی رہنما شیخ الحدیث علامہ ابوالفضل الحاج محمد سردار احمد صاحب علیہ الرحمتہ تھے اور یہ اسی پیکرِ ایمان کی مجاہدانہ کوشش کا اثر اور اس کے نعرۂ یا رسول اللہ کا غلغلہ تھا کہ جس نے نہ صرف مسلمانانِ پنجاب میں عشقِ رسول کے جذبۂ خوابیدہ کو بیدار کیا بلکہ پاک و ہند کے گوشہ گوشہ میں اہلسنت والجماعت کے اعتقادی و ایمانی شرائینِ محبت و عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دمِ تازہ رواں کر کے فیضِ اسلامی کو پھر سے تپاں کیا اور اہلِ باطل بالخصوص وہابیوں نے دیوبند سے لے کر نجد تک یہ محسوس کیا کہ وہ دو گامِ ہم رنگِ زمین جس کو عرب میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اور ہندوستان میں اس کے چیلوں سید احمد رائے



بریلوی اور اسمعیل قتیل دہلوی نے بڑی مکاری اور عیاری سے بچھایا تھا اور بعد میں دیوبندی الشیخ کے بڑے بڑے جگادری ایکٹروں نے اس کو اور زیادہ زمین دوز کر دیا تھا۔ اس میں اب دیمک لگ چکی ہے اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔ اس کے اب ٹکڑے ہو کر ہی رہیں گے۔

چنانچہ ان کے چھوٹے بڑے دائیں بائیں، شیخ الحدیث کے خلاف صف آرا ہو گئے اور مخالفت برائے مخالفت کا ناپاک و مکروہ ڈرامہ اسٹیج کرنے لگے۔ مگر زمانے نے دیکھا کہ شرار البولہبی کی یہ ستیزہ کاریاں بھی چراغِ مصطفوی کی نور پاشیوں کی کمی کا باعث نہ بن سکیں اور باطل کی پھونکوں سے اس کی لو اور بھڑک اٹھی اور اس کی روشنی مزید تیز تر ہو کر روشنی کرنے لگی اور زمانہ کو اس نے روشن سے روشن تر کر دیا۔

شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ کو اگر مجسمۂ اخلاق کہا جائے تو بجا ہے ان کی تمام تر جدوجہد کا محرکِ اصلی ان کا خلوص تھا۔ جس کی وجہ سے ان کی شخصیت کے معنوی خد و خال نکھرتے چلے گئے اور اسی خلوص کی مقناطیسیت تھی کہ جس نے پاکستان کے گوشہ گوشہ سے متلاشیانِ حق و صداقت کو ان کے گرد لا کر جمع کر دیا۔ قدرت نے ان کی ذات میں وہ وجاہت ودیعت فرمائی تھی کہ جو بہت کم لوگوں نے پائی ہے۔

حالت یہ تھی کہ پہلی نظر میں مخالف پر ان کا رعب اتنا پڑ جاتا تھا کہ وہ ان کے سامنے اپنے آپ کو بہت حقیر و کمتر سمجھنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ اور دوستوں پر ان کی وجاہت کا یہ اثر ہوتا تھا کہ وہ ان کو دیکھ کر اپنے اندر

ایک طاقت و توانائی محسوس کرتے تھے اور ان کو اپنا پشت پناہ تصور کرنے لگ جاتے تھے۔ اور دل میں ان سے مل کر پہلے سے زیادہ محبت ان کے لئے محسوس کرنے لگ جاتے تھے۔

## منکسر المزاجی:

حضور قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ فطرۃً نہایت متواضع اور منکسر المزاج واقع ہوئے تھے۔ حاضر ہونے والوں سے نہایت خندہ پیشانی اور محبت سے پیش آتے تھے اور آنے والے کا حسبِ مراتب لحاظ رکھتے اندازِ گفتگو نہایت متبسم مگر متانت آمیز ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے مخاطب متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ اکثر نیچی نظریں کر کے گفتگو فرماتے جس میں تلطف و عطوفت کا رنگ پھیلا رہتا۔ طنز و مزاح سے اجتناب فرماتے۔ احباب آپس میں مزاح کرتے تو لطف اندوز ہوتے تھے۔

## اصابتِ رائے:

حضور محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نہایت صائب الرائے تھے۔ ہر معاملے میں غور و فکر کے بعد کوئی فیصلہ فرماتے تھے اور جب فیصلہ فرما چکتے تو پھر اس پر ڈٹ جاتے۔

احباب سے مشورہ بھی طلب فرماتے اور مفید مشوروں کو قبول بھی فرما لیتے تھے۔ زمانے کی نظروں نے بارہا ان کی اصابتِ رائے کا حُسن خداداد دیکھا ہے۔ بعض مرتبہ بڑے بڑے راہنما ایک فیصلہ کرنے میں خطا کا شکار ہو گئے۔ مگر شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اپنے فیصلہ پر ثابت قدم رہے



اور بالآخر زمانہ کو بعد از خرابی بسیار، ان کی اصابتِ رائے کا قائل ہونا پڑا۔

## تحریکِ ختمِ نبوّت اور شیخ الحدیث:

تحریکِ ختم نبوت کا زمانہ ہے۔ تحریک اپنے شباب کے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ غازیٔ کشمیر علامہ ابو الحسنات صاحب صدرِ تحریکِ ختمِ نبوت اپنے رفقاءِ کار کے ساتھ کراچی میں گرفتار ہو چکے ہیں، قوم جذبات کے طوفان میں بہتی چلی جا رہی ہے۔ غیر تو غیر اپنوں کا سخت اصرار ہے کہ پلیٹ فارم مشترک ہونا چاہیئے۔

بعض جوشیلے نوجوان بضد ہیں کہ دوسری جماعتوں کے ساتھ مل کر تحریک چلائی جائے۔ مگر شیخ الحدیث اپنے اٹل فیصلہ پر نہایت خود اعتمادی کے ساتھ عمل پیرا ہیں اور فرماتے ہیں کہ

> "ہم غیروں کے ساتھ اشتراکِ عمل کو مناسب خیال نہیں کرتے ہم مطالبات کی پوری حمایت کرتے ہیں مگر گرفتاریاں اپنے پلیٹ فارم سے دیں گے اور دوسرے اپنے پلیٹ فارم سے گرفتاریاں دیں۔ ناموسِ رسالت کی حفاظت کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانا ہمارے واسطے باعثِ فخر و مباہات ہے۔ مگر ہم اہانتِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کرنے والوں سے اشتراکِ عمل کسی طرح بھی پسند نہیں کریں گے۔"

چنانچہ آپ اپنے اس فیصلہ پر آخر دم تک ڈٹے رہے۔ اور

جامعہ رضویہ کے پلیٹ فارم سے ہی گرفتاریاں جاری رہیں، کاش دیگر علماء اہلسنت نے بھی شیخ الحدیث کی طرح غیروں سے اپنے پلیٹ فارم کو پاک رکھا ہوتا تو تحریک اس طرح ناکام نہ ہوتی۔

شیخ الحدیث نے اس نازک موقعہ پر مصلحت بینی سے قطعاً کام نہ لیا اور اپنے مسلک سے سر مو انحراف نہیں کیا۔

بالآخر ان کی اصابتِ رائے کو اُن لوگوں نے مانا جو اس وقت اس رائے سے سخت اختلاف رکھتے تھے وہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ

"شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ حق فرماتے تھے اور حق پر تھے"۔

## رویتِ ہلال اور حضرت کی صائب رائے:

اسی طرح رویتِ ہلال کے بارے میں کئی مرتبہ فیصل آباد میں اختلاف ہوا مگر شیخ الحدیث کی رائے صائب مان لی گئی۔ اور مخالفین کو بھی ان کی اصابتِ رائے کا قائل ہونا پڑا۔ حتیٰ کہ بعض مرتبہ حکومتِ وقت اور دوسرے مکاتبِ فکر کے نمائندے ابن الوقتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوری طرح شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی مخالفت پر صف آرا ہو گئے مگر شیخ الحدیث اپنے فیصلہ پر ثابت قدم رہے اور زمانہ کی نگاہوں نے دیکھا کہ "حق ان کے ساتھ اور وہ حق کے ساتھ ہیں"۔ کیونکہ

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی



## حق گوئی:

شیخ الحدیث علامہ مولانا ابوالفضل محمد سردار رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر حق گوئی کو اپنا شعار بنائے رکھا اور نازک سے نازک موقعہ پر بھی مصلحت بینی یا زمانہ سازی کے بدنما داغ سے اپنا پاکیزہ دامن بچائے رکھا۔ اور ہمیشہ بلاخوف وخطر لومۃ لائم اعلاء کلمۂ حق فرماتے رہے۔

حالانکہ اس حق گوئی کی وجہ سے آپ کو بڑی صعوبتوں اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بارہا جان کا خطرہ پیدا ہوا۔ اور بارہا مالی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ بعض جلسوں میں مخالفین نے حملہ آور ہو کر آپ کو قتل کرنا چاہا۔ مگر ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ تقسیمِ ملک کے بعد جب پاکستان میں تشریف لائے تو مخالفین نے سوچی سمجھی سکیم کے تحت آپ کے گھر میں چوری کروا دی اور تمام جمع پونجی چوروں کی نذر ہو گئی۔ اور آپ نے نہایت بے سروسامانی اور تنگی کے عالم میں وقت گزارا مگر کسی سے مدد نہیں مانگی اور ہمیشہ صابر و شاکر ہو کر اس مصیبت سے نجات پائی۔

بڑے بڑے آڑے مواقع پر بھی توکل کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آپ کی حق گوئی کی شکایت ہر باطل فرقہ کو ہے۔ آپ اپنی تقریر اور تحریر میں حق گوئی و بے باکی سے کام لیا کرتے تھے۔

آپ نے چالیس سال تک پاک و ہند میں اعلاء کلمۃ اللہ کیا اور مذہبی بد اعتقادی کے خلاف سینہ سپر رہے اور اہلِ باطل کا ڈٹ کر

مقابلہ کرتے رہے۔ باطل پرستوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، مودودیوں
قادیانیوں، رافضیوں، چکڑالویوں، نیچریوں وغیرہم نے بداعتقادی کی
جو مسموم فضا پیدا کر کے عظمت و حرمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں
کے دلوں سے محو کرنے کی منظم و مشترکہ تحریک چلائی تو حضور شیخ الحدیث
ان کے خلاف صف آرا ہو گئے اور ہر محاذ پر اُن کی للکارا۔

بریلی شریف ہو یا فیصل آباد، یو۔پی ہو یا پنجاب، ہندوستان ہو یا
پاکستان ہر چھوٹی بڑی بستی میں بلا واسطہ یا بالواسطہ بدمذہبوں کو
للکارتے رہے اور قریہ بہ قریہ شہر بہ شہر باطل کی راہ میں رکاوٹ بن کر
کھڑے ہو گئے اور مسلمانوں کو ان کے باطل دجل و فریب سے آگاہ
کرتے رہے اور ان کی بداعتقادیوں کے مکروہ چہروں سے نقابیں
کھینچ کھینچ کر مسلمانوں کو ان سے خبردار کرتے رہے۔

بدمذہبوں کی گندی اور کفریہ عبارتوں کا پوسٹ مارٹم کرتے رہے۔
اور ان الفاظ کی سمت سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے رہے اور بذریعہ تحریر
و تقریر مناظرے کر کر کے بدمذہبوں کے چوٹی کے مناظر و متکلموں کو
عبرت ناک شکستیں دے کر ان کا ناطقہ بند کرتے رہے اور عظمت
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نعرہ اس قوت و جرأت کے ساتھ بلند
کرتے رہے کہ ملک کے گوشے گوشے سے اس کی گونج سنائی
دے رہی ہے۔

اور وہ فیصل آباد کہ جہاں محافل میلاد پاک اور جلسہ ہائے صلوٰۃ و



سلام مع القیام اور نعرہ ہائے رسالت بدمذہبوں کی سعی نامسعود سے
متروک ہو چکے تھے وہاں آج صلوٰۃ و سلام اور نعرہ ہائے رسالت کی
ایمان افروز صدائیں آپ ہی کی وجہ سے بلند ہوئیں یہ صرف وہ ناقابلِ تردید
حقیقت ہے کہ جس کا اعتراف شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے بدترین مخالفوں
کو بھی ہے۔

اس دورِ الحاد و زندقہ میں کہ جہاں اہل باطل اہانت رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) بذریعہ تحریر و تقریر کر رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ

"محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے جیسے ناکارہ بشر ہیں"۔
(نعوذ باللہ)

کوئی کہتا تھا کہ
"اُن کا مرتبہ بڑے بھائی سا ہے بلکہ اس سے بھی کم ہونا چاہیئے"۔
(نعوذ باللہ)

کوئی کہتا تھا کہ
"وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں"۔ (نعوذ باللہ)

کوئی کہتا تھا کہ
"اُن کا خیال اگر نماز میں آجائے تو وہ گدھے یا بیل کے خیال سے
بدتر ہے"۔ (نعوذ باللہ)

کوئی کہتا تھا کہ
"آپ کا علم مجانین و بہائم سے بھی کم ہے"۔ (نعوذ باللہ)

کوئی کہتا تھا کہ

"شیطان و ملک الموت کو ان سے زیادہ علم ہے" (نعوذ باللہ)

کوئی کہتا تھا کہ

"یہ محفل میلاد کنہیا کے جنم کے سوانگ کی مانند ہے" (نعوذ باللہ)

کوئی کہتا تھا کہ

"اگر خدا چاہے تو محمدؐ جیسے کروڑوں پیدا کر دے" (نعوذ باللہ)

غرضیکہ بدمذہبوں نے بداعتقادی کا اودھم مچا رکھا تھا۔ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہر اہلِ باطل کو للکارا، اسٹیجوں پہ للکارا، اخبارات میں للکارا، ہر جگہ للکارا، گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ للکارا اور ان کے عقائدِ باطل کو بیان کر کر کے مسلمانوں کو ان کے شر سے بچانے کی جس قدر کوشش فرمائی وہ قابلِ داد ہے اور اس سعی سعید کے طفیل تمام مسلمانانِ پاک و ہند آپ کے ممنون و مشکور ہیں۔

بلا مبالغہ ہزاروں بدعقیدہ مسلمانوں کی آپ نے اصلاح فرمائی اور آپ نے ان کو صحیح العقیدہ سُنّی بنا دیا اور سینکڑوں کو مسلمان کیا۔ یہ بھی حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی امتیازی خصوصیات ہے کہ آپ کے حلقۂ اثر کے لوگ بھی آپ کی نسبت سے متصلب اور حق گو اور بے باک ہیں۔

؏ قبول حق ہیں فقط مردِ حق کی تکبیریں!



## حلمِ طبع

**حلمِ طبع:** اگر میں یہ دعویٰ کروں کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے زیادہ میں نے حلیم الطبع شخص نہیں دیکھا تو بے جا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی فیاض قدرت نے یہ جنسِ گرانی یعنی حلم خوب عطا فرمائی تھی اور آپ سے قریبی تعلق رکھنے والے احباب میری تائید فرمائیں گے۔

یہ واقعہ ہے کہ کبھی غصّہ کی حالت میں آپ کو بے قابو نہیں دیکھا گیا۔ خلافِ مزاج بھی اگر کوئی بات ہو گئی تو اظہارِ ناراضگی نہیں فرماتے تھے احباب کی زیادتیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے اور کبھی تلخ جواب نہ دیتے۔ اگر اختلاف بھی فرماتے تو اظہارِ اختلاف میں نہائیت نرم و لطیف انداز استعمال فرماتے۔

اکثر باتوں میں نعم اور طیّب آپ کا تکیہ کلام تھا۔ لیکن یہ تمام نرمی و تحمّل احباب کے لئے تھا۔ اور وہ بھی ذاتی معاملات و گفتگو میں تھا۔ اگر کوئی دینی معاملہ ہوتا تو پھر آپ متشدّد و متصلب اور نہائیت راسخ پائے گئے۔ کیونکہ دین کے معاملے میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

بے دینیوں اور بدمذہبوں کے ساتھ نہائیت سخت تھے اور جہاں ناموسِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سوال ہوتا تو بدمذہبوں خصوصاً وہابیوں کے مقابلے میں تیغ براں تھے۔ برقِ خاطف ضیغمِ اسلام تھے ملک کے نامور علماء کو قبلہ محدّثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی ان خصوصیات کا ہمیشہ اعتراف رہا آپ امراء کی صحبت سے ہمیشہ مجتنب اور غرباء سے شیر و شکر رہے۔ طلباء پہ والدین سے زیادہ شفیق و مہربان تھے۔

# حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ بحیثیت مقرر

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص کرم و فضل سے قبلہ محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی زبان میں ایسی مٹھاس رکھی تھی کہ کوئی کتنا ہی سخت اور پتھر دل کیوں نہ ہو وہ آپ کی گفتگو سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ہر طرف آپ کی زبان کی چاشنی محسوس ہوتی تھی اور ہر دل پر اس کا اثر ضرور ہوتا تھا۔

آپ کے اندازِ تقریر میں

رعد کی گونج ـــــ بادل کی گرج ـــــ بجلی کی کڑک
نسیم کی خنکی ـــــ شبنم کا رس ـــــ کلی کا رنگ
غنچوں کی مسکراہٹ، بلبل کا ترنم ـــــ نرگس کی نظر
گلاب کا اثر ـــــ شمع کا سوز ـــــ پروانے کا جذبہ
عاشق کی آہ ـــــ آفتاب کی چمک ـــــ ماہتاب کی دمک
آبشار کی روانی ـــــ سمندر کی گہرائی ـــــ لہروں کا مدوجزر

ان سب خوبیوں کا نہایت حسین امتزاج تھا کہ جو سب مشائقین کو اپنی طرف اس زور سے کھینچتا ہے کہ وہ دوسری طرف اپنی طرف توجہ کو منعطف و مبذول کر ہی نہیں سکتے۔ محاکمات کا عالم پیش کر کے سامعین کے اذہان کو مسخر کر لیتے تھے۔



آپ نے کبھی قرآن و حدیث کے ترجمے میں اثنائے تقریر شعر نہ پڑھا اور روانی و تسلسل کا یہ عالم کہ الفاظ کی صفیں گویا سامنے حاضر ہیں۔ دلائل و براہین کی بارش ہو رہی ہے۔ آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ اور آئمہ دین کے اقوال کے حوالہ جات اسی قدر روانی اور بے تکلفی سے پیش کرتے کہ گویا یہ مضامین آپ کو ازبر ہیں۔ زبان میں تیزی اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ تیز طرار کا بھی ہوتی۔ آواز میں گونج اور کڑک ہوتی۔

مضامین کی آمد آمد ہے اور گویا حضور شیخ الحدیث وجد کے عالم میں ہیں اور سامعین پر بھی وجد کی کیفیت طاری ہے۔ شانِ پاک جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں وہ سماں بندھتا کہ سامعین اپنے ماحول و اطراف کو فراموش کر کے گویا خود کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں پاتے اور قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کہ عشقِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سمندر میں اپنے ساتھ ساتھ سامعین کو بھی بہائے لئے جا رہے ہیں۔

نکتہ بینیاں فرماتے جاتے۔ بات سے بات پیدا کر کے رموز و دقائق کو نہایت آسانی اور روانی سے بیان فرماتے اور اپنے دعوے کو دلیل سے اس قدر تقویت پہنچاتے کہ مخالف بھی زیرِ اثر ہونے پر مجبور ہو جاتا اور یہی معراجِ خطابت ہے۔

# حضور قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ بحیثیت عالم

علمی دُنیا میں شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا مقام کسی توصیف و تعارف کا محتاج نہیں، حضرت صاحب نے تقریباً چالیس سال تک اِس میدان میں رہ کر وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ مبتدی و منتہی، اپنے اور بیگانے دوست اور دُشمن بھی آپ کے تبحرِ علمی کے مداح ہیں۔

آپ نے اپنی یک رنگی عملی زندگی اپنی فکری و اعتقادی سے وابستہ و مربوط کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اگر انسان کے اعتقاد و عمل میں یگانگت ہو تو اس کے نتائج نہایت حسین و امید افزا برآمد ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنے حُسنِ اخلاق و خوبیِ کردار کے واقعاتی استحکام۔ اخلاقی کمال اور کلیتہً و جامعیت کو نہایت مؤثر انداز میں پیش کر کے اسلامیانِ پاکستان کو رُوحانیت کا وہ سبق دیا کہ اِس کی وجہ سے مذہب مہذب اہلسنت والجماعت کا چودہ سو سال پرانا سفینۂ علم و عرفان جو کہ مادیت کے متلاطم سمندر میں غرق ہو رہا تھا اسے بال بال بچالیا۔

آپ نے ساری زندگی عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ادبِ رسُول کا ہی درس دیا کہ یہی وہ لطیف مگر قوی تر رشتۂ ایمان ہے کہ جس سے کامیابی کی کنجی اور دُنیاوی و اُخروی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ نے اپنے علم کے زور سے کرّۂ ارض پر بکھرے ہوئے منتشر



مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر مجتمع کر دیا کہ وہ سوادِ اعظم اہلسنت والجماعت کہ جو کچھ عرصہ پہلے شیرازہ بندی کا شکار تھی۔ اب ایک مضبوط و مستحکم جماعت بن چکی ہے کہ جس کی بنیادیں حضور قبلہ شیخ الحدیث نے اپنے علمی فیضان سے مضبوط کیں۔

# قبلہ محدّث اعظم پاکستان بحیثیت مناظر اسلام

قبلہ شیخ الحدیث حضرت علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فارغ التحصیل ہوئے ابھی ایک ہی سال ہوا تھا۔ اور مدرسہ منظر اسلام میں مدرس تھے کہ علمائے دیوبند کے امام المناظرین مولوی منظور سنبھلی سے ۱۳۵۴ھ میں ایک فیصلہ کُن تاریخی مناظرہ ہوا۔

منظور سنبھلی کی بد زبانی کا یہ عالم تھا کہ جگہ جگہ حضرت حجۃ الاسلام علامہ مولانا حامد رضا خاں صاحب۔ حضرت صدر الافاضل مُراد آبادی، حضرت صدر الشریعت اور حضرت مفتی اعظم جیسے اکابر اہلسنت کو چیلنج دے رہا تھا اور وہ اِس بدزبان کے مُنہ میں نہ آنا چاہتے تھے۔

ہوا یُوں کہ کسی نے حفظ الایمان کی کفریہ عبادت کے بارے میں قبلہ محدّث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے شرعی حکم دریافت کیا تو آپ نے دلائل کی روشنی میں اس کا کفر واضح فرما دیا۔ مولوی منظور کو اِس شرعی حکم سے خاص صدمہ ہوا تو بریلی میں مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔

حضرت قبلہ محدّث اعظم علیہ الرحمۃ نے اِس چیلنج کو قبول

فرمایا۔ اور اکبری جامع مسجد بریلی شریف میں ۲۰ تا ۲۳ محرم الحرام متواتر چار روز تک مناظرہ ہوا۔

منظور تینوں روز تک تو تھانوی کی گستاخی بارگاہِ رسالت میں بے غبار ثابت کرنے کی کوششیں کرتا رہا۔ آخر جب ناکام رہا تو فاتحہ اور ایصالِ ثواب کو موضوع بنا کر بکنے لگا کہ

"منظور تو کم بخت ہے اسے فاتحہ کے کھانے کہاں نصیب، وہ تو بھوکا مرتا ہے اور اس کے آقا رسول اللہ بھی بھوکے مرا کرتے تھے۔ (العیاذ باللہ) ان کفریہ اور گستاخانہ کلمات سے مجمع میں اشتعال پیدا ہو گیا۔ اور صدرِ مجلس مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے اسے زبان بندی کے لئے کہا اور توبہ کا مطالبہ کیا خود اس کے دوستوں نے بھی اسے برا جانا اور توبہ کا مطالبہ کیا تو باوجود اصرار کے اس نے توبہ نہ کی بلکہ اپنا جبہ و قبا چھوڑ کر میدان مناظرہ سے فرار ہو گیا۔ فضا نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت اور مناظرِ اہلسنت کے نعروں سے گونج اٹھی۔ بریلی کے سینکڑوں افراد بد مذہبیت سے توبہ کر گئے حضرت صدر الشریعت کو بیحد خوشی ہوئی۔ آپ کی دستار بندی فرمائی۔ اور تاج الفتح پیش کیا۔ حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت بدایوں میں رونق افروز تھے۔ انہوں نے فتح اہلسنت کا مژدہ جانفزا



سن کر بے حد خوشی کا اظہار فرمایا اور مکتوب مبارکبادی بنام حضرت قبلہ محدثِ اعظم پاکستان ارسال فرمایا۔ جس میں حسبِ ذیل مرقوم تھا؛"

۷۸۶

مولانا المکرم عزیزم محترم مولوی سردار احمد صاحب سلّمہٗ و دیگر خدام الرضا۔

بعد سلام مسنون وادعیہ خلوص مشحون فقیر اس فتح نمایاں کی مبارک باد دیتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیشہ اعداء دین پر آپ کو مظفر و منصور رکھے۔ آپ کا بول بالا اور اہلِ باطل کا منہ کالا کرے۔ بریلی میں اس فتحِ مبین کا سہرا آپ کے سر رہا۔

والسلام

فقیر محمد حامد رضا غفرلہٗ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

مولانا مفتی اعجاز ولی خان صاحب الرضوی فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ الاسلام نے یہ عظیم خوشخبری سنکر فوراً فرمایا؛

قَدْ نَدَّ منظور۔ تحقیق بھاگا منظور۔

دُمِّیَ دَنُّ منظور۔ منظور کا بھانڈا پھوٹ گیا۔

عدد نکالنے پر معلوم ہوا کہ یہی منظور کی فرار کی تاریخ ہے یعنی ۱۳۵۴ھ حضور مفتی اعظم قبلہ مدظلہ العالی بغرضِ علاج علی گڑھ میں رونق افروز تھے اہلسنت کی فتح مبین کی خبر سن کر یکے بعد دیگرے مبارکبادی کے

دو تار ارسال فرمائے اور واپسی پر جلسہ مبارکبادی منعقد کرایا اور قبلہ شیخ الحدیث کو دستارِ فضیلت پہنائی اور شربت اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔ مولانا مفتی محمد میاں صاحب مارہروی، حضرت مولانا شاہ حکیم آل مصطفےٰ صاحب مارہروی، صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی، حضرت مولانا ابوالمحامد سید محمد صاحب کچھوچھوی، حضرت علامہ محمد حشمت علی خان صاحب رضوی، مفتی محمد عمر صاحب نعیمی، علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہوری، مفتی رفاقت حسین صاحب، علامہ غلام جیلانی صاحب میرٹھی، حافظ عبدالعزیز صاحب مبارکپوری، حافظ محبوب علی صاحب رضوی، مولانا مولوی غلام رسول صاحب رضوی بہاولپوری وغیرہ نے مکتوبات مبارکبادی ارسال فرمائے اور سارے ہندوستان میں فرحت و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

## احمد آباد شریف میں مناظرہ

احمد آباد میں بدعقیدہ لوگوں نے اودھم مچا رکھا تھا اور سادہ لوح سنیوں کو خواہ مخواہ مرعوب کیا جا رہا تھا۔ حضرت محدثِ اعظم پاکستان ۱۳۶۶ھ میں وہاں رونق افروز ہوئے۔ مخالفین کا مایہ ناز مولوی سلطان حسن سنبھلی مناظرہ کے لئے نکلا۔ اپنے رٹے ہوئے چوٹی کے اعتراضات کئے لیکن حضرت صاحب نے اس کی جہالت کا پردہ قرآن و احادیث کی روشنی میں چاک کیا اور اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیئے مناظرِ مخالف آپ کی علمی تحقیق کے سامنے عاجز رہا اور لوگوں پر دیوبندیت



کی اصلیت واضح ہوگئی۔

## بھکی ضلع گجرات میں مناظرہ

قیامِ پاکستان سے قبل دارالعلوم محمدیہ رضویہ بھکی کے سالانہ اجلاس میں حضرت محدثِ پاکستان کی تقریر تھی۔ وہاں کے ایک مولوی سلطان محمود کو اپنی استعداد اور فنِ درس و تدریس پر بہت ناز تھا اور کہتا تھا کہ میں چھبیس سال دہلی میں حدیث پڑھا چکا ہوں۔ وہ کتابیں لے کر جلسہ گاہ میں پہنچ گیا اور مناظرہ کا چیلنج دیا۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیث نے چیلنج منظور فرمالیا۔ مسئلہ "یارسول اللہ" حاضر و ناظر اور اختیاراتِ رسالت مآب پر مناظرہ شروع ہوا۔ لیکن آپ کی محققانہ و فاضلانہ اور مدلل گفتگو اور اعتراضات کے مدلل جوابات سے عاجز آکر فرار ہوگیا۔ جب مخالف نے کہا کہ حضور کو ذرہ بھی اختیار نہیں اور اپنی جان بچانے کے لئے بھی نفع و نقصان کے مالک نہیں تو اس موقع پر موجودہ سکھوں نے اس وہابیہ کے مایہ ناز مدرس و محدث سے کہا کہ اگر واقعی تمہارا نبی ایسا ہی ہے تو پھر ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ کیونکہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔ لوگوں پر اہلسنت کی حقانیت کا اظہار ہوگیا اور مفتی عبدالباری صاحب فرنگی محل نے اپنا توبہ نامہ شائع کیا۔ اور مصالحت کی۔

حضرت حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم بہت خوش ہوئے اور مفتی صاحب کو فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد پیش کی۔

## حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا علمی فیضان

جب شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے فیصل آباد میں اپنا قیام فرمایا تو یہاں کی عوام کو علم جیسی دولت بے بدل سے محروم پایا اور ہر طرف جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے دیکھے تو آپ کو بہت دلی دکھ ہوا۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اس علمی کمی کو محسوس کرتے ہوئے اہلیان حق اور سوادِ اعظم اہلسنت والجماعت کو مضبوط تر کرنے کے لئے اور اپنے تبلیغی مقصد کو پورا کرنے کی غرض سے ہی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد جیسی عظیم الشان بنیاد رکھی کہ جس کے اساسی محل یعنی تعلیم و تربیت کا واحد نصب العین اور معنی کر دیا بالفاظ دیگر اندرونی عقیدہ جس کی روحِ رواں اخلاقی ہمہ گیری باطنی للہیت اور خوبی جامعیت ہو۔ محبتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا۔

اور اس دورِ الحاد و زندقہ میں بیٹھ کر فیصل آباد میں تدریس و افتاء کا جو بے مثل کارنامہ انجام دیا وہ بے شک آپ کے شایانِ شان ہے اور یہ آپ کے ہی لئے بدرجہ اتم فضیلت کا مقام تھا۔

آپ کی شانِ تدریسی کا یہ عالم تھا کہ پیچیدہ مسائل کو بڑی سادگی بے تکلفی اور نہایت دلنشین پیرایہ میں بیان فرماتے تھے کہ طالب علم کی تسکین ہو جاتی۔

نفسِ مسئلہ ذہن نشین ہو جاتا اور آپ کی تقریر سننے کے بعد سوچے سمجھے اعتراضات خود بخود دفع ہو جاتے۔ یہی وجہ تھی کہ پاکستان



کے دور دراز علاقوں سے بھی شائقینِ علم و فن کھچے چلے آتے تھے۔

## حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا سلسلۂ بیعت

حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ ایام طفولیت میں ہی شرفِ بیعت حضرت سیدنا شاہ محمد سراج الحق قادری چشتی صابری سجادہ نشین حضرت بوعلی قلندر پانی پتی و خلیفہ مجاز حضرت صوفی محمد حسین مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے حاصل کر چکے تھے۔

اور سلسلہ قادریہ میں سیدنا امام حجۃ الاسلام شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب اور حضور سیدنا مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں صاحب اور صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور سیدنا شیخ المشائخ شاہ علی حسین اشرفی علیہ الرحمۃ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔

قادریت و رضویت کا رنگ غالب تھا۔ آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ اور سینکڑوں خوش قسمت اجازت و خلافت سے مشرف ہیں، آپ اپنے مریدین کو احباب اور شاگردوں کو فاضل جامعہ رضویہ فرمایا کرتے تھے۔

# حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے چند خلفاء کے اسماء گرامی

۱- حضرت مولانا علامہ ابو داؤد محمد صادق صاحب نگران اعلیٰ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

۲- مولانا علامہ محمد عنایت صاحب سانگلہ ہل (مرحوم)

۳- علامہ شیر اہلسنت عبدالقادر صاحب احمد آبادی لائلپور (مرحوم)

۴- مولانا حافظ محمد احسان الحق صاحب مدرس دارالعلوم فیصل آباد۔

۵- مولانا حافظ منظور حسین صاحب خطیب مسجد راجہ چوک فیصل آباد۔

۶- مولانا ابوسعید محمد امین صاحب مفتی جامعہ رضویہ و بانی امینیہ رضویہ فیصل آباد۔

۷- مولانا علامہ غلام رسول رضوی صاحب صدر المدرسین جامعہ رضویہ انوار القرآن ملتان۔

۸- مولانا ابو السلیم محمد اسلم صاحب علوی قادری رضوی (مرحوم) خطیب مسجد نوری حنفیہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد۔

۹- مولانا معین الدین صاحب رضوی بانی جامعہ قادریہ فیصل آباد (مرحوم)

۱۰- حافظ و قاری علامہ مولانا عبدالرشید جھنگوی خطیب سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد۔

۱۱- حافظ فضل احمد صاحب خطیب جامع مسجد امام صاحب سیالکوٹ۔

۱۲- مولانا اکبر جان صاحب۔

۱۳- مولانا زبیر شاہ صاحب۔

۱۴- مولانا عبداللہ شاہ صاحب ملتان،



۱۵- مولانا محمد شریف صاحب شیخ الحدیث ملتان۔

۱۶- یعقوب شاہ صاحب منڈی پھلروال۔

۱۷- سید جلال شاہ صاحب بھکھی۔

ان کے علاوہ آپ کے اور بھی بہت سے خلفاء کرام ہیں جن کا ذکر آپ کی مکمل سیرت "تذکرہ محدث اعظم پاکستان" دو جلد مصنف جلال الدین امجدی قادری ناشر مکتبہ قادریہ رضویہ میں آئے گا۔

# کرامات محدث اعظم

حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ عالم شریعت اور پیر طریقت تھے۔ شریعت کی اتباع ہی سے درجہ ولایت میں اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ ایسے عالم تھے کہ جو زیور عمل سے بھی آراستہ ہوتا ہے۔ آپ عالم باعمل بھی تھے اور ولی کامل بھی تھے۔

جیسا کہ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "کشف المحجوب" میں یہ لکھا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک ولی نہیں بن سکتا کہ جب تک وہ شریعت مطہرہ پر عمل نہ کرے۔ اسی لئے

اگر کوئی ہوا میں بھی اڑ کر دکھائے
اگر کوئی پانی پہ بھی چل کر دکھائے

مگر وہ شریعت کا پابند نہ ہو تو وہ ولی نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی اس

وقت تک کامل نہیں ہو سکتا کہ جب تک اُس کے دل میں حضور نبیٔ کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا عشق راسخ نہ ہو جائے اور وہ ہر چیز سے زیادہ حضور سے محبّت نہ کرے تو۔

میرے دوستو اور بزرگو!

حضور داتا گنج بخش علیہ الرّحمۃ کے اِس اصول کے تحت اگر دیکھا جائے تو حضرت قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرّحمۃ صرف پابندِ شریعت ہونے کے ناطے ولی ہی نہ تھے۔ بلکہ وہ عشقِ مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دولتِ لازوال سے مالامال ہونے کی نسبت سے ایک ولیٔ کامل بھی تھے۔

اور اسی عشقِ مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ساری زندگی درس دیتے تھے کہ جس کے دل میں عشقِ رسول اور ادبِ رسول نہیں وہ مسلمان تو کیا انسان کہلانے کے بھی لائق نہیں۔

چنانچہ قبلہ محدّثِ اعظم پاکستان علیہ الرّحمۃ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ نے ساری زندگی کوئی کام کبھی خلافِ مستحبات بھی نہیں کیا۔ ساری زندگی فرائض و واجبات، سنن و نوافل کی ادائیگی کرتے تھے اور کبھی مستحبات کے مخالف بھی نہ چلے۔

حضور شیخ الحدیث قبلہ سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات اندازہ و شمار سے باہر ہیں مگر یہاں اختصار کے پیشِ نظر چند ایک واقعات پیش کئے جاتے ہیں کہ جو حضرت قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرّحمۃ کے ولیٔ کامل اور عاشقِ رسول ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں اور جن سے



آپ کی محبّتِ رسول کی جھلک نظر آتی ہے۔

## مجاہد کے نعرے کا فرشتوں نے ساتھ دیا۔

چنانچہ ایک مرتبہ قیامِ پاکستان سے قبل جب مسلم ہندو فسادات میں ہندوؤں نے منظم طریقہ سے جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام مسجد بی بی جی کے طلباء پر حملہ کر دیا اور پوری مسجد کو گھیرے میں لے کر فساد شروع کر دیا۔ تمام طلباء تو اپنی جان بچانے کی خاطر ڈر کے مارے کمروں میں چھپ گئے۔ مگر شمعِ مصطفٰے کے پروانے نے بلند آواز سے بارعب انداز میں "اللہ ہو" کا نعرہ لگایا تو تمام ہندو بھاگ کھڑے ہوئے۔ اِن حملہ آوروں میں سے کسی ایک نے بعد میں بتایا کہ

"ہمیں ایسا معلوم ہوا کہ ہمارے مقابلے میں ہزاروں کا لشکر تلواریں لئے اور نعرے لگاتے ہوئے آ رہا ہے اس لئے ہم اپنی جان بچاتے ہوئے بھاگ نکلے"

کیونکہ وہ مجاہدِ دین و ملّت، شمعِ رسول کے پروانے حضور شیخ الحدیث تھے اور آپ کے نعرہ کے جواب میں فرشتوں نے لبیک کہتے ہوئے ساتھ دیا اور دشمنوں کے چھکّے چھوٹ گئے۔

## نورانی شکل والے بزرگ کا پہرہ دینا۔

چنانچہ انہی فسادات کے دوران جب شورش زیادہ ہوئی اور

قتل وغارت کا اندیشہ بڑھا تو اُس وقت کی حکومت نے مسجد بی بی جی کی حفاظت کے لئے پہرہ لگا دیا اور روزانہ دو پہرے دار جامعہ رضویہ و مسجد بی بی جی کی حفاظت پر مامور کر دیئے۔

ان پہرے داروں میں مسلم ہندو سپاہی شامل ہوتے تھے اور ہر رات دو سپاہی پہرہ دیتے تھے!

ایک رات ایک ہندو سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ

"رات بھر پہرہ دینے کی وجہ سے بوقت سحر مجھے اونگھ آگئی تو میں نے دیکھا کہ ایک نورانی شکل کے بزرگ عمدہ پوشاک پہنے اور سفید عمامہ باندھے گھوڑے پر سوار مسجد کے ارد گرد چکر لگا رہے ہیں اور میں نے تین چار دفعہ ان بزرگوں کو دیکھا"

اس خواب کا ذکر اُس نے اپنے ساتھیوں سے کیا اور اگلے روز اُس پہرے دار سپاہی نے قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی زیارت کی تو بے ساختہ پکار اُٹھا کہ

"یہ تو وہی نورانی شکل والے بزرگ ہیں کہ جو رات کو گھوڑے پر سوار مسجد کے ارد گرد پہرہ دے رہے تھے"

**حضور نبی کریم کی خصوصی نظر رحمت:** چنانچہ ایک مرتبہ قبلہ



شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اپنے پیر و مرشد اور خلیفۂ اصغر اعلیٰ حضرت و شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتئ اعظم ہند الشاہ مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ کی معیت میں مدینہ منورہ کی حاضری کے لئے سعودیہ کا سفر کیا اور مدینے شریف پہنچ کر اپنے کریم و رحیم آقا کے روضۂ مبارک کی زیارت کی اور خوب خوب نظارے کئے۔

مدینہ شریف کے قیام کے دوران ایک روز قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے مفتئ اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مبارک شعر پیش کیا کہ

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اُٹھتے ہونگے
اب تو غنی کے در پہ بستر جما دیئے ہیں!

تو مفتئ اعظم علیہ الرحمۃ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ مولانا پھر تو آپ بھی سرکار کے روضۂ مبارک پر بستر بچھا دیں۔

چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق قبلہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے باب جبرئیل کے نزدیک بستر لگا دیا۔ اور وہیں قیام فرمایا (اُس دروازے کی یہ شان ہے کہ وہاں پر جبرئیل امین وحی لے کر آیا کرتے تھے)..... اس نیت سے کہ میں اب یہیں پہ رہوں گا۔ اور جب تک یہاں رہوں کہیں نہ جاؤں گا۔

**غیب سے آپ کیلئے پانی بھیجا گیا:** چنانچہ گرمیوں کا موسم تھا اور

گرمی شدّت سے پڑ رہی تھی اور رات کا وقت ہوا تو قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے سخت پیاس محسوس ہوئی مگر میرا دل نہ چاہا کہ یہاں سے اُٹھ کر جاؤں کیونکہ نیّت یہی تھی کہ یہاں سے نہ جاؤں گا۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میں اسی سوچ میں گم تھا کہ سامنے سے ایک نورانی شکل و صورت والے بزرگ رونما ہوئے اور ان کے ہاتھ میں ایک مشکیزہ تھا اور دوسرے ہاتھ میں مٹی کا پیالہ تھا اور مجھے فرمانے لگے کہ

"اے سردار احمد! تو میرے نبی کے در پر بیٹھا پیاس میں مبتلا ہے لے میں تجھے پانی پلا دیتا ہوں لو پانی پیئو"!

حضور قبلہ محدّث اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کے ہاتھ سے پانی کا بھرا پیالہ لیا تو جب میں نے پانی پیا تو اتنا میٹھا اور لذیذ پانی کہ میں نے کبھی نہ پیا تھا اور ٹھنڈا بھی بہت تھا۔ چنانچہ میں وہ ایک ہی پیالہ پی کر سیر ہو گیا اور وہ بزرگ مجھے پانی پلانے کے بعد اچانک غائب ہو گئے اور پھر کبھی مجھے نظر نہ آئے۔

## بیٹا فوت ہونیکی خبر ملنا:

چنانچہ آپ کی سوانح میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ جس دور میں آپ بریلی شریف میں واقع جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز تھے اور بطور شیخ الحدیث بھی ڈیوٹی ادا فرما رہے تھے کہ



اچانک ایک دن آپ نے رختِ سفر باندھ لیا۔ طلباء و احباب نے عرض کی کہ

حضور! کدھر جانے کا ارادہ ہے۔

تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا بچہ فضل رحیم فوت ہو گیا ہے۔ اس لئے اپنے گھر موضع دیال گڑھ جا رہا ہوں۔ طلباء و احباب حیران ہوئے کہ آپ کو بغیر خط یا پیغام ملنے کے کیسے علم ہوا کہ بچہ فوت ہو چکا ہے۔ حالانکہ نہ کوئی پیغام ملا نہ کوئی خط موصول ہوا ہے۔

ادھر اہلِ خانہ نے سوچا کہ بریلی شریف سے آپ اتنی جلدی نہ آ سکیں گے کیونکہ فاصلہ زیادہ ہے۔ اس لئے پہلے بچے کو دفن کر لیا جائے پھر اطلاع کر دیں گے اور آپ کو مطلع کر دیا جائے گا۔ مگر ابھی آپ کے بھائی صاحب تجہیز و تکفین میں مشغول تھے کہ آپ پہنچ گئے اور سب دیکھ کر حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ آپ کو بچے کے انتقال کی خبر اتنی دور کس نے پہنچائی۔ حالانکہ ہم نے کوئی پیغام بھی نہ بھیجا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ

"اے بندۂ خدا! میرا مولا تعالیٰ آپ لوگوں کے توسط کے بغیر بھی بتلا سکتا ہے"۔

## ولی کی زیارت سے خدا یاد آجاتا ہے:

چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانِ مبارک ہے کہ ولی کی یہ شان ہے کہ اس کا چہرہ دیکھتے ہی خدا یاد آجاتا ہے۔ کیونکہ اس کے

چہرے پر خدا کا نور چھلک رہا ہوتا ہے اور اُس کے چہرے پر رُعب و وقار موجود ہوتا ہے۔ اسی فرمان کے مطابق حضرت قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شخصیت ایک باوقار اور رُعب دار چہرہ کی آئینہ دار تھی؛ اور ہمیشہ آپ کے چہرے پر نورانی بارش ہوتی تھی اور آپ کی زیارت سے ایسا سُرور ملتا تھا کہ جو دُنیا کی کسی چیز میں نہ تھا اور اتنے رُعب دار چہرے کے مالک تھے کہ بڑے سے بڑا افسر بھی آپ کے سامنے بولنے کی جُرأت نہ کر سکتا تھا۔

## ڈپٹی کمشنر کا آنا:

چنانچہ اس طرح ایک دفعہ مخالفین نے آپ کے خلاف پروپیگنڈہ کیا تو ڈپٹی کمشنر نے ان مخالفین کے کہنے پر حضرت شیخ الحدیث سے پوچھ گچھ کرنے کا وعدہ کیا اور وہ آپ کی خدمت میں آیا تو آپ دارالحدیث میں درسِ حدیث میں مشغول تھے۔

جب وہ کمشنر آپ کے پاس پہنچا اور آپ کے نورانی چہرہ مبارک پر نظر پڑی تو تمام غصّہ فرو ہو گیا۔ اور بڑی لجاجت سے عرض کرنے لگا کہ حضور! میں آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے آیا ہوں؛ قبول فرمائیں۔ آیا تو باز پرس کرنے اور پوچھ گچھ کرنے کہ آپ کے خلاف اتنی شورش ہے اس کی کیا وجہ ہے مگر جب اُس صاحب وجاہت چہرہ پر نظر پڑی تو دل کی دُنیا میں ہلچل مچ گئی اور تمام دلی منصوبے بھول گیا۔ جب کچھ بھی یاد نہ آیا تو عرض کرنے لگا کہ سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوا تھا۔



## غُصّہ سے پاگل ایک طالب علم:

چنانچہ اسی طرح ایک دفعہ انجمن رضائے مصطفےٰ کے زیرِ انتظام بزمِ ادب کی محفل میں صدرِ انجمن رضائے مصطفےٰ نے ایک طالب علم کو تقریر کرنے کی دعوت دی۔

وہ صاحب سٹیج پر کھڑے تقریر کر رہے تھے کہ اچانک صدرِ انجمن نے دورانِ تقریر اُس مقرّر صاحب کو کسی بات پر ٹوکا۔ اتنی سی بات پر وہ طالب علم مشتعل ہو گیا کہ صدرِ انجمن نے میری توہین کی ہے۔ اور اب میں ان سے بدلہ لوں گا۔

دوسرے طلباء نے اُسے قابو کرنے کی بڑی کوشش کی مگر وہ صاحب تو کسی کے قابو میں کہاں آنے والے تھے۔ معاملہ تو تکار سے ہاتھا پائی اور مرنے مارنے پہ پہنچ گیا۔

ادھر صدر انجمن رضائے مصطفےٰ وہاں سے نکلے اور اُستادِ محترم کے دفتر میں چلے گئے کہ میں نے صرف اِن کی غلطی کا ذکر کیا مگر وہ اسی بات پر مشتعل ہو گئے اور اب وہ قابو سے باہر ہو گئے ہیں۔ اتنے میں وہ طالب علم وہاں دفتر میں پہنچ گیا اور وہاں بھی ہاتھا پائی ہونے لگی کہ اتنے میں کہیں سے حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ تشریف لے آئے اور آتے ہی اُس اُستاد کے دفتر میں چلے گئے کہ جہاں وہ طالب علم دنگا فساد کر رہا تھا۔ آپ نے جاتے ہی اُس طالب علم کا کالر پکڑ کر زور سے ہلایا اور فرمایا کہ

"اے سردار احمد! تم یہاں سو رہے ہو ابھی تمہارے سونے کا وقت نہیں کیونکہ اگر تم اسی طرح سوتے رہے تو پھر لائل پور والوں کو کون جگائے گا؟"

## داتا صاحب کی بارگاہ میں حضرت صاحب کا مقام:

محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ سے بے حد عقیدت و محبت تھی اور ہر ماہ ایک دو مرتبہ ضرور داتا صاحب کے مزار پر حاضر ہوتے تھے۔

مدیرِ اعلیٰ "رسالہ محبوبِ حق" جناب حافظ محمد احسان الحق صاحب سے ایک مرتبہ اپنی حاضریٔ داتا صاحب کا ذکر فرماتے ہوئے کہا کہ

"اب کی بار میں داتا صاحب کے دربار پر حاضر ہوا۔ آستانۂ عالیہ پر دست بستہ کھڑا ہو اسلام پیش کرنے کے بعد فاتحہ خوانی اور ایصالِ ثواب کیا۔ اور دعا مانگی۔ مجھے سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ ٹھنڈی میٹھی لسی پینے کی دل میں تمنا تھی، ابھی دعا سے فارغ ہوا ہی تھا کہ ایک شخص کو اپنے پاس کھڑے پایا اور اس کے ہاتھ میں دہی کی لسی کا بھرا ہوا ایک بڑا گلاس تھا اور مجھ سے کہنے لگا کہ یہ لسی پی لیجئے۔ میں نے وہ لسی پی لی جو نہایت لذیذ اور ٹھنڈی میٹھی تھی، مگر نہ میں نے اسے پہچانا اور نہ اس نے اپنی پہچان کرائی۔"

## آپکے فرمانے سے دل کی دنیا بدل گئی

ایک مرتبہ حضرت قبلہ



محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ ضلع جھنگ میں مناظرہ کی غرض سے تشریف لے گئے تو وہاں چوہدری قطب الدین صاحب کے ہاں قیام پذیر ہوئے جو کہ خود بڑے عالمِ باعمل اور پکے سنی مسلمان تھے، مگر بدبختی سے انہی قطب الدین کے صاحبزادے عبدالرشید صاحب دیوبندیوں کے ہتھے چڑھ گئے اور ان کے ساتھ رہنے سے انہی کا رنگ چڑھنے لگا۔ اور گھر میں بھی الٹی سیدھی بحث اور مباحثہ کرنا شروع کر دیا۔

جب آپ وہاں گئے تو ان قطب الدین صاحب نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے عرض کیا حضرت صاحب میرے اس لڑکے پر نظرِ کرم کریں کہ یہ بے دینوں کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔ اسے سمجھائیں آپ نے اس لڑکے کو اپنے پاس بلوایا اور اس کو کان سے پکڑ کر فرمانے لگے کہ

"اے بندۂ خدا! کیا ایسے لوگوں کے ساتھ رہتے ہو کہ جنہیں اپنے اور نبی کے مقام میں فرق نظر نہیں آتا اور جن کے دل میں نبیٔ کریم کا ادب نہیں ہے ان کے ساتھ رہنے سے وہ تیرے دل سے بھی ادب نکال دیں گے۔"

آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ وہ عبدالرشید صاحب کہ جو پہلے ختم شریف و محفلِ میلاد کو برا کہا کرتے تھے اور طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے وہ خود ختم شریف دلوانے لگے اور پھر کرم ایسا ہوا کہ حضرت صاحب کے ساتھ ہی جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام میں آپ کے پاس پڑھنے لگ گئے

بڑے اور حضرت کے خلفاء میں سے ہیں۔ اور آپ کے مشن کے صحیح جانشین بھی ہیں۔

نوٹ :۔ یہ وہی عبدالرشید صاحب ہیں کہ جو آج کل سنی رضوی جامع مسجد میں خطیب و امام ہیں۔ اور اب ناسازیٔ طبیعت کے باعث اُدھر جھنگ ہی میں اپنے مدرسہ کی نگرانی کرتے ہیں اور جنہیں آج دنیا حضرت علامہ و مولانا عبدالرشید رضوی جھنگوی کے نام سے پہچانتی ہے۔

## قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی والدہ کا مقام :

اسی طرح جب آپ اپنے آبائی گاؤں موضع دیال گڑھ میں قیام پذیر تھے تو ایک مرتبہ آپ کے برادر اکبر المعروف سائیں جی مرحوم و مغفور اور آپ کے درمیان والدہ محترمہ کے متعلق گفتگو شروع ہو گئی۔ سائیں صاحب مرحوم کا خیال تھا کہ والدہ مرحومہ عام نیک عورتوں میں سے ایک تھیں اور قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا ارشاد تھا کہ والدہ مرحومہ کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کی بنا پر ایک خاص مقام تھا۔ گفتگو کے بعد سائیں صاحب مرحوم رات کو سوئے تو خواب میں انہیں ایک قبر نظر آئی جس کے اندر سے ایک ضعیف العمر خاتون سفید لباس میں ملبوس باہر تشریف لائیں اور سائیں صاحب سے فرمانے لگیں کہ

"بیٹا میں تمہاری ماں ہوں اور تیرا چھوٹا بھائی محمد سردار احمد



(رحمۃ اللہ علیہ) جو کچھ میرے بارے میں تجھے کہتا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔

سائیں صاحب صبح اٹھتے ہی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں دیکھتے ہی مسکرا کر فرمایا کہ "کیوں سائیں صاحب ہم نے ٹھیک کہا تھا نا۔ اب تو انکار نہ کرو گے"

سائیں صاحب مرحوم حیران کھڑے دیکھتے رہے کہ خواب تو مجھے آیا مگر آپ کو کس نے خبر کر دی۔

## قبلہ شیخ الحدیث کا بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں مقام :

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو مرید یا شاگرد اپنے مرشد و استاد کی خدمت کرے یا اُن کا ادب کرے تو پھر مرشد و استاد اُسے کبھی بھی تشنہ نہیں رہنے دیتے اور اس کی ہر طرح کی خواہش پوری کرتے ہیں اور پھر جو مرشدِ کامل ہو تو اُسے ہر وقت حضور نبی کریم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضری کی سعادت میسر ہوتی ہے۔ اور جب وہ موج میں ہوں تو اپنے مریدوں کو بھی وہ مقام عطا کر دیتے ہیں۔

اسی طرح قبلہ محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے ایک شاگرد و مرید کہ جو بڑے عقیدت مند تھے۔ حضرت صاحب کی بڑی خدمت کرتے تھے اور انہوں نے اپنے ذمے یہ ڈیوٹی لگا رکھی تھی جب بھی شیخ الحدیث

علیہ الرحمۃ نماز کے لئے مسجد میں آتے تو وہ جوتے اٹھا کر اندر رکھتے اور جب آپ جانے لگتے تو پھر جوتا لا کر آپ کے آگے رکھ دیتے۔ یہ مبارک ڈیوٹی تھی۔

چنانچہ ایک مرتبہ سردیوں کے دن تھے بارش ہوئی تھی اور ظاہر ہے کہ بارش میں جوتے کیچڑ سے خراب ہو جاتے ہیں۔ جب قبلہ حضرت صاحب تشریف لائے تو آپ کا جوتا مبارک کیچڑ سے بھرا ہوا تھا۔ اور اندر سے بھی خراب ہو گیا تھا۔

جب حضرت صاحب جوتا اتار کر اندر گئے تو اس عقیدت مند نے اپنے رومال سے اس جوتے کو اندر سے صاف کیا اور بالکل صحیح کر دیا۔ اور وہ رومال اپنے پاس رکھ لیا۔

اس کے دل میں یہ خیال تھا کہ اللہ والوں کے تبرکات کی بڑی شان ہوتی ہے۔ اور ان کی برکت سے زیارتِ رسول جیسی عظیم دولت میسر آتی ہے تو اس نے اسی خیال سے اپنی پگڑی اتاری اور وہ رومال اس میں رکھ لیا۔

حضرت صاحب آئے اور جوتا مبارک آگے رکھ دیا۔ آپ نے پہنا اور تشریف لے گئے اور وہ عقیدت مند بھی گھر چل دیئے اور گھر جا کر وظائف میں مشغول ہو گئے اور وظیفہ کرتے کرتے ہی نیند آ گئی اور وہ پگڑی اتارنا بھول گئے۔

حضرت محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ کا وہ تبرک بھی سر پہ ہے اور نیند آ گئی۔



## حضرت کے تبرک سے حضور نبی کریم کی زیارت ہوئی:۔

چنانچہ جب سو گئے اور قسمت کا ستارہ چمکا تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، ایک طرف حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ اور دوسری طرف قبلہ محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ بھی تشریف فرما ہیں اور حضور نبی کریم قبلہ شیخ الحدیث سے فرما رہے ہیں کہ

"اے سردار احمد! اِس شخص کی اصلاح تیرے ذمے ہے"

اتنی بات فرمائی تھی کہ بیدار ہو گئے اور صبح کو حضرت صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ مگر قبلہ حضرت صاحب درسِ حدیث میں مشغول تھے یہ جا کر عرض کرتے ہیں کہ حضور میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ مگر آپ نے فرمایا، خاموش رہو۔

دوسری مرتبہ پھر عرض کی کہ حضور میں رات کا خواب سنانا چاہتا ہوں مگر پھر آپ نے فرمایا کہ خاموش رہو۔

جب تیسری مرتبہ کہا تو فرمایا کہ

"چپ رہو! یہی کہنا چاہتے ہو کہ رات کو خواب میں نبی پاک کی زیارت ہوئی اور آپ نے یہ فرمایا ہے"

یہ سن کر میری حیرانگی اور بڑھ گئی کہ خواب تو مجھے آئی اور حضرت صاحب بیان کر رہے ہیں، جس سے آپ کی کامل ولایت کا

ظہور ہوتا ہے۔

## خواب میں گستاخ کو سزا دینا:۔

مولانا محمد شریف صاحب فاضل جامعہ رضویہ حال مقیم للیانی ضلع سرگودھا نے فرمایا کہ میں موضع حاملاں والا ضلع گجرات میں پڑھتا تھا۔ ایک رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ کی بارگاہ میں حضرت محدث اعظم پاکستان اور سید نور الحسین شاہ صاحب اور ایک تیسرے صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضر تھے۔ محدث اعظم پاکستان نے ایک شخص کی جانب اشارہ کرتے ہوئے مجھے فرمایا کہ

"اس بدبخت کو پکڑو اور گھسیٹ کر میرے پاس لاؤ کہ اس نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شانِ اقدس میں گستاخی کی ہے اور ہم اسے سزا دینا چاہتے ہیں۔"

میں حسب الحکم اسے گھسیٹ کر لایا وہ گریہ کرنے لگا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ تو رحمت عالم نے اسے معاف فرما دیا اور آئندہ محتاط رہنے کا حکم فرمایا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے دستِ مبارک میں دیا اور فرمایا کہ

"اے سردار محمد! محمد شریف کی اصلاح تمہارے ذمے ہے۔"



میں نے صبح اٹھتے ہی حاصلانوالہ کو چھوڑا اور جامعہ رضویہ، مظہر اسلام میں تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کرلیا۔

گھر والوں سے اجازت لے کر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ

"آؤ میرے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤ۔"

میں نے خواب کا واقعہ بیان کرنا چاہا تو آپ فرمانے لگے کہ

"بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ عنقریب خواب کی تعبیر پوری ہو گی اور تم سیدِ عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو گئے۔ چنانچہ میں ۱۳۸۲ھ میں حج بیت اللہ و زیارت روضۂ اقدس خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہو گیا۔"

## شیخ الحدیث کی دعا سے فوراً بارش ہو گئی:۔

اولیاء کاملین کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ بارگاہِ ربوبیت میں بڑے مقبول ہوتے ہیں اور ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کبھی ناکام نہیں لوٹتے ان کی زبان سے نکلی ہوئی ہر دعا مقبولِ خدا ہوتی ہے کیونکہ ان مقدس ہستیوں نے خدا کو راضی کرنے کے لئے اپنی جان تک وقف کی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ پھر ان کی کوئی بات نہیں موڑتا اور اپنے ولیوں کی ہر بات مان لیتا ہے۔ انہی مقدس ہستیوں میں حضور قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا بھی بلند مقام ہے اور آپ بھی

مقبولانِ خدا میں شامل ہیں کہ یہ واقعہ آپ کی بارگاہِ خداوندی میں مقبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

"کہ ایک مرتبہ لائل پور (فیصل آباد) میں سخت گرمی کا موسم تھا اور بارش کا دور دور تک نام ونشان نہ تھا۔ لوگ آپ کے پاس آئے کہ حضور دعا فرمائیں کہ بارش ہو جائے مگر آپ نے سنتِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقدم رکھتے ہوئے فرمایا کہ

"میرے آقا و مولا تاجدارِ مدینہ کا فرمان ہے کہ نمازِ استسقاء پڑھو تو بارش کا نزول ہو گا"۔

چنانچہ تمام بوڑھے بچے جوان، میدان میں جمع ہو کر نمازِ استسقاء ادا کرنے کی تیاری میں ہیں۔ اور نمازِ استسقاء بھی پڑھی گئی مگر بارش نہ ہوئی، لوگ پھر آئے اور آپ سے اِستدعا کی کہ حضرت اب تو دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کرم کر دے اور بارش ہو جائے۔

جمعۃ المبارک کا دن تھا اور نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بعد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ

"اس مجمع میں جتنے سیدزادے ہیں سب اُٹھ کر پہلی صف میں آجائیں"۔

جب تمام سیدزادے سامنے آ گئے تو ان سب کو ایک جگہ اکٹھے کر کے اور ان کے دامن کو تھام کر باآواز بلند یوں دعا فرمانے لگے کہ



"اے میرے مالک و مولا! میں ناچیز حقیر و پُر تقصیر ہوں، میرے دامن میں سوائے گناہوں کے کوئی نیک عمل نہیں اور کوئی ایسا عمل بھی میرے سامنے نہیں کہ جس کا میں صدقہ مانگوں ہاں میرے مالک! صرف یہ عمل ہے کہ میں تیرے نبی کی آل کا غلام ہوں اور ان کے جوڑے سیدھے کرنے کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں، اے میرے مالک! انہی اولادِ نبی کے طفیل آج ہم پر رحم فرما اور بارانِ رحمت نازل فرما کہ تیرے کرم کا صدقہ ہی ہمارے لئے کافی ہے۔ تو بڑا کرم فرمانے والا کریم ہے"۔

آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ چند لمحوں پہلے جہاں بادلوں کا نام ونشان نہ تھا۔ پتہ نہیں کدھر سے بادل آئے اور فوراً بارش شروع ہو گئی اور پھر خوب بارش ہو گئی ہر طرف خوشی کے آثار نمایاں تھے اور ہر کوئی حضرت صاحب کی تعریف میں مشغول تھا۔

## اولیاءِ کاملین دلوں کے حال جانتے ہیں۔

حضور نبی کریم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو۔ تحقیق یہ اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں۔ اسی فرمانِ نبوی کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے بزرگانِ دین فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی عالم کے پاس

بیٹھے۔ تو اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور جب کسی ولیٔ کامل کی بارگاہ میں جاؤ تو دل کو قابو میں رکھو کہ یہ اولیاء اللہ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں اور اللہ کے نور سے دلوں کے بھید بھی جانتے ہیں۔

یہ واقعہ حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ولی کامل ہونے پر دلیل ہے کہ آپ ہر آنے والے کا حال جانتے تھے اور ہر ایک سے واقف ہوتے تھے کہ

مولانا محمد اسلم صاحب علوی قادری رضوی، خطیب جامع نوری حنفیہ محلہ اسلام آباد فیکٹری ایریا لائلپور کا بیان ہے کہ

"۱۹۵۲ء میں شیخوپورہ میں رہائش پذیر تھا۔ کچھ ضروری مسائل معلوم کرنے کے لئے ایک شخص کو حضرت محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ محمد اسلم سے کہنا کہ وہ خود کسی وقت آئیں اور ان سوالات کا جواب لے جائیں۔ میں تقریباً ایک ماہ بعد لائلپور حاضر ہوا اور نمازِ جمعہ حضرت صاحب کی اقتداء میں پڑھی نمازِ جمعہ کے بعد حضرت صاحب گھر جانے لگے"!

جو لوگ مصافحہ و زیارت کے لئے قطار در قطار کھڑے ہو گئے۔ میں بھی قطار میں کھڑا ہو گیا۔

پیشتر ازیں آپ کی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکا تھا۔ جب آپ



مصافحہ فرماتے ہوئے میرے پاس تشریف لائے تو آپ ٹھہر گئے اور فرمانے لگے کہ کیا آپ کا نام محمد اسلم ہے۔ آپ شیخوپورہ سے مسائل پوچھنے کے لئے میرے بلانے پر آئے ہیں۔

میں نے جب یہ سب باتیں تسلیم کر لیں تو آپ نے فرمایا کہ مدرسہ میں آؤ تاکہ تمہارے مسائل کا جواب دیں پھر آپ آگے چلے گئے اور میں پیچھے رہ کر سوچنے لگا کہ آپ کو میرے نام و پتہ کی کس نے اطلاع دی۔ شاید آپ کے قبضہ میں کچھ جنات ہیں اور وہ باتیں بتلا دیتے ہیں۔ آج حقیقت کا انکشاف ہونا چاہیئے۔

میں چُپ چاپ شاہی مسجد میں بیٹھ جاتا ہوں۔ اگر آپ ولی اللہ ہوں گے تو نورِ ولایت سے خود ہی جان لیں گے اور بلا لیں گے کیونکہ میرے دلی خیالات کی جنات اطلاع نہیں پا سکتے۔

نمازِ عصر اور مغرب بھی میں نے وہیں باجماعت پڑھیں۔ حضرت صاحب بھی تشریف لاتے اور نماز پڑھ کر چلے جاتے۔ نمازِ عشاء کے قریب تک مجھے کسی نے نہ پوچھا تو میرے دل میں اُلٹے سیدھے خیالات پیدا ہونے لگے کہ مولانا صاحب تو بڑے آدمی ہیں ہم غریبوں کے مسائل سے انہیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔

میں ایک مسافر یہاں پریشان ہوں اور مولانا صاحب اپنے گھر میں آرام فرما رہے ہیں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ ایک شخص نے آواز دی کہ مولوی محمد اسلم صاحب شیخوپوری جہاں بھی ہوں حضرت صاحب کے پاس پہنچ جائیں۔

یہ پیغام سنتے ہی میں حاضرِ خدمت ہوا۔
آپ نے فرمایا کہ

"مولوی محمد اسلم صاحب! آپ نے میرے متعلق غلط خیال کیا ہے۔ میں بڑا آدمی نہیں ہوں بلکہ میں تو اہلسنّت کا خادم ہوں۔ نمازِ جمعہ سے اب تک احباب کا ہجوم رہا۔ میں انہیں دینی مسائل بتاتا رہا۔ آرام ہرگز نہیں کیا میں نے تو نماز کے بعد ہی آپ کو بلایا تھا لیکن آپ خود ہی نہ آئے اس میں آپ کی غلطی ہے میری نہیں۔"

حضرت کی یہ باتیں سن کر میں بہت نادم ہوا اور میں سمجھ گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ولی اور صاحب کشف و کرامات بزرگ ہیں۔ رازہائے درونِ سینہ پر اطلاع رکھتے ہیں پھر آپ نے تمام میرے مسائل مجھے اچھی طرح سمجھا دیئے۔

## اولیاء اللہ کے تبرک کی شان:

اسی طرح یہ واقعہ بھی حضرت صاحب کے کشف القلوب پر دلیل ہے کہ آپ اولیاء اللہ میں کس قدر بلند مقام پر فائز تھے کہ ہر طرح کے دلی ارادے سے اسی وقت واقف ہو جاتے تھے کہ جب سوچنے والا دل میں کوئی بات سوچتا فوراً آپ پر کشف ہو جاتا تھا کہ
انہی مولوی اسلم صاحب کا بیان ہے کہ میں دوبارہ لائلپور حاضر ہوا۔



اور حضرت شیخ الحدیث کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوا۔ آپ نے دو کپ چائے منگوائی۔ ایک کپ خود نوش فرمایا اور دوسرا مجھے مرحمت فرمایا۔

میں چونکہ چائے نہ پیتا تھا۔ اس لئے عرض کی کہ حضور! خود نوش فرمائیے۔ مجھے چائے نقصان دیتی ہے۔

آپ نے قریب بیٹھے ہوئے ایک طالب علم کو وہی کپ عنایت فرما دیا۔ معاً اس کے بعد مجھے بڑا افسوس ہوا۔ اور سوچا کہ وہ چائے حضرت صاحب کا تبرک تھی۔ اور بزرگانِ دین کے تبرک بے حد مفید اور بابرکت ہوتے ہیں، یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں نے تبرک قبول نہ کیا۔ میرا صدمہ بڑھتا گیا۔

حتیٰ کہ نمازِ عصر کا وقت ہوا اور نماز میں بھی یکسوئی حاصل نہ ہوئی اور پھر مسجد میں بیٹھا سوچتا رہا کہ اپنا نقصان اپنے ہاتھوں کیا۔ یہی تفکرات میں لے کر پیرِ کامل کے دربار میں حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی آپ مسکرائے اور دو مالٹے بخشتے ہوئے فرمایا کہ

"ارے بندۂ خدا! چائے نہ پینا کوئی گناہ کبیرہ ہے کہ جس پر اتنا پریشان ہو گئے۔ یہاں تک کہ نماز بھی صحیح طور پر نہ پڑھ سکے لو یہ مالٹے چائے کا بدل ہیں۔"

میں نے مالٹے لئے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے ایسا کامل پیر عطا فرمایا کہ جو دل کی باتوں سے بھی آگاہ ہے۔

## شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی عطاء:

مولوی محمد اسلم صاحب مذکور نے ایک اور واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ خواب میں حضرت صاحب نے مجھے شرفِ زیارت بخشا۔ اس طرح کہ آپ اپنے کمرے میں تشریف فرما ہیں، خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔

آپ کے پاس سیب تھے اور مجھے آدھا سیب بخشا۔ تیسرے روز میں لائلپور شریف میں حاضر ہوا تو آپ نے ایک سیب سے آدھا کاٹ کر مجھے مرحمت فرمایا اور فرمانے لگے کہ

"مولوی محمد اسلم صاحب آدھا سیب تمہیں مل چکا ہے اور آدھا یہ تمہارا حصہ باقی تھا۔"

میں نے وہ آدھا سیب بصد شوق قبول کر لیا اور خواب کا سارا واقعہ میری آنکھوں کے سامنے تھا اور مجھے بے حد سکونِ قلب اور مسرت و فرحت محسوس ہوئی کہ میرے پیر کامل ولی اور کشف و کرامات کے حامل ہیں۔

## حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شانِ بزرگی:

پپلاں ضلع میانوالی کے قاضی نور احمد صاحب جو بارگاہِ بیکس پناہ کے طالب علم بھی ہیں کہتے ہیں کہ میرے دل میں ایک مرتبہ خیال آیا کہ اگر خواب میں فخرِ انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم



کی زیارت نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔

اس مبارک مقصد کے حصول کے لئے عباداتِ الٰہیہ میں مصروف رہتا۔ اور درود و سلام کے نذرانے بارگاہِ رسالت میں بکثرت پیش کیا کرتا۔

ایک رات میری قسمت کا ستارا بلند ہوا۔ نورانی ماحول میں ایک بزرگ نورانی صفت عالمِ رویا میں نظر آئے۔ ان جیسی حسین و جمیل صورت میں نے کبھی نہ دیکھی تھی۔

اس پاکیزہ صورت بزرگ نے نہایت شفقت و محبت سے مجھے مرید کیا اور مرید ہوتے ہی میرے جسم کا ہر ہر بال اسمِ ذات کے ذکر میں مشغول و مصروف ہو گیا۔ اور ہر جانب سے اللہ اللہ کی آوازیں آنے لگیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور طبیعت میں فرحت اور ایمان میں قوت محسوس ہوئی۔ اور دل کہہ رہا تھا کہ

"ابھی تو زیارتِ رسالت مآب کے قابل نہیں ہے۔"

پھر میں نے خواب میں نظر آنے والے بزرگ کامل کی تلاش شروع کر دی۔ بڑے بڑے آستانوں پہ حاضر ہوا۔ کئی ایک خدا رسیدہ بزرگوں کی خدمت میں گیا۔ لیکن خواب والے واصل باللہ بزرگ کی صورتِ پاک کہیں نظر نہ آئی۔

ایک دفعہ بھچراں ضلع میانوالی کے جلسہ میں بڑے بڑے علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔

میں بھی جلسہ میں وعظ سے مستفیض ہونے کیلئے وہاں پہنچا۔

اِس مُبارک اجتماع میں محدّثِ اعظم پاکستان علیہ الرّحمۃ بھی جلوہ فرما تھے۔ جب میری متلاشی نگاہوں نے آپ کے چہرۂ انور کی زیارت کی تو آپ کا نقشہ یکدم آنکھوں کے سامنے آگیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ

"خواب میں تشریف لانے والی ہستی صرف آپ ہی ہیں کہ جن کا میں متلاشی تھا اور اور مجھے وُہ گوہرِ مقصود آج حضرت صاحب کی صُورت میں مل گیا"۔

پھر میں نے آپ سے تعلیم بھی حاصل کی اور آپ کی کئی ایک دُوسری کرامات دیکھ کر میں بیعت ہو گیا۔

## جانور بھی آپ کا احترام کرتے تھے۔

یہ بات شاہدِ عادل ہے کہ جب کوئی مومن ولیٔ کامل کا مقام حاصل کر لیتا ہے تو پھر اللہ کریم کے حکم سے تمام مخلوقات کے دِل میں اُس ولیٔ کامل کا احترام ڈال دیا جاتا ہے اور تمام مخلوق ان کے تابع ہو جاتی ہے اور ہر چیز اُن کا احترام کرتی ہے۔

اِسی طرح تمام جانور بھی آپ کے کمالاتِ علمیہ سے واقف تھے۔ اور ادب و احترام کو اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے تھے۔

ایک دفعہ محدّثِ اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ چک ٹوانہ تشریف لے گئے۔ مولانا محمد منشا صاحب، مولانا سید عاشق حسین صاحب اور دیگر احباب بھی ہمراہ تھے۔ جب گاؤں کے درمیان میں پہنچے۔ تو



ایک کتا حضرت صاحب کو دیکھ کر بھاگا بھاگا آیا اور آپ کے قدموں کے درمیان پُورے ادب و احترام کے ساتھ دو تین بالشت کے فاصلے پر اُس نے اپنا سر رکھ دیا اور ایک آدھ منٹ ٹھہرنے کے بعد فوراً، پچھلے قدم واپس لوٹ گیا۔ ہم سب حیران تھے اور یہ منظر دیکھ کر مُسکرائے اور حضرت صاحب نے بھی تبسم فرمایا اور طیب طیب کہتے ہُوئے آگے چل دیئے۔

## شیخ الحدیث کے جسدِ اطہر پر نُور کی بارش:۔

کسی مومن کی حقیقی معراج یہ ہے کہ وُہ موت کے وقت ایمان کے ساتھ اِس فانی دُنیا سے رُخصت ہُوئے۔ مگر حضرت شیخ الحدیث تو اولیاء کاملین میں سے تھے کہ جن کے وصال مُبارک کا منظر بھی عجیب تھا اور پھر جب آپ کا جسدِ مُبارک کراچی سے بذریعہ ٹرین فیصل آباد کے اسٹیشن پر اُتارا اور آپ کے قیام کی جگہ پر لانے کے لئے اسٹیشن سے چلے تو تمام راستے پر نُور کی چھما چھم بارش ہوتی رہی۔ اور دن کی روشنی میں اس نُورانی پھوہار کو سب دیکھ رہے تھے۔ جب یہ ہسپتال جلوس گھنٹہ گھر پہنچا تو یکایک اِس نُور نے دبیز چادر کی صُورت اختیار کر لی اور سارا تابوت اُسی میں چُھپ گیا۔

چمکیلے تانبے کی باریک پتروں کی طرح اس نُور کی سُنہری کرنیں اِس طرح تابوت پر گر رہی تھیں کہ ہزار ہا افراد نے تعجب سے اِس آسمانی رحمت کو دیکھا۔ نُور کی اِس لطیف بارش کا ایسا پُر انوار منظر تھا۔

کہ کئی مخالفین بھی دیکھ کر عش عش کر اُٹھے کہ واقعی ہی مولانا سردار احمد صاحب نے ساری زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور یہ اُسی خدمت کا ہی صلہ ہے کہ آج اُن کے جانے پر بھی نور کی بارش ہو رہی ہے۔

## علالت اور نقاہت:

مسلسل درس و تدریس اور وعظ و تقریر کی محنت سے حضرت قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ناساز ہو گئی اور کمزوری بڑھنے لگی۔ لیکن تدریس و تقریر کے تسلسل میں فرق نہ آیا اور آرام کے لئے وقت نہ ملا اور صحت بے حد بگڑ گئی۔

۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ کو عرس قادری رضوی کے موقع پر آپ کو سہارا دے کر جلسہ گاہ میں لے جایا گیا۔ حاضرین و احباب و مریدین آپ کی ناسازی طبع سے سخت مغموم ہوئے۔ اختتام جلسہ پر دوبارہ سہارا دے کر دولت کدہ پہ لایا گیا۔ لیکن آپ سہارا لینا پسند نہیں فرماتے تھے اور خود آہستہ آہستہ چل کر تشریف لائے اور عرس کا تبرک صاحبزادہ محمد فضل رسول صاحب سے تقسیم کروایا۔

عرس کے بعد آپ مری تشریف لے گئے اور مری سے ایبٹ آباد جانے سے صحت کافی حد تک درست ہو گئی اور بالکل تندرست نظر آنے لگے۔ آتے ہی آپ نے حسب سابق سلسلہ درس و تدریس شروع فرمایا اور اہلحدیث کانفرنس کے جواب میں عدیم المثال عرس امام اعظم



کرایا جو دھوبی گھاٹ کے وسیع میدان میں منعقد ہوا اور عظیم اجتماع کا حامل تھا۔ اگلے روز مرکزی سُنی رضوی جامع مسجد میں ایک بہت بڑے نئے دار الحدیث کا افتتاح فرمایا۔

تمام اکابرین نے چند ماہ مسلسل آرام کرنے کے لئے ملتجیانہ گزارش کی اور صحت کے لئے دعائیں بھی مانگیں۔

چنانچہ آپ نے ڈیڑھ دو ماہ تک آرام بھی فرمایا دورۂ حدیث شریف کے طلباء کو گاہے بگاہے درس بھی دیتے رہے۔ کچھ دنوں کے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں طلباء کی دستار بندی اور جبہ پوشی کے وقت آپ کو سہارا دے کر جلسہ میں لایا گیا تو آپ بہت مسرور تھے اور سُنی رضوی جامع مسجد کے حسین و جمیل منبر پہ رونق افروز ہوئے۔ دستار بندی کے بعد نماز ادا کی گئی اور پھر آپ کو فوراً آرام کے لئے گھر پہنچایا گیا۔

## کراچی میں علاج معالجہ:

جب علالت نے زور پکڑا اور صحت زیادہ کمزور ہو گئی تو کراچی کے عقیدت مند اصحاب نے کراچی لے جا کر علاج کرانے کی پیشکش کی اور آپ کراچی تشریف لے گئے۔ کراچی میں ڈاکٹر کرنل شاہ کے زیر علاج رہے اور تقریباً دو ماہ بعد صحت یاب ہو کر لائلپور واپس تشریف لائے۔ لائلپور میں ہر طرف صحت یابی کا جشن مسرت منایا گیا۔ محافل قائم ہوئیں اور تقاریب منعقد ہوئیں۔

اشتیاقِ وصالِ حبیب بے حد بڑھ چکا تھا اور ہجرِ یار اب ناقابلِ برداشت تھا۔ اچانک طبیعت پھر ناساز ہوگئی اور مرض میں اضافہ ہونے لگا۔ ایبٹ آباد اور ہری پور ہزارہ برائے تبدیلی آب وہوا لے جایا گیا۔ لیکن طبیعت کو سکون نہ ہوا تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ عالیہ میں حاضری دیتے ہوئے لائلپور تشریف لائے۔

## دوبارہ کراچی میں تشریف آوری:

لائلپور پہنچ کر کمزوری اور بڑھ گئی تو چند اصحاب اور صاحبزادہ محمد فضل رسول صاحب کے عرض گزار ہونے پر ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو بعد نمازِ جمعہ بذریعہ شاہین ایکسپریس عازمِ کراچی ہوئے۔ ڈاکٹر کیپٹن عبدالغنی صاحب کے کلینک میں قیام فرمایا اور ڈاکٹر شاہ کا علاج شروع ہوا چند روز کے علاج سے طبیعت پھر سنبھلنے لگی اور آپ بار بار مولانا معین الدین صاحب سے فرماتے۔

"مولوی معین مجھے ابھی لائلپور لے چلو میں نہیں چاہتا کہ بعد میں تم کو لے جانے میں دشواری ہو پھر جانے کا کیا مزہ جب سب احباب کہیں کہ اب انہیں پہنچانا چاہیئے۔"

اسی اثنا میں ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب کا علاج شروع کروالیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑے خلوص اور ہمدردی سے علاج شروع کیا اور آپ کی طبیعت کچھ سنبھلنے لگی اور خود بخود اٹھنے بیٹھنے لگے۔ لیکن آپ لائلپور واپسی کا اصرار فرما رہے تھے۔



ایک روز توکل ٹریڈنگ کمپنی والے محمد انور صاحب تشریف لائے تو ارشاد فرمایا:

"محمد انور صاحب میں ایک مہینہ اور کراچی میں مہمان ہوں۔ آپ بھی ہمارے ہاں لائلپور چلیں۔ ایک ماہ بعد محمد انور صاحب حاضرِ خدمت ہوئے تو فرمایا، علامہ ازہری صاحب کے اصرار پر پندرہ روز اور بڑھا دیئے ہیں۔ اب پندرہ روز کے بعد روانگی ہوگی"۔

چنانچہ ٹھیک پندرہ روز بعد آپ کا وصال ہوا۔

## وصالِ مبارک:

۲۵ رجب المرجب تک طبیعت بہت حد تک ٹھیک ہو چکی تھی، لیکن ایک روز نمازِ عصر کے بعد طبیعت خراب ہوگئی اور علالت پھر عود کر آئی۔ کمزوری بڑھ گئی۔ اور رفتہ رفتہ یہ عالم ہو گیا کہ زبان مبارک پر سوائے اللہ ہو۔ اللہ ہو۔ کے کچھ نہ آتا تھا۔ آپ کی اس حالت کی خبر پاکر کراچی کے علمائے کرام ومشائخ عظام اور عقیدت مند جمع ہو گئے۔

ڈاکٹر صدیقی صاحب نے ڈاکٹر مشتاق صاحب کو بلایا۔ جنہوں نے انجکشن دیا۔ آپ کو قے آنے لگی تو آپ نے صرف "مولوی معین" فرما کر پہلو بدل لیا اور پھر زبان مبارک سے اللہ ہو کا وِرد جاری ہو گیا۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت پر استغراق کا عالم طاری تھا۔ صرف اللہ ہو۔ اللہ ہو۔ کی ضربات زبان پر جاری تھیں۔

آخری لمحات قریب تھے۔ مولانا معین الدین صاحب نے سورۂ یٰسین تلاوت کی۔ قصیدہ غوثیہ، درود تاج، شجرہ قادریہ رضویہ پڑھا۔ اور کان میں آذان دی۔

ڈاکٹر مشتاق صاحب کے مشورہ پر بصد مشکل آکسیجن مہیا کی گئی۔ آکسیجن دینے سے اللہ ہو اللہ ہو کی آواز زیادہ صاف ہوگئی۔ آپ کو دو مرتبہ پانی پلایا گیا تو آپ نے بسم اللہ پڑھ کر دو ایک گھونٹ پیئے۔ صاحبزادہ محمد فضل رسول صاحب بھی لائلپور سے تشریف لاچکے تھے۔ سید پیر عبدالقادر صاحب سفیر عراق بھی اس وقت موجود تھے۔ آپ کی حالت اس وقت نازک تھی۔ عقیدت مند آپ کے گرد حلقہ بنائے کھڑے تھے اور کلمہ طیبہ کا ورد کر رہے تھے۔

قاری محبوب رضا صاحب نے سورۂ یٰسین کی تلاوت شروع کی۔ ابھی چند آیات مبارکہ ہی تلاوت کی تھیں کہ آپ نے آخری مرتبہ اللہ ہو فرمایا اور وصل حبیب کی لذتوں سے ہمکنار ہوگئے۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"

یہ رجب المرجب کی انتیسویں شب تھی اور ایک بج کر چالیس منٹ کا وقت تھا جب شب چہاردہم کا وہ مہ کامل جو پوری تابانی کے ساتھ عالم سنیت پر ضوپاشی اور تشنگان علوم کی سیرابی فرما رہا تھا۔ گہن میں آیا۔ اور اس وقت جب کہ اس بدر کمال کی پیشتر سے بڑھ کر ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ آہ آسمان رضویت کا وہ درخشندہ ستارا



ٹوٹا جس کی ہدایات پورے عالم اسلام کے لئے مشعل راہ تھیں، آہ علمائے اہلسنت کی آنکھیں اشکبار ہیں، غلام و مریدین۔ احباب ومتعلقین کے قلوب مضطرب ہیں۔ آہ آفتاب شریعت۔ ماہتاب طریقت ہماری ظاہری نظروں سے اوجھل ہوگیا اور ان کا وہ جمال آرا اور مقدس و نورانی چہرہ جس میں حقانیت اہلسنت کا آفتاب جلوہ فگن تھا ہماری نظروں کے سامنے نہیں۔

رحلت پیر طریقت الاماں فریاد ہے
چشم پُرنم ہوش گم دنیائے دل برباد ہے

## کراچی میں نماز جنازہ

آپ کے وصال مبارک کی خبر بذریعہ ٹیلی فون لائلپور پہنچا دی گئی۔ وہاں سے مولانا عبدالقادر صاحب نے ملک کے اطراف وجوانب میں بذریعہ تار و ٹیلی فون خبریں روانہ کردیں۔

اخبارات نے آپ کی رحلت کی خبر شائع کی۔ ریڈیو پر بھی آپ کے وصال مبارک کی خبر نشر ہوئی۔ کراچی اور کراچی کے قرب وجوار کے عقیدت مند نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے جمع ہونے لگے حضرت علامہ عبدالمصطفےٰ صاحب ازہری، مولانا محمد معین الدین صاحب قادری رضوی، مولانا قاری محبوب رضا صاحب، محمد شفیع صاحب قادری، مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی، مولانا مفتی ظفر علی صاحب نعمانی اور صوفی اللہ رکھا

وغیرہ نے مِل کر غسلِ مُبارک دینے کا شرف حاصل کیا اور مولانا محمد مُعین الدّین صاحب کا مدینہ منوّرہ سے لایا ہُوا پیش کردہ کفن پہنایا گیا۔ مُفتی مُحمّد عمر صاحب نعیمی نے کفن مُبارک پر کلمہ طیّبہ۔ علّامہ عبدُالمُصطفےٰ صاحب اَزہری نے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئًا للّٰہ اور مولانا مُحمّد مُعین الدّین صاحب نے یا غوثِ اعظم دستگیر پیر ما تحریر کیا۔ کیونکہ قاری محبُوب رضا صاحب ایک مرتبہ صُوفی جمیل قادری رضوی کی لکھی ہُوئی حضور غوث پاک کی منقبت پڑھ رہے تھے۔ جب اِس شعر پہ پہنچے۔

؎ عزیزو کر چکو تیار جب میرے جنازے کو
تو لکھ دینا کفن پر نام والا غوثِ اعظم کا

تو آپ نے ارشاد فرمایا:
"مولوی مُعین یاد رکھنا میرے کفن پر سرکارِ غوثِ اعظم کا نام ضرور لکھنا"

لائلپور پہنچ کر حضرت قبلہ شیخ الحدیث کا مدینہ پاک سے لایا ہُوا کفنِ مُقدّس پہنایا گیا اور پہلے کفن کو کفنی رہنے دیا۔

جنازہ تیار کر کے آرام باغ لایا گیا۔ نمازِ جنازہ کے فرائض جگر گوشۂ صدر الشریعت، حضرت علّامہ مولانا الشاہ صاحبزادہ عبدالمُصطفےٰ صاحب اَزہری رضوی شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی مدظلہٗ نے انجام دیئے۔ سفیر



عراق، پیرزادہ عبدُالقادر صاحب گیلانی۔ علّامہ مُفتی مُحمّد عُمر صاحب مدظلہٗ۔ علّامہ مُفتی مُحمّد ظفر علی صاحب۔ علّامہ عبدُالحامد صاحب بدایونی، مولانا شاہ ضیاء القادری صاحب بدایونی اور دیگر عُلماء کرام نے نمازِ جنازہ میں شرکت فرمائی۔ نمازِ جنازہ کے بعد چہرۂ انور کی زیارت کرائی گئی۔ بعدہٗ آپ کے جسمِ اطہر کو تابُوت میں رکھا گیا اور اسٹیشن کی طرف روانہ ہُوئے۔ راستے میں نعت خوانی ہُوتی۔ اسٹیشن پر صلوٰۃ وسلام ہُوئے اور شاہین کے ایک ریزرو ڈبے میں آپ کا تابُوتِ مُقدّس رکھا گیا۔

## لائلپور کو روانگی:

گاڑی آہستہ آہستہ لائلپور کی طرف چلنے لگی جب گاڑی کوٹری پہنچی تو عشاق کا ایک عظیم اجتماع زیارت کے لئے اسٹیشن پر موجُود تھا۔ اِسی طرح حیدر آباد، شہداد پور، نواب شاہ، خیر پور، سٹیشنوں پر بھی زائرین کے ہجوم موجُود تھے جب روہڑی پہنچے تو ہجوم نے گاڑی کو گھیر لیا اور "مُصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" پڑھنا شروع کیا۔ رحیم یار خاں، خانپور اور دُوسرے اسٹیشنوں پر لوگوں نے زیارتِ تابُوتِ مقدّس کا شرف حاصل کیا اور تقریبًا ہر اسٹیشن سے عُلماء و اکابرین گاڑی میں سوار ہوتے رہے تاکہ لائلپور میں نمازِ جنازہ میں شرکت کر سکیں جن اسٹیشنوں پر گاڑی نہ رُکی۔ اُن اسٹیشنوں پر بھی دو رویہ لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہُوئے تھے۔ وہ لوگ اپنے محبُوب کی سواری کو دیکھ کر ہی دِل کی پیاس بجھانے کے لئے کھڑے

تھے۔ اور پھولوں کے ہار بوگی کی طرف پھینک رہے تھے۔

لائلپور کے سٹیشن پر لوگ صبح ہی سے جمع ہو رہے تھے اور حدِ نگاہ تک لوگوں کا جمِ غفیر نظر آرہا تھا۔ جب گاڑی سٹیشن کے قریب آئی تو رفتار دِھیمی ہوگئی اور ہجومِ مشتاق و مضطر نگاہیں چشم براہ تھیں، فوراً گاڑی کی طرف اُٹھیں اور فضا نعرۂ تکبیر و رسالت کے فلک شگاف نعروں سے گونج اُٹھی۔

جب حضرت قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے تابوت مبارک والا ڈبہ سامنے آیا۔ ہر پیر و جوان کی عنانِ صبر ہاتھ سے چھوٹ گئی اور سب دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ بڑی حفاظت و احتیاط کے ساتھ تابوت کو اُتار کر میت اُٹھانے کی چارپائی پر رکھا گیا اور اس چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ معتقدین کو کندھا دینے کی سعادت حاصل ہو سکے۔

لاکھوں کا عظیم ہجوم تسبیح و تحمید اور کلمہ شہادت پڑھتا ہوا جنازے کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ ہجوم بانسوں پر ٹوٹ رہا تھا۔ اور ہاتھ لگانے کی قدرت نہ رکھنے والے پھولوں کے ہار جنازے پر پھینک رہے تھے۔ قائدِ اہلسنت کا یہ عظیم لشکر چلتے چلتے کچہری بازار کے اندر داخل ہوا۔ سخت بھیڑ کی وجہ سے چلنا دشوار تھا۔

عورتیں اور بچے کھڑکیوں سے نظارا کر رہے تھے۔ اچانک لوگوں کی نظریں تابوت کی طرف اُٹھیں اور اپنے پرائے سب اس منظر کو



دیکھ کر عش عش کر اُٹھے۔

## بارشِ انوارِ تجلیات:

جناب شیخ الحدیث کے تابوتِ مقدس پر "مخصوص نور" کی چھما چھم بارش ہو رہی تھی اور دن کی روشنی میں اس نورانی پھوار کو سب دیکھ رہے تھے۔ جب یہ بے مثال جلوس گھنٹہ گھر پہنچا تو یکایک اسی نور نے دبیز چادر کی صورت اختیار کر لی اور سارا تابوت اسی میں چھپ گیا۔ چمکیلے تانبے کے باریک پتروں کی طرح نور کی سنہری کرنیں اس طرح تابوت پر گر رہی تھیں کہ ہزاروں نے تعجب سے اس آسمانی رحمت کو دیکھا۔ نور کی اس لطیف اور مخصوص دھند میں جب جنازہ چھپ گیا تو جنازہ اُٹھانے والوں کو پکار کر ایک دوسرے سے پوچھنا پڑا کہ تابوت کہاں گیا۔

چند لمحات یہی کیفیت رہی پھر بادلوں کی طرف سے کمان کی طرح نور اترا اور لوگوں کو سب کچھ نظر آگیا۔

اس واقعہ کے عینی شاہد ہزاروں کی تعداد میں ہیں جن میں مخالفین بھی شامل ہیں۔

## رہائش گاہ میں آمد:

جب آپ کا تابوت مبارک آپ کی رہائش گاہ واقعہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں لایا گیا اور کھولا گیا تو کمرہ معطر ہو گیا۔ کراچی میں تابوت

مبارک میں آپ کا جسمِ اطہر رکھتے وقت آپ کی آنکھیں بند تھیں اور جب تابوت کھولا گیا۔ اس وقت بھی موجود حضرات نے دیکھا۔ کہ آنکھیں بند تھیں۔ لیکن جب جسمِ اطہر کو چارپائی پر رکھا گیا تو ایک آنکھ کھولی اور اپنے دارالمطالعہ کا مطالعہ فرمایا۔

یا یُوں کہیئے کہ آپ نے سچ کر دکھایا کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔

"اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنَّھُمْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ"

"یعنی اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔"

تقریبًا پانچ منٹ تک آنکھ کھلی رہی۔ اس کے بعد بند ہو گئی۔

## لائلپور میں نمازِ جنازہ:

مکان سے دوبارہ جنازہ اٹھا کر دھوبی گھاٹ لایا گیا۔ جنازے کے ساتھ بے پناہ ہجوم تھا۔ لوگ جنازے کے بانسوں کو ہاتھ لگانے کو ترس رہے تھے اور مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ صاحب سے اجازت طلب کر کے دھوبی گھاٹ کے وسیع میدان میں پاکستان بھر کے مشائخ عظام اور علماء کرام کی موجودگی میں اپنے استاذِ محترم کی نمازِ جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ اخباری اطلاع کے مطابق نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد



تین لاکھ سے زائد تھی اور زندگی بھر آپ کی مخالفت کرنے والے بھی آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کر کے طالبِ برکت و سعادت ہوئے۔

## آخری زیارتِ مبارکہ:

نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بعد آپ کا جسدِ مبارک سُنّی رضوی جامع مسجد سے ملحق جامعہ رضویہ کے کمرے میں رکھا گیا۔ آپ کے رُخِ انور کی زیارت کرنے والوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ پولیس آفیسر کا بھی ہجوم پر قابو نہ پا سکے۔ زیارت کرنے والوں کو ایک دروازہ سے داخل کیا جاتا اور دوسرے دروازے سے نکالا جاتا۔

آپ کا مسکراتا ہوا رُخِ انور دیکھ کر یُوں محسوس ہوتا کہ ابھی حسبِ عادت طیب طیب کے مبارک کلمات ارشاد فرمائیں گے۔ چہرۂ اقدس کا رنگ گلابی اور گلاب کے پھول کی طرح پھولوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس حسین اور دلنواز منظر کو جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا اور ہٹنے کا نام نہ لیتا۔ مجبورًا اسے ہٹا کر دوسرے کو زیارتِ مبارکہ کا موقع دیا جاتا۔ اس انتظام کے باوجود ہزاروں عقیدت مند شرفِ زیارت نہ حاصل کر سکے۔

## آخری آرام گاہ:

سُنّی رضوی جامع مسجد کے پہلو میں نئے دارالحدیث کے زیرِ سایہ آپ کی قبرِ انور تیار کی گئی۔ نمازِ عشاء کے بعد آپ کو اس

آخری آرام گاہ میں لایا گیا۔

عبدالمصطفٰے ازہری اور مولانا محمد عبدالقادر صاحب اور صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول صاحب و دیگر احباب نے آپ کے جسمِ مبارک کو لحد شریف میں لٹایا۔ یہ منظر بڑا رقت آمیز تھا اور لاکھوں آنکھیں اشکبار تھیں اور زبان پر ذکر و درود کی صدائیں تھیں۔

آپ کا مزارِ پاک حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کی زندہ تصویر ہے۔

؎ خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے
کہ درو بود قیل و قال محمد
(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

ایک طرف سُنّی رضوی جامع مسجد ہے اور دوسری طرف دارالحدیث۔

آپ کے وصال مبارک پر قُل شریف اور چہلم اور عرس حضرت شیخ الحدیث کے موقع پر اخبارات نے خاص ایڈیشن شائع کیے اور ہر مکتبِ فکر نے تعزیتی جلسے کیے۔



# عالمگیر علمی روحانی تعلیمی تبلیغی فیضان کی ایک جھلک

استاذ الاساتذہ شیخ الشیوخ علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قادری رضوی چشتی صابری محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے قیامِ پاکستان سے قبل بریلی شریف کے دورِ تدریس میں اور قیامِ پاکستان کے بعد لائلپور پاکستان میں وہ عظیم جلیل بے مثال و لاجواب تعلیمی تدریسی خدمات انجام دیں کہ آج پوری دنیا میں اس کے واضح اور نمایاں اثرات نظر آ رہے ہیں۔ پاک و ہند کا کوئی بھی بڑا چھوٹا مدرسہ علمی و دینی درسگاہ کوئی جامعہ کوئی دارالعلوم ایسا نہیں جس میں محدثِ اعظم پاکستان کے خلفاء و تلامذہ اور اب تلامذہ در تلامذہ تدریسی تعلیمی خدمات انجام نہ دے رہے ہوں۔ چند اہم تلامذہ و خلفاء کا انتہائی مختصر اجمالی تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

؎ دیکھئے جس کو وہ نجم آسمانِ علم ہے
یہ دبستاں ہے کہ انجم خانۂ شیخ الحدیث!

پی رہے ہیں تشنہ لب پیمانۂ شیخ الحدیث
قادری میخانہ میخانۂ شیخ الحدیث!

## نبیرہ اعلیٰ حضرت مفسرِ اعظم علامہ شاہ محمد ابراہیم رضا خان صاحب جیلانی میاں علیہ الرحمۃ

اپنے والد ماجد شیخ الانام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب

بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلف اکبر و سجادہ نشین تھے۔ زبردست عالم فاضل و محقق و مفسر تھے۔ سیدنا حجۃ الاسلام کے بعد اعلیٰ حضرت کے دار العلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام کے مہتمم و شیخ الحدیث بھی رہے۔ امام اہلسنّت حضرت قبلہ محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے بریلی شریف قیام و تدریس کے دور میں حضرت محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے بریلی شریف قیام و تدریس کے دور میں حضرت محدثِ اعظم سے شرف تلمذ حاصل کیا اور ہزاروں علماء کو فیض یاب فرمایا۔ اور ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" بھی جاری فرمایا۔

(مفتی اعظم اور ان کے خلفاء صـ۱۱۲ و سیرت مفسر اعظم مطبوعہ بریلی شریف، صـ۱۵)

حضرت علامہ تحسین رضا خان بریلوی مدظلہ کا بیان ہے۔ محدثِ اعظم اپنے ساتھ اپنی مسند پر بٹھا کر پڑھاتے تھے۔

## نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ حماد رضا نعمانی میاں رحمۃ اللہ علیہ

صاحبزادہ و خلف اصغر حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہٗ قیام پاکستان و تقسیم ہند کے بعد کراچی میں وصال فرمایا۔ حضرت سیدی محدثِ اعظم پاکستان سے بریلی شریف میں درس نظامی کی تعلیم حاصل فرمائی۔

(مکتوب سیدنا حجۃ الاسلام بنام محدثِ اعظم و کتاب محدثِ اعظم)

## فقیہہ کبیر شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رضوی مدظلہ العالی

حضرت صدر الشریعہ فقیہہ الاعظم مولانا علامہ محمد امجد علی اعظمی رضوی مصنف



بہار شریعت قدس سرہٗ کے بھتیجے اور خلیفہ ہیں۔

دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں حضرت محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہٗ سے دورہ حدیث شریف دیگر علوم عربیہ کی تعلیم حاصل کی حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ بھی آپ کے اساتذہ میں ہیں۔

دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف، جامعہ انوار القرآن، بلرام پور، گونڈہ یوپی، میں تدریس و افتاء کے فرائض انجام دینے کے بعد آج کل جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی میں صدر دار الافتاء اور تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

بخاری شریف کی بڑی زبردست شرح نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری بھی لکھی ہے۔ نائب مفتی اعظم ہیں مدت مدید سیدنا مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ کے دار الافتاء میں نائب مفتی اعظم کے فرائض انجام دیئے۔ زبردست مناظر و مصنف ہیں۔

(خلفاء مفتی اعظم صـ۲۲۸)

## شیخ المعقول استاذ الاساتذہ علامہ غلام رسول رضوی مدظلہ العالی

سابق شیخ الحدیث مرکزی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد محدث اعظم قدس سرہٗ کے ارشد تلامذہ و خلفاء میں سے ہیں۔ دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں صدر المدرسین اور جامعہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، مدرسہ حنفیہ فریدیہ بصیر پور میں تدریس کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔ ہزاروں علماء آپ کے شاگرد ہیں، امام اہلسنّت محدثِ اعظم پاکستان کے وصال

کے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ آج کل فیصل آباد میں جامعہ سولیہ رضویہ چلا رہے ہیں۔

امام اہلسنت، محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے داماد ہیں۔

(کتاب محدث اعظم و سنی آواز ناگپور، انڈیا)

بخاری شریف کی شرح تفہیم البخاری بھی تحریر فرمائی۔

(ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ اپریل ۱۹۹۱ء)

## فخر المحدثین بحر العلوم علامہ عبد المصطفیٰ الازہری علیہ الرحمۃ

سیدی حضور صدر الشریعہ قدس سرہٗ مصنف بہار شریعت کے خلف شہیر ہیں۔ اجمیر مقدس اور بریلی شریف میں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اکثر درسی کتابیں اپنے عظیم المرتبت والد گرامی سیدنا صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب قدس سرہٗ سے پڑھیں۔ جامعہ ازہر مصر اور مدرسہ حافظیہ سعیدیہ سعیدہ دادوں علی گڑھ میں بھی تحصیل علم فرمائی۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف، جامعہ محمدی شریف جھنگ، جامعہ رضویہ منظر اسلام ہارون آباد اور دارالعلوم امجدیہ کراچی میں عظیم تدریسی خدمات انجام دیں۔ سینکڑوں علماء نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

(کتاب خلفاء مفتی اعظم ہند و محدث اعظم پاکستان، ماہنامہ اعلیحضرت، ماہنامہ نوری کرن بریلی، سنی آواز ناگپور، انڈیا)

## استاذ العلماء علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ۔

بلند پایہ محدث و



مفسر و مدرس تھے۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت اور امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے ارشد و قابل فخر تلامذہ میں سے ہیں۔ مقبول عام شعلہ نوا خطیب و مصنف تھے۔ جامعہ محمدیہ حنفیہ امروہہ، دارالعلوم شاہ عالم گجرات، احمد آباد ہند، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ اور دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف، ضلع سدھارتھ نگر یوپی میں تعلیمی تدریسی خدمات انجام دیں۔ اکثر جگہ صدر المدرسین و شیخ الحدیث رہے۔ سینکڑوں علماء نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ جو خود بھی استاذ العلماء بن گئے۔

(کرامات صحابہ و ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور و سنی آواز ناگپور، مہاراشٹر)

## استاذ العلماء فاضل جلیل علامہ محمد ثناء اللہ محدث مئوی علیہ الرحمۃ

امام اہلسنت، محدث اعظم پاکستان کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ اکثر کتب حضور سیدنا صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب اعظمی سے پڑھیں۔ امام اہلسنت، محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ کے بعد دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں محدث و صدر المدرسین مقرر ہوئے۔

بریلی شریف کے بعد مئو ناتھ بھنجن وغیرہ مقامات پر تدریسی خدمات انجام دیں۔ محدث اعظم سے بریلی دور میں تعلیم حاصل کی۔

(ماہنامہ سنی آواز، ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی، ماہنامہ اعلیحضرت بریلی شریف)

## شمس العلماء علامہ مفتی محمد نظام الدین سہسرامی

زبردست عالم فاضل و محقق و فقیہ تھے دارالعلوم جامعہ رضویہ منظرِ اسلام بریلی شریف میں محدثِ اعظم پاکستان امامِ اہلسنت مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہٗ سے پڑھا۔ جب بریلی شریف میں منظور سنبھلی سے محدثِ اعظم کا مناظرہ ہوا اور منظور سنبھلی نے منطق کے موضوع پر عام چیلنج کیا تو مولانا مفتی محمد نظام الدین صاحب نے صرف ایک سوال کر کے منظور سنبھلی کو لاجواب و بدحواس کر دیا۔

آپ نے محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے علاوہ مجاہدِ ملت علامہ محمد حبیب الرحمٰن قادری رضوی الہٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تعلیم حاصل کی۔ سہسرام کے علاوہ جامعہ سبحانیہ الہٰ آباد انڈیا۔

دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف اور دیگر مرکزی اداروں میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ خطیب مشرق مصنف شہیر علامہ مشتاق احمد نظامی الہٰ آباد بھارت آپ کے ہونہار تلامذہ میں سے ہیں۔

## حافظ العلوم استاذ العلماء مولانا علامہ سید محمد جلال الدین شاہ بھکھی شریف

سیدی امام اہلسنت محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہٗ کے بریلی شریف دور کے نہایت فاضل و محقق شاگردِ رشید تھے۔ بظاہر نابینا ہونے کے باوجود علوم و فنون عربیہ کے حافظ تھے۔ جامعہ نوریہ رضویہ کے نام سے بھکھی شریف ضلع گجرات میں زبردست دارالعلوم قائم فرمایا۔



ہزاروں علماء نے آپ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ آپ کے صاحبزادگان میں علامہ سید منظر قیوم مشہدی، علامہ سید محمد محفوظ مشہدی سلطان المناظرین، علامہ قاری عرفان احمد مشہدی زبردست عالم فاضل محقق اور متصلب سنی بریلوی ہیں۔

(کتاب محدثِ اعظم پاکستان و ماہنامہ سنی آواز ناگپور)

## استاذ العلماء علامہ محمد عبد الرشید جھنگوی

امام اہلسنت سیدی محدثِ اعظم پاکستان کے جلیل القدر تلمیذ ارشد ہیں، زبردست مدرس و محقق بے مثال مناظر خطابت و فنِ تدریس کے ماہر ہیں۔ آپ کے جلیل القدر والدِ ماجد علامہ محمد قطب الدین جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کو جب معلوم ہوا کہ آپ دورۂ حدیث کے لئے دیوبند جانا چاہتے ہیں، امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہٗ ان دنوں آل انڈیا سنی کانفرنس کے سلسلہ میں بہت مصروف تھے۔ انہوں نے مولانا عبد الرشید جھنگوی مدظلہٗ کو سیدی حضرت محدثِ اعظم پاکستان کی خدمت میں دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف بھیج دیا اور وہیں آپ نے دورہ حدیث شریف کی تکمیل فرمائی۔ اور دستارِ فضیلت و سندِ فراغت حاصل کی اور بعد میں حضور امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی

پوری کے مدرسہ جامعہ نقشبندیہ علی پور سیداں میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔

حکیم الامت امیر شریعت، علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی حضرت علامہ ابوالشاہ محمد عبدالقادر صاحب الٰہ آبادی علیہ الرحمۃ جیسے اکابر امت آپ کے شاگرد ہیں۔ بعد میں ضلع جھنگ میں جامعہ قطبیہ رضویہ قائم کیا۔ اور محدث اعظم کی مرکزی سنی رضوی جامع مسجد جھنگ، بازار میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ محدث اعظم سے سلسلہ قادریہ رضویہ میں خلافت بھی حاصل ہے۔

(کتاب محدث اعظم پاکستان و ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور)

## فقیہہ جلیل مفتی محمد مجیب الاسلام قادری:

سیدی سندی امام اہلسنت، محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے نامور ارشد تلامذہ میں سے ہیں، صدر الشریعت علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔

۱۳۶۲ھ میں آپ نے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم سے دورہ حدیث پڑھا اور مدت مدید تک حضور مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ کے رضوی دارالافتاء کے نامور مفتی رہے۔ نہایت خوش نویس ہیں اور سیدنا مفتی اعظم کے کاتب بھی رہے۔ اور بریلی شریف میں محدث اعظم کے دارالعلوم مظہر اسلام میں درس و تدریس و افتاء کی خدمات انجام دیں۔ آج کل ادری مئو ناتھ بھنجن میں



تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف محدث اعظم پاکستان نمبر و سنی آواز ناگپور)

## استاذ العلماء علامہ تحسین رضا خان بریلوی:

برادر اعلیحضرت مولانا حسن رضا خان حسن بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ آپ کے عظیم المرتبت والد ماجد فاضل جلیل علامہ حسنین رضا خان صاحب قبلہ قدس سرہ نے آپ کو تحصیل علم و دورہ حدیث کے لئے جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور (فیصل آباد) محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا اور جامعہ رضویہ ہی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کی دستار بندی کے جلسہ میں خود حضرت علامہ حسنین رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ نے شرکت فرمائی۔ ابتداءً حضور سیدنا صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب اعظمی رضوی قدس سرہ، مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خان صاحب بریلوی حضرت علامہ مفتی شمس الدین جونپوری حضرت مولانا سردار علی خاں عرف عزو میاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پڑھا۔ آپ نے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف جامعہ رضویہ مظہر اسلام، بریلی شریف میں ایک عرصہ دراز تک تعلیمی تدریسی خدمات انجام دیں۔

آج کل جامعہ نوریہ رضویہ عید گاہ بریلی شریف میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔

سینکڑوں علماء نے شرف تلمذ حاصل کیا۔

(کتاب خلفاء مفتی اعظم مطبوعہ بمبئی، و ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، کتاب محدث اعظم پاکستان)

## مفتی اعظم کراچی علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ:-

پیلی بھیت یوپی کے رہنے والے تھے۔ بریلی شریف میں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہٗ سے شرف تلمذ حاصل کیا پھر دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ بریلی شریف میں تدریس کی خدمات محدث اعظم پاکستان کے زیر سایہ انجام دیں۔ حضور سیدنا صدر الشریعت قدس سرہٗ سے بھی پڑھا۔ جب قیام پاکستان کے بعد سیدی محدث اعظم پاکستان، فیصل آباد (لائل پور) رونق افروز ہوئے تو حضرت علامہ وقار الدین صاحب بنگال (مشرقی پاکستان) چلے گئے سنیت و مسلک اعلیحضرت کی بے مثال خدمات انجام دیں اور دارالعلوم رضویہ قیام فرمایا۔ سقوط مشرقی پاکستان کے بعد حضرت علامہ مفتی محمد ظفر علی نعمانی رضوی مدظلہ العالی کی فرمائش پر دارالعلوم امجدیہ کراچی رونق افروز ہوئے۔ نائب شیخ الحدیث اور مفتی کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس صاحب قادری رضوی نے آپ سے ہی شرف تلمذ اور سلسلہ قادریہ رضویہ میں اجازت و خلافت پائی۔

(رفیق علم دارالعلوم امجدیہ کراچی، ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، سنی آواز ناگپور)



## ریحان ملت نبیرہ اعلیحضرت علامہ مفتی محمد ریحان رضا خاں رحمانی میاں:-

سجادہ نشین سوئم خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف و مہتمم دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خلف اکبر بانی خانقاہ عالیہ رضویہ امام حجۃ الاسلام کے نبیرہ (پوتے) ہیں۔

آپ کے عظیم المرتبت والد ماجد اور سیدنا مفتی اعظم (نانا جان) قدس سرہٗ نے آپ کو تحصیل علم و درس حدیث کے لئے امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے پاس لائل پور فیصل آباد بھیجا۔ آپ تین سال جامعہ رضویہ لائلپور (فیصل آباد) میں زیر تعلیم رہے۔

حضرت صدر العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی اور شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام شہزادہ اعلیٰ حضرت سیدنا مفتی اعظم، مولانا علامہ احسان علی صاحب، جیسے حضرات آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ تین سال محدث اعظم پاکستان کے زیر سایہ تعلیم حاصل کی۔ اپنے والد ماجد مفسر اعظم مولانا جیلانی میاں قدس سرہٗ کے انتقال کے بعد دارالعلوم منظر اسلام کے مہتمم و صدر مدرس و شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔

سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے وصال شریف کے بعد خانقاہ عالیہ رضویہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ سینکڑوں طلباء نے آپ سے استفادہ کیا آپ یوپی بریلی شریف سے راجیہ سبھا کے ایم ایل سی بھی ہوئے آپ دارالعلوم منظر اسلام کو خوب ترقی دی اور مغربی یورپی ممالک اور پاکستان کے تبلیغی دورے فرمائے۔

(کتاب خلفاء مفتی اعظم وکتاب محدث اعظم وماہنامہ اعلیٰ حضرت)

## امیر شریعت حکیم الاُمّت الاعلامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی

امام اہلسنت سیدی محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ کے ارشد خلفاء وکبیر العلماء سے ہیں اور اس شرف میں منفرد ہیں کہ امام اہلسنت محدث اعظم کے خلیفہ اوّل وخلیفہ بلافصل ہیں، علم وفضل زہد وتقویٰ اتباع شریعت اور جذبہ تبلیغ سنیت واشاعت مسلک اعلیٰ حضرت میں اپنے زمانہ کے فرد یگانہ ہیں، گوجرانوالہ کسی زمانہ میں غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ و دیابنہ کا گڑھ تھا۔ آج بفضلہ تعالیٰ آپ کی بے مثال مساعی جمیلہ سے سنیت و رضویت ومسلک اعلیٰ حضرت کا مثالی مرکز ہے نہ صرف پاک و ہند ممالک اسلامیہ بلکہ مغربی یورپی ممالک تک آپ کا علمی وروحانی فیض پہنچا۔
بیشتر ممالک میں آپ کے تلامذہ ومریدین اہلسنت کی نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی سرپرستی میں جریدہ حمیدہ اہلسنت کے موقر ومؤثر ترجمان رضائے مصطفےٰ نے عالمگیر شہرت ومقبولیت ومحبوبیت حاصل کی ہر باطل فرقہ ہر جدید فتنہ کا رد وابطال آپ کا وظیفہ ہے۔

گوجرانوالہ میں بنام جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم ایک زبردست دارالعلوم قائم فرمایا جہاں سے سینکڑوں مقتدر علماء وخطباء اور شعلہ نوا دلیر ومجاہد مقررین ومبلغین فارغ التحصیل ہوئے۔ متبع سنت وشریعت بزرگ خلوص وایثار محبت ومروت کا پیکر ہیں، بہر نوع مسلک اعلیٰ حضرت پر کاربند رہتے ہیں۔



## مناظر اعظم شیر اہلسنت مولانا محمد عنایت اللہ قادری رضوی رحمتہ اللہ علیہ

امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان بریلی دور کے ارشد تلامذہ وخلفاء میں سے تھے۔ سیدنا حجتہ الاسلام بریلوی سے شرف بیعت اور محدث اعظم سے خلافت پائی۔

بریلی شریف کے دارالعلوم میں محدث اعظم سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ امرتسر مشرقی پنجاب ہند میں تحصیل پورہ کی جامع مسجد میں امام وخطیب مفتی ومدرس رہے۔ غیر مقلدین کے مناظر اعظم ثناء اللہ امرتسری کو بار بار شکست فاش دی مخالفین اہلسنت کے بڑے بڑے مناظرین کے برج الٹ دیئے۔

دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں بھی مدرس رہے۔ مغربی یورپی ممالک میں تبلیغی دورے اور مناظرے فرمائے۔ سانگلہ ہل میں جامعہ نقشبندیہ رضویہ کے نام سے عظیم الشان دارالعلوم قائم فرمایا اور ایک انتہائی خوبصورت ودلکش جامعہ مسجد تعمیر کرائی جو فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔ جس کے بلند وبالا مینار پر شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے مشائخ کرام کے اسماء مبارکہ لکھے ہیں اسی جامع مسجد میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

## محقق زماں علامہ سید محمد زبیر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

بھی حضرت سیدی محدث اعظم کے فاضل ومحقق ارشد تلامذہ میں سے

تھے۔ مُدّتوں دارالعلوم رحمانیہ اسلامیہ ہری پور ہزارہ میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے فرائض انجام دیئے۔ سینکڑوں علماء کو فیضیاب کیا۔ بعد میں چکوال میں عظیم دارالعلوم اہلسنّت جامعہ اسلامیہ غوثیہ کے نام سے قائم کیا۔ زبردست محققانہ پُرجوش خطاب فرماتے تھے۔ آپ کا دورہ تفسیر القرآن بہت مشہور تھا۔

## اُستاذ العلماء فقیہہ شہیر علاّمہ حافظ محمّد احسان الحق قادری رضوی علیہ الرحمۃ اللہ

زبردست محقّق و مدرس بے مثال، مناظر اور فن تدریس کے ماہر تھے۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں صدر المدرسین نائب شیخ الحدیث کے منصب عظمیٰ پر بھی فائز رہے۔

محدّث اعظم علیہ الرّحمۃ جامعہ رضویہ سے مناظروں کے لئے اکثر علاّمہ حافظ احسان الحق قادری رضوی کو ہی بھیجتے تھے۔ ہر باطل فرقہ کے ردّ و ابطال کا ملکہ حاصل تھا۔ بدمذہبوں کے ردّ میں بڑے محققّانہ مضامین لکھتے تھے۔ امام اہلسنّت، محدّث اعظم پاکستان سے شرف بیعت و شرف تلمذ بھی حاصل تھا۔ جامعہ رضویہ سے ہفت روزہ "محبوب حق" بھی جاری فرمایا۔

## فقیہہ العصر علاّمہ مُفتی لطیف اللہ صاحب آگرہ:

محدّث اعظم پاکستان قدس سرّہٗ کے بریلی دور کے ارشد تلامذہ سے ہیں۔ جب آگرہ ہندوستان میں امام اہلسنّت محدّث اعظم پاکستان



نے مولوی سُلطان حسن سنبھلی کو مناظرہ میں شکست فاش دی۔ مولانا مُفتی لطیف اللہ صاحب آگروی کچھ عرصہ بعد محدّث اعظم کی خدمت میں بریلی شریف حاضر ہو کر آپ کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے اور دارالعلوم بریلی شریف سے فارغ التحصیل ہوئے۔

آگرہ متھرا کے علاقہ میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

## مخدوم ملت علاّمہ سبطین رضا خاں صاحب بریلوی:

برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا حسن میاں بریلوی علیہ الرّحمۃ کے پوتے اور فاضل جلیل علاّمہ حسنین رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلف اکبر ہیں۔ آپ نے بریلی شریف میں حضرت سیدنا محدّث اعظم پاکستان اور حضور سیدی صدر الشریعہ علیہ الرّحمۃ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ کچھ کتابیں اپنے والد ماجد اور کچھ کتابیں سیدنا صدر الشریعہ کے بھتیجے شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی رضوی، شمس العلماء علاّمہ قاضی شمس الدین جونپوری سے پڑھیں۔ سیدنا مُفتی اعظم شہزادہ اعلیٰ حضرت سے شرف بیعت و خلافت حاصل ہے۔

آپ جامعہ عربیہ اہلسنّت ناگپور مہاراشٹر میں بھی مدرس رہے۔ آج کل مدرسہ فیض الاسلام کانکیر کشتیکل ضلع بستر بھارت میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اپنے اُستاد محترم محدّث اعظم پاکستان کے جانثار و عاشق زار ہیں۔ گھنٹوں آپ کی جلالت علمی کا تذکرہ فرماتے رہتے ہیں۔

## شیخ الحدیث مُفتی محمّد اعجاز ولی الرّضوی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا امام اہلسنّت

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس خانوادہ عالیہ سے تھے۔ بریلی شریف میں امام اہلسنت محدثِ اعظم پاکستان سے متعدد درسی کتب پڑھیں۔ شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ اپنے بڑے بھائی حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کچھ کتابیں پڑھیں اور بالائی کتب و دورہ حدیث جامعہ حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ میں حضور سیدنا صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ جامعہ نعیمیہ لاہور۔ جامعہ نعمانیہ لاہور میں درس و تدریس فرمائی۔ لاہور جامع گنج بخش اور کرشن نگر جامعہ حامدیہ رضویہ قائم فرمایا۔ مرکزی جمعیت العلماء پاکستان مفتی اور مفت روزہ جمعیت لاہور کے نگران رہے۔

## حضرت مولانا قاضی محمد شفیع مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ:

عظیم عربی سُنّی یونیورسٹی جامعہ اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ یوپی کے ناظم اعلیٰ اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ بہترین منتظم تھے۔ رضوی دارالعلوم جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں امام اہلسنت محدثِ اعظم پاکستان کے زیرِ سایہ تعلیم حاصل کی۔ تکمیل حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے فرمائی۔

(فتاویٰ رضویہ دیباچہ مطبوعہ کراچی)

## حضرت علامہ محمد صابر القادری الرضوی نسیم بستوی:

نے رضوی دارالعلوم جامعہ منظر اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ بریلی شریف



میں امام اہلسنت محدثِ اعظم سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ یہ بات انہوں نے خود فقیر سے ایک خط میں بتائی اور حضرت محدثِ اعظم پاکستان کے نامور تلامذہ میں حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی سابق شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف اور مولانا مفتی محمد جہانگیر راجستھان سے بھی درسی تعلیم حاصل کی۔ مولانا نسیم بستوی دارالعلوم فیض الرسول کے نامور مدرس اور ماہنامہ فیض الرسول کے چیف ایڈیٹر تھے۔

## شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی:

زبردست مدرس و محدث اعلیٰ درجہ کے مقرر و مصنف تھے "کراماتِ صحابہ" نامی کتاب میں آپ نے خود ذکر فرمایا اور تحریر کیا کہ بریلی شریف دارالعلوم منظرِ اسلام میں حضرت محدثِ اعظم پاکستان سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اور متعدد کتابیں پڑھیں صدر الشریعہ کے وطن گھوسی شریف کے رہنے والے تھے۔ صدر الشریعت علیہ الرحمۃ سے دورہ حدیث پڑھا۔ مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ ضلع مراد آباد۔ دارالعلوم شاہ عالم گجرات دارالعلوم فیض الرسول میں شیخ الحدیث کے فرائض انجام دیئے۔

## عالمی مبلغ اسلام علامہ محمد ابراہیم خوشتر رضوی:

محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہ کے ارشد تلامذہ و خلفاء سے ہیں، جمال پور بہار کے رہنے والے ہیں، بریلی شریف میں زیر تعلیم رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد امام اہلسنت محدثِ اعظم پاکستان کے ہمراہ فیصل آباد

لائلپور آئے۔ اور مدت العمر محدثِ اعظم سے تحصیل علوم میں مشغول رہے گوجر خان، راولپنڈی، منٹگمری، ساہیوال میں رضوی دارالعلوم اور جامعات قائم کئے۔ سیلون سری لنکا کے بعد آج کل پورٹ لوئیس ماریشش اور مانچسٹر لندن برطانیہ میں سُنّی رضوی دارالعلوم اور انٹرنیشنل سُنّی رضوی سوسائٹی کے ذریعہ مسلکی دینی خدمات انجام دے رہے ہیں، عالمی مبلّغِ اسلام و شیخ طریقت ہیں۔

## شیخ الحدیث مفتی محمد حسین قادری رضوی سکھروی:

امامِ اہلسنّت محدثِ اعظم پاکستان کے نہایت زکی اور فاضل تلامذہ میں سے تھے۔ اندور بھارت کے رہنے والے تھے۔ حضرت علامہ مفتی محمد رضوان الرحمٰن رضوی مفتی اندور مالوہ سے پڑھ رہے تھے۔ پاکستان کا قیام عمل میں آگیا آپ کا سارا خاندان اور برادری پاکستان کراچی آگئی، آپ بھی بحیثیت مہاجر کراچی آئے۔ ابتداءً حضرت علامہ مفتی محمد ظفر علی نعمانی رضوی کے دارالعلوم امجدیہ میں پڑھے اور پھر دورۂ حدیث اور بالائی کتب کی تحصیل کے لئے امامِ اہلسنّت کی خدمت میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور فیصل آباد آئے۔ سکھر سندھ میں پہلے جامعہ قادریہ رضویہ اور پھر جامعہ غوثیہ رضویہ قائم فرمایا۔

سینکڑوں علماء یہاں سے فارغ التحصیل ہوگئے۔ علاقہ سندھ و بلوچستان میں آپ کا بہت فیض ہے۔ قومی و صوبائی اسمبلی کے ممبر اور مجلسِ شوریٰ کے ممبر و رکن بھی بنے۔ کراچی، سکھر سندھ میں آپ کے



مریدین کا حلقہ وسیع ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

## شیخ الحدیث مفتی عبدالقیوم قادری رضوی:

مرکزی جامعہ رضویہ مظہر اسلام سے تعلیم حاصل کی۔ مفتی پاکستان علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی کے بعد امام اہلسنّت، محدثِ اعظم پاکستان سے شرف تلمذ حاصل کیا اور دورہ حدیث شریف پڑھا۔ امام اہلسنّت، محدثِ اعظم ہی سے شرف بیعت حاصل کیا۔ بہت سی کتابیں شیخ المعقول، شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی مدظلہ، سے پڑھیں۔ مدت مدید سے مرکزی تنظیم المدارس اہلسنّت کے مرکزی ناظم اعلیٰ کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کو بام عروج پر پہنچایا ہے۔

## شیخ القرآن، شیخ الحدیث علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی:

بانی جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور، محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ کے نامور فاضل و محقق تلامذہ سے ہیں۔ زبردست محقق و محدث مفتی و مناظر اور پاکستان کے سب سے بڑے مصنف ہیں۔ گہرے رضوی بریلوی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ سینکڑوں علماء کے استاد ہیں۔ مدرسہ انوار العلوم ملتان میں غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی کی خدمت میں دورۂ حدیث پڑھنے آئے تھے۔ اس سال انوار العلوم میں دورۂ حدیث نہ ہوا تھا۔ حضرت غزالی زماں علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ لائلپور میں ہمارے بریلی شریف

کے محدث حضرت علامہ محمد سردار احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ تشریف لائے ہیں۔

ان سے دورہ حدیث پڑھو۔ لہٰذا علامہ اویسی صاحب نے جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں امام اہلسنت، محدث اعظم سے دورۂ حدیث اور بالائی کتب پڑھیں۔

(اکابر اہلسنت)

## مفسر قرآن علامہ ابوالشاہ محمد عبدالقادر احمد آبادی قادری رضوی (احمد آباد)

گجرات کاٹھیاواڑ کے رہنے والے تھے۔ احمد آباد گجرات سے محدث اعظم امام اہلسنت کی شخصیت مقدسہ سے متاثر ہو کر ان کے ہمراہ بریلی شریف آئے۔ دینی تعلیم کا آغاز فرمایا۔ قیام پاکستان کے وقت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ کچھ عرصہ علی پور سیداں میں پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر استاذ العلماء علامہ عبدالرشید رضوی سے پڑھا۔ اور پھر جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور میں حضرت محدث پاکستان قدس سرہ سے تحصیل علوم کی اور دورۂ حدیث پڑھا۔

سیدنا مفتی اعظم شہزادہ اعلیٰ حضرت کے مرید و خلیفہ تھے۔ امام اہلسنت محدث اعظم قدس سرہ سے بھی خلافت پائی۔

امام اہلسنت محدث پاکستان کی نماز جنازہ بھی آپ نے پڑھائی یہ بڑی عظیم سعادت ہے بعد میں جامعہ قادریہ رضویہ قائم فرمایا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)



استاذ العلماء مولانا محمد معین الدین شافعی رضوی بمبئی ہندوستان کے رہنے والے تھے امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے ارشد تلامذہ و خلفاء میں تھے بریلی شریف میں محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں تحصیل علوم کر رہے تھے پاکستان بنا تو سیدی محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے ہمراہ پاکستان آئے۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کیا بوقت وصال و علاج امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کی بے مثال خدمات انجام دیں جامعہ رضویہ میں نائب ناظم اعلیٰ رہے اور پھر جامعہ قادریہ رضویہ سرگودھا روڈ کے قیام میں اہم کردار ادا کیا شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے

استاذ العلماء العارفین علامہ غلام آسی پیا رام پور انڈیا۔ امام اہلسنت محدث اعظم کے فاضل تلامذہ سے ہیں حضور صدر شریعت مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت کے سالے اور رئیس والتقریر والتحریر علامہ ارشد القادری الرضوی مدظلہ کے بڑے بھائی ہیں بریلی شریف میں محدث اعظم پاکستان سے پڑھا اور اب رام پور انڈیا میں تدریس و طریقت کی خدمات انجام دے رہے ہیں علامہ ارشد القادری علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب اعظمی جیسے اکابر علماء کے استاد ہیں اس طرح یہ حضرات محدث اعظم پاکستان کے پوتے شاگرد ہوئے۔

خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی رضوی الہ آباد یوپی انڈیا محدث اعظم پاکستان کے نامور تلمیذ ارشد شمس العلماء علامہ مفتی محمد نظام الدین سہسرام کے شاگرد رشید زبردست مصنف و مناظر و اہل قلم تھے الہ آباد انڈیا میں دار العلوم اہلسنت قائم فرمایا اور ماہنامہ پاسبان الہ آباد سے جاری کیا بکثرت فاضلانہ کتب کے مصنف ہیں۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

صوفی باصفا علامہ مفتی محمد امین صاحب بانی جامعہ امینیہ رضویہ امام اہلسنت حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان کے متقی و فاضل تلامذہ میں سے ہیں فاضل و محقق ہیں سیدنا محدث اعظم

کے عہد حیات میں جامعہ رضویہ کے مفتی تھے مناظر اہلسنت مولانا محمد سعید احمد اسعد کے والد ماجد اور جامعہ امینیہ رضویہ کے بانی ہیں

شیخ الحدیث مفتی مختار احمد صاحب دیال گڑھی امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے فاضل و محقق غیور شاگرد اور بہترین مفتی و مدرس تھے محدث اعظم کے ہم وطن تھے بریلی شریف کے دار العلوم کے فارغ التحصیل تھے مدتوں مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ میں مدرس و مفتی رہے بعد جامعہ قادریہ رضویہ میں مفتی و مدرس مقرر ہوئے۔ رحمتہ اللہ علیہ

فقیہ زماں مفتی محمد نواب الدین صاحب امام اہلسنت محدث پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد۔ خلیفہ اور داماد محترم تھے زبردست عالم و فاضل اور مفتی تھے جامعہ رضویہ کے ناظم تعلیمات اور غلہ منڈی فیصل آباد کے خطیب تھے (رحمتہ اللہ علیہ)

شیخ الحدیث مولانا محمد شمس الزمان قادری رضوی امام اہلسنت کے فاضل ہونہار شاگرد رشید اور مخلص و جانثار مرید تھے ٹوبہ کے رہنے والے تھے بہترین فقیہ ہونے کی وجہ سے شیخ الفقہ کے لقب سے مشہور تھے پہلے جھنگ شہر اور بعد میں لاہور تدریسی خدمات انجام دیں پہلے جامعہ نعیمیہ لاہور میں پڑھایا اور پھر سمن آباد لاہور میں جامعہ رحیمیہ رضویہ غوث العلوم قائم فرمایا بیڈن روڈ لاہور کی عظیم سنی رضوی مسجد تعمیر کرائی اور مدتوں امامت خطابت کے فرائض انجام دیئے۔ جماعت اہلسنت میں اہم کردار ادا کیا (رحمتہ اللہ علیہ)

شیخ الحدیث مولانا سید مراتب علی شاہ امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے مجاہد دلیر اور فاضل تلامذہ سے ہیں عارف والا میں دار العلوم رضویہ حنفیہ زبردست دار العلوم اہلسنت قائم فرمایا عارف والا فتح کرنے کے بعد سلہو کے ضلع گوجرانوالہ اپنے وطن تشریف۔ لے گئے شیخ الاسلام حافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں سیدنا مفتی اعظم



بریلی شریف سیدنا محدث اعظم پاکستان کی اجازت و خلافت سے مشرف ہیں اعلیٰ درجہ کے مدرس و مناظر اور خطیب ہیں۔ گوجرانوالہ میں جامعہ رضویہ قمر المدارس قائم فرمایا۔

شیخ الحدیث علامہ محمد نصر اللہ خاں افغانی افغان قبیلہ کے عظیم علمی فرد افغانستان کے فقیہ و مفتی ہیں اور سابق رئیس افتاء رہ چکے ہیں جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل کیا مولانا نورانی میاں کے استاد علامہ سید غلام جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور مجاہد ملت مولانا محمد حبیب الرحمٰن قادری آلہ آبادی علیہ الرحمتہ اور محدث اعظم پاکستان کے نامور شاگرد حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین سہسرام سے بھی شرف تلمذ حاصل ہے اعلیٰ درجہ کے محقق و مصنف اور مفتی ہیں آج کل گلشن اقبال کراچی میں سکونت پذیر تالیف و تصنیف میں مشغول ہیں۔

مفتی اعظم خانیوال مفتی محمد اشفاق احمد قادری رضوی امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے ارشد تلامذہ سے ہیں سیدی محدث اعظم قدس سرہ سے شرف بیعت بھی حاصل ہے خلوص للہیت علم و فضل کا پیکر ہیں فقاہت کا بہتا ہوا دریا ہیں انتہائی منکسر المزاج سادہ طبع ہیں خانیوال کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب اور جامعہ غوثیہ جامع العلوم کے مہتمم و شیخ الحدیث ہیں۔ اکثر کتب علامہ منظور احمد صاحب نواں جھنڈوالہ سے پڑھیں

شیخ الحدیث مولانا محمد شریف رضوی بھکر محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے ارشد تلامذہ اور نامور مدرس شاگرد ہیں اعلیٰ درجہ کے خطیب و مناظر ہیں۔ امام اہلسنت محدث اعظم علیہ الرحمتہ سے شرف بیعت بھی حاصل ہے جمعیت العلماء پاکستان میں اہم کردار ادا کر چکے ہیں مدرسہ انوار العلوم ملتان میں شیخ الحدیث رہ چکے ہیں امام اہلسنت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ کے ایام علالت میں جامعہ رضویہ میں قائم مقام شیخ الحدیث رہ چکے ہیں۔

سلطان المناظرین علامہ محمد اشرف سیالوی محدث اعظم علیہ الرحمتہ کے فاضل تلامذہ میں سے ہیں آپ نے دورہ حدیث شریف سیدی محدث اعظم علیہ الرحمتہ سے پڑھا۔ اور اس سے قبل کی کتب سید المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد بندیالوی رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ سیال شریف کے دار العلوم میں شیخ الحدیث اور آستانہ عالیہ کی جامع مسجد کے مدت مدید خطیب رہے۔ اپ سرگودھا میں ایک عظیم دار العلوم کی بنیاد رکھی ہے اور تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں جھنگ کی مرکزی جامع مسجد میں خطیب ہیں بہت سی محققانہ اور فاضلانہ کتب کے مصنف ہیں میدان مناظرہ میں مذاہب باطلہ کے بڑے بڑے مناظروں کو شکست فاش دے چکے ہیں۔

شیخ القران حضرت مولانا محمد عبدالکریم ابدالوی رضوی خانقاہ ڈوگراں میں جامعہ چشتیہ رضویہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے۔ سینکڑوں علماء آپ کے فیض یافتہ ہیں پیکر وفا مولانا نور المصطفیٰ رضوی آپ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔

استاذ العلماء علامہ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب سیالوی کفری شریف ضلع خوشاب کے رہنے والے تھے۔ حضور محدث اعظم علیہ الرحمتہ کے فاضل تلامذہ میں سے تھے۔ جامعہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل میں تدریسی و تبلیغی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ سمن آباد فیصل آباد کی مدنی مسجد میں مدت مدید خطیب رہے۔ بڑے فاضل محقق اور بڑے زبردست مناظر تھے۔ رحمتہ اللہ علیہ

استاذ العلماء علامہ مولانا محمد حنیف قادری رحمتہ اللہ علیہ سیدی محدث اعظم کے فاضل و محقق مخلص تلامذہ میں سے تھے۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں مدرس رہے پھر جامعہ گیلانیہ رضویہ گلبرگ فیصل آباد بنایا اور تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے اور ایک عظیم جامع مسجد تعمیر کرائی اور آخر وقت تک وہاں خطیب رہے۔ رئیس التقریر والتحریر قاری غلام رسول ایم اے مدیر انیس اہلسنت آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔



شیخ الحدیث علامہ سید محمد عبداللہ قادری رضوی سیدی محدث اعظم علیہ الرحمتہ کے محقق و فاضل باوفا تلامذہ میں سے تھے۔ ملتان میں آپ نے بڑا کام کیا جامعہ رضویہ انوار الابرار میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

شیخ الحدیث مفتی عبداللطیف قادری رضوی سیدی محدث اعظم علیہ الرحمتہ سے شرف بیعت و تلمذ حاصل کیا۔ بڑے بلند پایہ مدرس ہیں۔ جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم اور جامعہ فاروقیہ رضویہ گوجرانوالہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اب گوجرانوالہ میں بگھڑ کے علاقہ میں اپنا دار العلوم قائم کیا اور تدریس فرمارہے ہیں۔

شیخ الحدیث علامہ محمد عبداللہ مردانوی حضور محدث اعظم کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ شرف بیعت بھی آپ سے ہے گوجرانوالہ میں دار العلوم جامعہ نعمانیہ رضویہ اور نعمان مسجد آپ کی یادگار ہے

مفکر اسلام علامہ سید زاہد علی شاہ کشمیر کے رہنے والے ہیں۔ حضرت محدث اعظم علیہ الرحمتہ کے فاضل تلامذہ اور خلفاء میں سے ہیں۔ زبردست محقق خطیب ہیں۔ برطانیہ میں خدمت دینیہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جماعت اہلسنت برطانیہ کے صدر ہیں۔

استاذ العلماء علامہ سید زاہد علی شاہ پیلی بھیت انڈیا کے رہنے والے تھے۔ حضرت محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ و خلفاء میں سے تھے۔ سینکڑوں تلامذہ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ فیصل آباد گلبرک میں دار العلوم جامعہ نوریہ رضویہ جامع مسجد بغدادی آپ کی عظیم یادگار ہیں۔

یہ قصہ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا وہ تمہید بیان ہے

میرے سردار احمد سخی شہنشاہ عاشقاں دے دلاں تے تیرا راج ہے
سارے سُنیاں نوں عظمت ہے بخشی تساں سُنیت دی تیری ذات ہی لاج ہے
تیرا در منبع اے فیضِ انوار دا، توں ایں مظہر بریلی دی سرکار دا
قرب پایا تساں نبی مختار دا، تیرا دیدار عاشق دی معراج ہے
تیرے در توں ہزاراں دے دامن بھرے تیرے صدقے کروڑاں دے بیڑے ترے
سارا جگ جس نوں جھک جھک سلاماں کرے تیرے سر تے اوہ عظمت دا بس تاج ہے
تیری جسنوں دی آقا ادا مل گئی، اوس نوں منزلِ مدعا مل گئی
تیری نسبت دی جس نوں جلا مل گئی۔ اوہو پتھر دی ہیرا تے پکھراج ہے
بس سدی ایتھے بارش ہے انوار دی۔ ایتھے آمد بریلی دی سرکار دی
اج ہے شادی میرے آقا سردار دی، کول جیندے عشق دا داج ہے
تیری عظمت توں جاواں میں بلہاریاں تیریاں رہن قائم ایہہ سرداریاں
دور حافظ دیاں کریں بیماریاں۔ تیرا خادم ایہہ تیرا ای محتاج ہے



# محدّثِ اعظم محمد سردار احمد دا دربار

جے دِل دے مقصد لوڑنے توں میرے شیخ دے وچ دربار آجا
دن رات سخاوتاں کردے نے میرے پیر سخی سردار آجا
ایتھوں دولت ملے شریعت دی۔ ایتھوں نعمت ملے طریقت دی
ایتھے بلدی شمع حقیقت دی توں آ پروانہ وار آجا
تیرا دامن وی بھرپور ہوسی تیرا قلب وی نورو نور ہوسی
تیرے حال تے کرم ضرور ہوسی توں بن کے خدمت گار آجا
ایتھوں وسدیاں دِلدیاں بستیاں نے ایتھے کیف و سرور تے مستیاں نے
ایتھے جلوہ گر اوہ ہستیاں نے۔ جو کردیاں بیڑے پار آجا
ایتھوں چشتی قادری رنگ مِلدا ایتھوں عشق کماون دا ڈھنگ مِلدا
ایتھے جو وی مونہوں منگ مِلدا ایتھوں لُٹ کے فیض انوار آجا
ایتھوں جگ نے عشق دی دولت لٹی۔ ایتھوں لُٹ لُٹ فیض ہے دنیا گئی
میرے پیر محدّث اعظم جئی۔ نہیں ہور کتے سرکار آجا
اِس در تے غم سب مکدے نے۔ ایتھے غوث ولی کئی جھکدے نے
حافظ اِس در تے اوندیاں ای مل جاندا چین قرار آجا

# شمع جدوں رضا دی بلی

کھڑی جھڑی بریلی دے چمن اندر
مہکی لائل پور وچ اوہ کلی آ کے

عاشق ہو گئے پروانیاں وانگ کٹھے
شمع جدوں رضا دی بلی آ کے

لائل پور کی آپ نے ملک بھر دی
روشن کر دتی گلی گلی آ کے

جگ جہان دا ساری ایہہ سنیت وی
میرے آقا دی گود وچ پلی آ کے

خاک آپ دے روضے دی سمجھ نہ
حوراں قدسیاں مکھ تے ملی آ کے

میرے پیر دی چوکھٹ نوں اے حافظ
عالم فاضل کی چمدے نیں ولی آ کے



# تاجدارِ لائلپوری دی شان وچ دوہڑے

پھٹی کرن بریلی وچوں چمکی چار چوفیرے
شرک تے بدعت والے جگ توں دور ہنیرے
اج وی فیض دی دولت لٹدے طالب آن بتھیرے
حافظ عشق دا سودا ملدا پیر میرے دے ڈیرے

بخشی شاہ بریلی دے نے آپ نوں شاہ اسواری
ڈبن لگی آپ نے بیڑی سنیاں دی اے تاری
لا لا آپ نے ضرباں کاری نجدیاں دی مت ماری
شیخ میرے سردار دی حافظ دنیا تے سرداری

پیر میرے دیاں شاناں لبھدی ساری خلقت ہاری
عقلاں اتے خیالاں نالوں اُس دی شان نیاری
کرے سلاماں پیر میرے نوں جھک جھک خلقت ساری
پیر سخی سردار دی حافظ قائم رہے سرداری

○

قبلہ شیخ الحدیث سرکار آ گئے دسیا جگ نوں ولیاں ذیشاناں دا مُل
نسبت والے مریداں نوں دسیا اے کامل پیراں دی عظمت تے شاناں دا مُل
جے نہ آپ آؤندے فیر کون دسدا۔ ایہو جئے عظیم انساناں دا مُل
سُنّی عالم کی پیر نہیں دے سکدے حافظؔ آپ دے کدی احساناں دا مُل

○

عاشق لئی ہے جام سُرور سمجھو واللہ جنّی تحریر رضا دی اے
کملی والے دے پاک دربار اندر بڑی عظمت توقیر رضا دی اے
ایہہ علماء وی جنّے پئے نظر اوندے ساری ایہہ جاگیر رضا دی اے
حافظؔ قبلہ محمد سردار احمد ہو بہو تصویر رضا دی اے

○

اعلیٰ حضرت توں علم دا نور لیکے تارے کئی بن کے ماہتاب چمکے
ذرّے جنّے وی قدماں دے نال لگے بن کے علم دے دُرِ نایاب چمکے
محدّث اعظم چمکے بے نقاب ہو کے ہور عالم تے زیرِ نقاب چمکے
اج حافظؔ شریعت دے فلک اُتے ایہہ بریلی دا اِی آفتاب چمکے



○

چلیندی آپ دی اکھ وچ اکھ نہیں سی ہین آپدیاں انج نگاہواں روشن
بہیدے ہندے سن شیخ الحدیث جتھے اُجے تیک نے اوہ جلوہ گاہواں روشن
جنہاں راہواں تے شاہ رضا چلے اوہو کیتیاں آپ نے راہواں روشن
حافظؔ کیتیاں شیخ الحدیث نے اِی ساڈے مُردہ ایمان دیاں راہواں روشن

○

جتھے شیخ الحدیث نے قدم دھریا اوتھے آگئی سویرا بے شاماں دی تھاں
ایس ساقی نے علم دے میکشاں نوں ونڈیاں بھر بھر صراحیاں نے جاماں دی تھاں
دس گئے نکھڑ کے دکھو دکھ اے بے ادباں اتے غلاماں دی تھاں
حافظؔ شیخ الحدیث دا پاک روضہ سُنیاں لئی اے ادباں سلاماں دی تھاں

○

کراں کی مرتبہ یارو بیاں سردار احمد دا
ہے ملیا آن بوہا قدسیاں سردار احمد دا

میں دعوے نال کہہ سکناں کہ دورِ حاضرہ اندر
ہے اُچا ہر نشاں نالوں نشاں سردار احمد دا

ہے غوث پاک دا سایہ سر سردار احمد تے
ہے تاہیوں ہو گیا شیدا جہاں سردار احمد دا

رضا دا فیض بھر بھر جھولیاں سوہنے نے ورتایا
ہے کعبہ عاشقاں دا آستاں سردار احمد دا

کنارے نوں جیہدے نہ پا سکے عالم زمانے دے
سی ایسا علم بحرِ بیکراں سردار احمد دا

محمد مصطفےٰ دے عشق دی مستی چہ ہر ویلے
گذر دا وقت ہیسی بے گماں سردار احمد دا

نہ جانے سُنیاں تے وقت کی آجاوندا صائم
جے ہُندا واسطہ ناں درمیاں سردار احمد دا



جب بھی کیا ہے تذکرہ شیخ الحدیث کا
فیضان شامل ہو گیا شیخ الحدیث کا

چھوٹی ہے جان قبر کے محشر کے خوف سے
جب سے ملا ہے آسرا شیخ الحدیث کا

مسجد ہو یا شاگرد ہوں یا حسنِ درسگاہ
ہر کام ہی شہکار تھا شیخ الحدیث کا

اُن کے مرتبے کی اور کیا ہو گی بڑی دلیل
دشمن ہے لوہا مانتا شیخ الحدیث کا

اپنے تو کیا تھے ہو گئے دشمن بھی سرنگوں
سن کر کلام جانفزا شیخ الحدیث کا

کردار میں اعمال میں گفت و شنید میں
مرجع تھا دینِ مصطفےٰ شیخ الحدیث کا

یا رب تو اپنے کرم سے اس کو نواز دے
صائم بھی ہے مدحت سرا شیخ الحدیث کا

المدد اے تاجدارِ اہلسنت المدد
نائب احمد رضا سردار ملت المدد

اِک نیا طوفان ارضِ پاک میں آنے کو ہے
کشتیٔ اسلام سے الحاد ٹکرانے کو ہے
اِک طرف سوشل ازم کا ناگ منڈلانے کو ہے
اِک طرف مودودیت اِک آگ بھڑکانے کو ہے
از طفیل خاتم سلکِ رسالت المدد
المدد اے تاجدارِ اہلسنت المدد

اِک طرف برہم خدا سے ہے مگر بھوکوں کا غم
پر علاجِ شکم مزدوراں لیے پھرتے ہیں سکم
اِک طرف قرآن ہے ہاتھوں میں دِل میں ہے صنم
بڑھ رہے ہیں منزلِ انسانیت کے پیچ و خم
راہ نورِ جادۂ عشق و محبت المدد
المدد اے تاجدار اہلسنت المدد



اے مرے آقا ہمیں تیری عطا درکار ہے
تیرا عزم آہنی تیری وفا درکار ہے
تیرے سینے کی تڑپ جذبہ تیرا درکار ہے
پھر وطن کو نائب احمد رضا درکار ہے
نائب احمد رضا سردار ملت المدد
المدد اے تاجدار اہلسنت المدد

بندۂ غوث جلی، غوثِ جلی کا واسطہ
کشتۂ عشق علی، مولا علی کا واسطہ
گلشنِ اسلام کی ہر اِک کلی کا واسطہ
واسطہ سب انبیاء کا ہر ولی کا واسطہ
اے نقیب اولیاءُ مہرِ ولایت المدد
المدد اے تاجدار اہلسنت المدد

غیر کو ہم کیا کہیں بس میں نہیں اپنا ہی گھر
تیرے خدام کھڑے ہیں غیر کی دہلیز پر
ہے سیاست کی جنوں خیزی بانداز دگر
کر دیا جس نے نظام سُنیت زیر و زبر
صائم کے آقائے نعمت المدد
المدد اے تاجدار اہلسنت المدد

# طوفانِ غم

## از:- حضرت علّامہ حامد آلوارثی مدظلہ العالی

شہسوارِ زمرہ احرار ہائے چھپ گیا!
معرفت کا قلزمِ زخّار ہائے چھپ گیا

اتقیا کا سرور و سردار ہائے چھپ گیا
تاجدارِ ملّتِ ابرار ہائے چھپ گیا

خرمنِ باطل کو آکر جس نے خاکستر کیا
وہ خطیبِ برق و شعلہ بار ہائے چھپ گیا

پردۂ ظلمات شب میں چھپ گیا سارا جہاں
مہرِ عالمتاب، طلعت بار ہائے چھپ گیا

کیں فروزاں جس نے ہر سُو شعلیں عرفان کی
ملّتِ بیضا کا وہ سالار ہائے چھپ گیا

سو رہی تھی مدّتوں سے خوابِ غفلت میں پڑی
کر کے اپنی قوم کو بیدار ہائے چھپ گیا

مضطرب ہے چشمِ تمنّا ہے زیارت کیلئے
دے کے دلبر آخری دیدار ہائے چھپ گیا

کون ہوگا کلفت و کاوش میں اب پرسانِ غم
بیکسوں کا مونس و غمخوار ہائے چھپ گیا

کون سمجھائیگا اب قرآن کے اسرار و رموز
شارحِ بے مثل و خوش گفتار ہائے چھپ گیا

کون ہوگا اب غم و ہم میں ہمارا دستگیر
چھوڑ کر بے یار ہم کو یار ہائے چھپ گیا

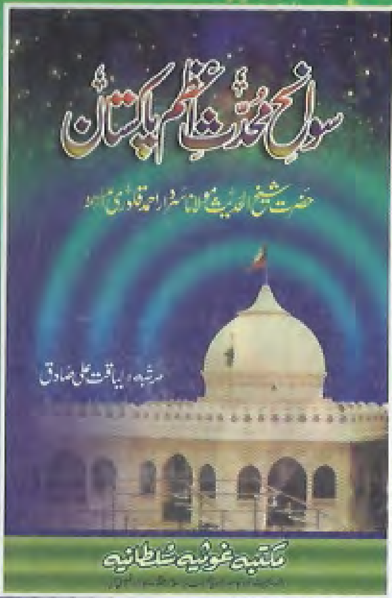
دیدنی تھا وقتِ رخصت منظرِ اندوہناک
دفعتہً وہ ماہِ پُر انوار ہائے چھپ گیا

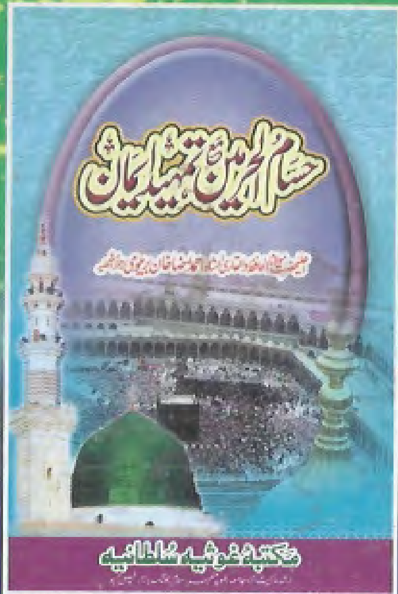
حامئِ دینِ متیں سالارِ حرّیت پسند
بحرِ احساں قلزمِ ایثار ہائے چھپ گیا۔

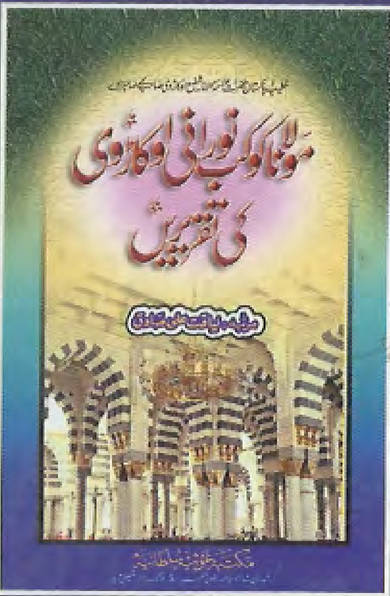
وہ علوم و معرفت کا بحرِ ناپیدا کنار
منبعِ دیں صاحبِ اسرار ہائے چھپ گیا

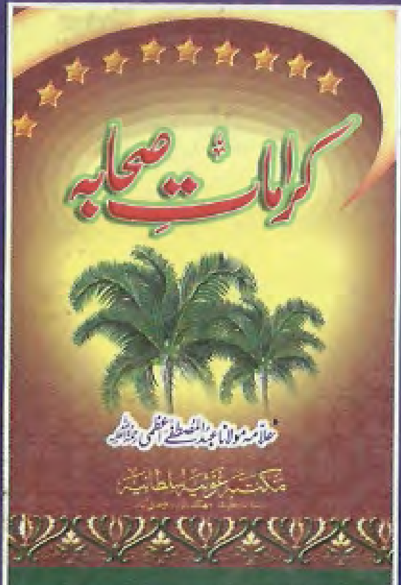
قصرِ باطل کو کیا حامدؔ ہے جس نے پائمال
وہ شریعت کا علمبردار ہائے چھپ گیا

# ہماری مطبوعات




## مکتبہ غوثیہ سلطانیہ

ارشد مارکیٹ نزد جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام جھنگ بازار فیصل آباد